بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تصدیق احمدیت

بجواب قادیانی مذہب مؤلفہ پروفیسر الیاس برنی صاحب

سید بشارت احمد

حیدرآباد دکن

معذرت

حیدر آباد کے قومی مفاد کا لحاظ، حالات کے خود بخود درست ہوجانے کی توقع - نیک طبیعت - ہمدرد دوستوں کا مشورہ (کہ خاموشی بہتر ہے) اور برنی صاحب کے "تیز مواد" - نیز جدید ترتیب اور مزید مضامین کے ساتھ جلد شائع ہونیوالے "دوسرے ایڈیشن" "کسی بڑی کتاب" کا انتظار اور بعض دیگر مصالح کی بنا پر پروفیسر برنی صاحب کے "قادیانی مذہب" کا جواب شائع ہونے میں تاخیر ہوگئی - اس لئے اپنے احباب سے اظہار معذرت کرتے ہیں ؛

خادم سید بشارت احمد

ضروری التماس

(ملاحظہ ہو آخری ٹائٹل پیج پر)

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۲	۱۹	یہ اصول قایم ہوتا۔	یہ اصول قایم ہوتا ہے کہ پیشگوئیوں کی تاویل اور تعبیر میں انبیا علیہم السلام بھی کبھی غلطی کھاتے ہیں جسقدر الفاظ وحی۔
۱۱۵	۱۸	طرز بیان میں۔	طرز بیان میں جہاں تک
؍؍	۱۸و۱۹و۲۰		پر خط کھیچا جائے۔
۱۲۰	۱۳	ہو	ہوں
۱۴۷	۱۱	بے چین ہیں	بے چین ہیں مثل ماں کے جو بچوں کے منتظر ہوتی ہیں سب بے چین ہیں
۱۶۱	۹	اپنے دربار	رویار
۱۶۳	۱۷	شرح التعرف	شرح التعرف ص۱
؍؍	۱۸	عوارف المعارف	عوارف المعارف ص۲
۱۸۲	۱۸	جانتا	چاہتا
۱۸۳	۶و۱۳	تلویح	تلویح
۱۸۴	۱۸	حضرت یحییٰ ع	حضرت عیسیٰ ع
۱۹۳	۱۶	مخالفت	منافقت
۱۹۶	۱۰	.... ہے	تعمق ہے۔
۲۰۶	۱۳	مرگیا	مرگا
۲۱۵	۱۷	وکُنتُم	وقد کُنتُم
۲۱۷	۱۷	غِشِم غشم غشم	غُشِمَ غُشِمَ غُشِمَ

فہرست مضامین تصدیق احمدیت

خدا کیلئے برقی صاحب کے دئے ہوئے حوالہ جات اصل کتابوں سے ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

پروفیسر الیاس برنی کی علمی تحقیقات کی حقیقت

اُن کی اخلاقی و علمی کمزوریاں

اُن کو چیلنج

حال میں جناب پروفیسر الیاس برنی صاحب نے ایک رسالہ "قادیانی مذہب" کے نام سے شائع کیا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے یہ غلط خیال پیدا کرنے کی بے جا کوشش کی ہے کہ "تحریک احمدیت" کو جسے وہ "قادیانی مذہب" کہتے ہیں اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ اس رسالہ میں جناب برنی صاحب نے اس حُسنِ ظن سے بے جا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے جو خصوصاً تعلیم یافتہ پبلک کو ان سے ہو سکتا ہے۔

ان کی پوری کتاب وساوس انگیزی اور دسیسہ کاریوں کا مجموعہ ہے۔ اور اپنے اس کمال کو انھوں نے نظر فریب عنوانات دیگر کتابوں کے حوالہ اور نامکمل و ناقص اقتباسات

دینے میں پوشیدہ کر دیا ہے۔ کوئی معقول پسند تعلیم یافتہ آدمی ایک ایسے شخص سے جو
پروفیسر جیسی علمی حیثیت اور شہرت رکھتا ہو یہ توقع نہیں کر سکتا ہے کہ وہ اس اخلاقی
کمزوری اور علمی خیانت کا مرتکب ہو سکتا ہے کہ اپنے علمی مخالف کے بیان کو توڑ مروڑ
کر غلط طور پر بیان کرے۔ یا اس کے مشتہرہ اور مطبوعہ مضامین سے اِدھر اُدھر
کے کچھ الفاظ یا عبارت اس طرح اقتباس کرے کہ اس سے قائل کا اصل منشار فوت
ہو جائے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ برنی صاحب نے اس اخلاقی کمزوری
اور علمی خیانت کا ارتکاب کیا اور بظاہر صرف اس لئے کیا کہ وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ
آزاد خیال تعلیم یافتہ اشخاص جو مذہبی جھگڑوں سے علیحدہ رہنا چاہتے ہیں۔ خود تو
تحقیقات کریں گے نہیں۔ اس لئے ان کی شستہ اور صاف تحریر۔ دلچسپ عنوانات
اور عمدہ ترتیب سے متاثر ہو کر اور جا بجا حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کے اقتباسات
بقید حوالہ صفحہ موجود دیکھکر یہ خیال کرنے لگیں گے کہ واقعی احمدی جماعت کا اسلام
اور اسلامی خدمات کا ادعاء محض ڈھکوسلہ ہے۔ اے کاش! یہ علمی خیانت کی
عزت بجائے ایک پروفیسر یونیورسٹی کے کسی مُلّاں یا کسی ظاہر پرست مولوی کے حصّہ
میں آتی! جو خود اپنی حیثیت ہی سے تعلیم یافتہ پبلک کے نزدیک درخور اعتناء نہیں ہے
تاکہ یہ صاف دل گروہ اُس بدظنی سے محفوظ رہتا۔ جو اس کے اعتماد سے فائدہ اٹھا کر
ایک تعلیم یافتہ شخص نے پیدا کی ہے۔

جہانتک کتاب کے حوالجات کی صحت کا تعلق ہے وہ اکثر غلط ہیں۔ اس لئے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب برنی صاحب نے صرف اپنی گرمیٔ بازار کے شوق میں
یہ جنس کاسد، پرانا سامان، بیچنے والے کباڑیوں کی دکان سے ہی لے لی ہے۔
لیکن اس وقت پبلک کے نزدیک تو ذمہ دار وہی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری
تنقید سے برنی صاحب کی علمی اور اخلاقی حیثیت سے پردہ اُٹھ جائیگا۔ اور

اُس وقت پبلک حقیقت سے واقف ہو جائیگی۔ اس لئے ہم برنی صاحب کو اپنی اس تنقید کے سلسلہ میں یہ چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ ثابت کریں:۔

(اول) یہ کہ قادیانی جماعت کے عقائد دوسروں کو دکھانے اور رجھانے کے تو اور ہیں اور فی نفسہٖ اصل عقائد اور۔ جیسا کہ آپ نے کتاب کے مقدمہ صہ۹ میں لکھا ہے۔ کہ تحقیق کیجے تو پتہ چلتا ہے کہ "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور"

(دوم) یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی عقیدہ ختمِ نبوت کو ترک اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباعِ شریعت سے انحراف کرکے بالمقابل نبوت مستقلہ کا دعویٰ کیا؟ اور احمدی جماعت کا یہی اعتقاد ہے؟

(سوم) یہ کہ کبھی حضرت مسیح موعودؑ نے فضیلت تو کجا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کا بھی دعویٰ کیا؟ درآنحالیکہ ہم نے اپنی تنقید میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر ہی فخر تھا اور جماعت احمدیہ بھی یہی اعتقاد رکھتی ہے۔

(چہارم) یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے بجائے حج کعبۃ اللہ کے جو از روئے شریعت اسلامی مسلمانوں پر فرض ہے۔ احمدیوں کے لئے قادیان کا حج مقرر فرمایا ہے۔

اگر ان چار امور محولہ بالا میں سے کوئی ایک بھی جناب برنی صاحب ثابت کر دیں۔ تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم ایسے عقائد سے توبہ کر لیں گے۔ اور مزید براں ہر ایک ثبوت پر سَو روپیہ نذرانہ بھی دیں گے۔

آپ یاد رکھئے کہ ہم نے حضرت مرزا صاحب کو مانا ہی اس لئے ہے کہ ان کے ماننے سے اسلام اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپؐ سے

وابستگی بڑھ جاتی ہے۔ اور ہم اب تجربہ کے بعد اس کے شاہد ہو گئے ہیں۔ لیکن اگر برنی صاحب یہ ثابت کر دیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کر کے مستقل نبی بن گئے جن کو اسلام اور اسلامی فرائض و تعلیم سے کوئی واسطہ نہیں۔ تو ہم کو اُن سے واسطہ ہی کیا۔ ہم تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ رہیں گے۔ ؎

مرا عہدیست با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم ✦ ہوا خواہی کوئیت راچو جانِ خویشتن دارم

کیا ہم امید کریں کہ برنی صاحب خود یا تعلیم یافتہ پبلک کے زور دینے سے اس میدان میں آئیں گے؟ اس سے بڑھکر ہم خرما و ہم ثواب اور کیا ہو سکتا ہے۔

برنی صاحب کی اس کتاب کے جواب میں ایک مختصر سا ٹریکٹ جماعت احمدیہ بنگلور نے اس کتاب کے اغلاط اور مغالطات ظاہر کرنے کے لئے شائع کیا تھا۔ لیکن جناب برنی صاحب نے اس پر اعتنا نہیں فرمائی بلکہ اور بھی چراغ پا ہو گئے۔ اور بذریعہ ایک دوسرے رسالہ موسومہ **"قادیانی جماعت"** کے اپنے موجودہ رسالہ **"قادیانی مذہب"** سے زیادہ تیز مواد باقی رہنے کی دھمکی دی ہے۔ گویا بنگلوری ٹریکٹ نے حضرت کیلئے منضج کا کام کیا۔ بہتر ہے ہم بھی منتظر رہینگے کہ برنی صاحب اپنا یہ موادِ فاسد خارج کر لیں۔ تاکہ معقول تبرید کا انتظام کیا جائے۔ فی الحال پیوستہ اوراق میں ان کے اس موجودہ رسالہ "قادیانی مذہب" پر نظر کی جاتی ہے۔

برنی صاحب کے نام نہادِ **علمی محاسبہ** سے اور کچھ نہیں تو کم از کم اس قدر فائدہ تو ہو چکا ہے۔ کہ بعض طبائع میں اس ذریعہ سے تحقیق حق کی خواہش پیدا ہو گئی ہے۔ اور ہم خدا سے یہی چاہتے تھے کہ لوگوں میں احمدیت کے متعلق تحقیق کا شوق پیدا ہو۔ برنی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ع

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

مقدمہ کتاب میں جناب برنی صاحب نے اس تحقیقات کی تکلیف گوارا فرمانے کے وجوہ بھی بیان فرمائے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب موصوف نے کسی جلسہ میلاد النبی مبارک پر کوئی تقریر ختم نبوت کے موضوع پر فرمائی تھی۔ احمدی نوجوانوں نے اس مبحث پر تبادلہ خیالات کی خواہش ظاہر کی تو ٹال دی گئی۔ اس لئے انہوں اپنے خیالات کا اظہار ایک رسالہ کی شکل میں کیا۔ جس میں اس تقریر پر بہ کچھ ایراد و تعریض تھی۔ یہ جسارت احمدی نوجوانوں کی جناب کو ناگوار گذری۔ اس لئے اپنی قوت کے اظہار کے لئے پہلا حملہ اس رسالہ سے کیا گیا۔

یہ کتاب مقدمہ کے علاوہ ایک تمہید اور پانچ فصول پر منقسم ہے۔ لیکن اصل مضمون پر نظر کرنے سے قبل مؤلف کی التماس قابل ملاحظہ ہے۔ جو آخر کتاب میں صـ۳۱۱ پر درج ہے۔ خلاصہ تو اس التماس کا صرف یہ ہے کہ ان کو احمدی جماعت کی کتابیں نہیں مل سکیں۔ اس لئے ان کو کوئی دوسرا خاص اہتمام اس تالیف کے لئے کرنا پڑا۔ لیکن پوری عبارت التماس کی پڑھنے کے قابل ہے جس سے پروفیسر صاحب کی ذہنیت کا پتہ چل جاتا ہے۔ جو اس کتاب کی اشاعت میں مخفی ہے۔

التماس کا سلسلہ بیان اس طرح شروع ہوتا ہے۔ کہ "قادیانی مذہب" کی تحقیق میں کچھ عرصہ سے مسلمانوں کو عجیب دقت پیش آرہی ہے اور اس دقت کا اظہار جو مسلمانوں کو "قادیانی مذہب" کی تحقیق میں پیش آرہی ہے اس طرح فرمایا گیا ہے کہ "اُن کو کام کی کتابیں نہیں ملتیں"۔ اور پھر اس اجمال کی تفصیل اس طرح فرماتے ہیں کہ "جن خاص کتابوں سے مذہب کے حقیقی رجحانات و اعتقادات کا پتہ چلتا ہے ان میں سے اکثر نایاب ہیں"۔ اگر بات یہیں ختم ہو جاتی تو یہ ظاہر ہو جاتا کہ ذی علم مؤلف کو کتاب کی تالیف میں دشواری پیش آئی۔ لیکن منشاء چونکہ صرف

یہ نہیں کہ تالیف کی دشواریوں کو ظاہر کیا جائے۔ بلکہ اس سلسلے میں یہ وسوسہ بھی پیدا کرنا منظور ہے کہ قادیانی اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں۔ اس لئے ضروری کتابوں کی نایابی کا ذکر کر کے اس وسوسہ کی پیڑی جماتے ہیں کہ "بعض کا خیال ہے (گویا آپ خود اس سے بری ہیں) کہ بنظرِ مصلحت ان کی اشاعت مسدود کر دی گئی۔" اس کا جواب دوسرے اشخاص کی زبان سے اس طرح دیتے ہیں۔ "بعض کو توقع ہے کہ ترمیم و اصلاح کے بعد کسی موقع پر شائع ہونگی۔" اس طور سے نہایت سادگی اور اپنی شانِ معصومیت کو قائم رکھ کر برنی صاحب نے بغیر اس کے کہ ان پر کوئی الزام عائد ہو اپنے پڑھنے والوں کے دلوں میں چپکے سے یہ وسوسہ ڈال دیا کہ احمدی اپنی کتابیں چھپاتے ہیں۔ اور ضروری کتب کی اشاعت بمصلحت مسدود کر دی گئی ہے۔ اور اس طرح کتب کو نایاب کر دیا گیا ہے۔

لیکن آپ چونکہ خود ناواقف محض ہیں۔ اس لئے ڈرتے ڈرتے مثلاً "انجام آتھم" کا نام لیتے ہیں اور اس میں یہ بھی قید لگا دیتے ہیں کہ "اس کے اصل مکمل نسخے بہت کمیاب ہیں" گویا اس طرح وہ پبلک کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ "انجام آتھم" مرزا صاحب کی ایسی تصنیف ہے جس میں خاص طور پر احمدی جماعت کے عقائد اور مذہبی رجحانات درج ہیں۔ جس کی اشاعت مسدود کر دی گئی ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ ہی سرے سے غلط ہے۔ "انجام آتھم" فی نفسہ عقائد کی کوئی کتاب نہیں نہ یہ کتاب کمیاب ہے اور نہ تھی۔ وہ پادری آتھم کی پیشگوئی کے متعلق اعتراضات کا جواب ہے۔ ہاں اس میں علماء اور مخالفین کو مخاطب کیا گیا ہے۔ جس میں اپنے دعاوی کا بھی ذکر ہے اور بس ؞

غرض فی نفسہ کتاب مذکور عقائد کی کتاب نہیں ہے۔ یوں تو حضرت مرزا صاحب کی ہر ایک کتاب میں ان کے دعاوی و دلائل کا ذکر ہے۔ انجام آتھم

اس معاملہ میں مخصوص نہیں عقائدجن کتابوں میں ہیں وہ خاص کر "کشتی نوح"
مواہب الرحمٰن - حمامۃ البشریٰ - آئینہ کمالات اسلام - ازالہ اوہام -
تحفہ گولڑویہ وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ان میں سے کسی کتاب کی نسبت جناب
پروفیسر صاحب نے یہ نہیں کہا کہ وہ نایاب یا کمیاب ہے۔ یا اس کی اشاعت
بمصلحت مسدود کر دی گئی ہے۔ پھر یہ کہنا کہ انجام آتھم کے اصل نسخے کمیاب ہیں
یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ کچھ غیر اصلی اور غیر مکمل نسخے مل جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد
یہ امر بھی ناظرین کتاب کی توجہ کے قابل ہے کہ ابتدائی سطور میں تو عقائد کی کتابوں
کو "نایاب" کہا اور آخر تک پہنچ کر انجام آتھم کا نام ظاہر کرکے "کمیاب" کہہ دیا گیا یہ توقع
نہیں کی جاسکتی۔ کہ پروفیسر صاحب "نایاب" اور "کمیاب" میں کوئی فرق نہیں
کرسکتے تھے۔

یہ التماس کی ابتدائی چار سطروں کی حقیقت ہے۔ ان چار سطروں میں
مؤلف نے اپنے اسی کمال فن کا اظہار کیا ہے۔ جس سے ساری کتاب بھری ہوئی
ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس فن کو سوائے وساوس انگیزی و دسیسہ کاری کے
اور کیا نام دیا جائے۔ اگر اس سے زیادہ کوئی اور موزون نام اس کے لئے تجویز کیا
جاسکتا ہے تو ہم کو اس کے قبول کر لینے میں عذر نہ ہوگا۔

ان ابتدائی چار پانچ سطروں کے بعد یہ الزام لگایا گیا ہے کہ احمدیہ کتاب گھر
قادیان سے ان کے ایک عزیز نے ایک بڑی لمبی فہرست بھیج کر کتابیں طلب کی
تھیں۔ جس کی تعمیل نہیں کی گئی نہ جواب دیا گیا۔

ہم نے اس خاص واقعہ کی نسبت "کتاب گھر قادیان" سے دریافت کیا
تو واقعہ غلط معلوم ہوا۔ احمدیہ کتاب گھر والوں کا جواب یہ ہے کہ "دھرم بھکشو
جیسے آریہ معاند اسلام اور مولوی ثناء اللہ و علمائے دیوبند جیسے مخالفین احمدیت

کو بھی کبھی کتابیں بھیجنے سے انکار نہیں کیا گیا۔ تو ایک ایسے شخص کو جس کی کوئی معروف و مخالفانہ حیثیت نہ تھی بعض کتابیں دینے سے انکار کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ یہ ناممکن ہے کہ خط وصول کر کے کتابیں بھیجنے سے انکار کیا جائے۔ اس لئے کہ کتاب گھر اسی خاص کاروبار کو انجام دیتا ہے وہ انکار کیونکر کر سکتا ہے"۔ پس اگر یہ الزام محض بے بنیاد نہیں تو یقیناً غلط فہمی پر ضرور مبنی ہے۔ اور جناب پروفیسر صاحب جانتے ہیں۔ کہ سکندرآباد اور حیدرآباد میں ایک منظم جماعت موجود ہے۔ جس کا ایک کتب خانہ عام بھی وسط شہر احمدیہ جوبلی ہال میں موجود ہے اور دوسرے چند احمدی افراد کے خانگی کتب خانے بھی ہیں۔ اگر کوئی کتاب ان کتب خانوں میں نہ مل سکتی۔ تو جماعت کے سکرٹری سے طلب کر سکتے تھے یہ بات خود جناب برنی صاحب کے اپنے دل میں کھٹکتی تھی۔ اسی لئے اس سے دامن بچایا ہے کہ "یہ صحیح ہے کہ حیدرآباد میں ایک قادیانی کتب خانہ کھلا ہوا ہے۔ لیکن وہاں جو کتابیں ملتیں اور اپنی جو حیثیت ہوتی ظاہر ہے"۔ مگر یہ نہیں ظاہر فرماتے کہ خدانخواستہ آپ کی وہاں کیا حیثیت ہوتی؟ اور اگر یہ وسوسہ انگیزی اور محض بدگمانی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

خاتمہ التماس پر "قادیانی اکابر" کو مخاطب کر کے پروفیسر صاحب نے لکھا تھا کہ "از راہ علم پروری" سلسلہ کی کتابیں ان کو دی جائیں۔ ان کی یہ استدعا منظور کر لی گئی اور کتابیں جو انہوں نے طلب کیں ان کو دی گئیں۔ اور انہوں نے قیمت بھی باصرار ادا فرمائی۔ دیکھئے اس واقعہ کو بھی جناب پروفیسر صاحب تسلیم فرماتے ہیں یا نہیں اور اگر تسلیم فرماتے ہیں تو کس توطیہ و تمہید و تشریح کے ساتھ؟

آئندہ کیلئے بھی یہ صاف اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ جب چاہیں نہ صرف قیمتاً بلکہ مفت یا مستعار بھی کتابیں ہمارے پاس سے طلب کر سکتے ہیں

یہ حقیقت ہے جناب برنی صاحب کے ان عنوانات بلکہ تو ہمات کی۔ پس جس تحقیق کی ابتداء ہی بدگمانی، اتہام و جذبہ انتقام کیساتھ ہوئی ہو اسکی جو حقیقت ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
ھو الناصر

جناب پروفیسر الیاس برنی صاحب
کے
رسالہ قادیانی مذہب پر
تنقید

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ
وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ (سورۃ الصف ع۱)

مقدمہ پر تنقید

سبحان اللہ کیا تحقیق ہے؟

جناب مولوی الیاس برنی صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ نے اپنے رسالہ موسومہ "قادیانی مذہب" کے مقدمہ میں اپنی اس علمی تحقیق کو "قادیانی مذہب کے دوسرے رخ کو جو بالعموم نظروں سے مخفی رہتا ہے نمایاں کر دینے" کی کوشش پر مبنی فرمایا ہے۔ اور

اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "قادیانی مذہب کا ایک بڑا اصول ہے جس سے عام تو کیا خاص لوگ بھی بے خبر ہیں۔ وہ یہ کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مذہبی زندگی کے دو دَور ہیں۔ پہلے دَور میں تو وہ خوب خوش اعتقاد اور عقیدتمند نظر آتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء سب کو اپنا بڑا مانتے ہیں۔ سب کی عظمت کرتے ہیں۔ اتباع کا دم بھرتے ہیں۔" (مقدمہ ص۷)

"لیکن دوسرے دَور میں حالت بالکل برعکس ہے۔ اوّل تو علانیہ نبی بن جاتے ہیں۔ پھر بڑھتے بڑھتے تقریباً سب اولیاء انبیاء سے صراحتہً یا کنایتہً بڑھ جاتے ہیں۔ بڑے سے بڑے دعوے زبان پر لاتے ہیں۔ اچھے اچھوں کو نظروں سے گراتے ہیں۔ اور اپنے واسطے انتہائی عقیدت کے طالب نظر آتے ہیں۔ دونوں حالتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔" (مقدمہ ص۹)

سبحان اللہ کیا تحقیق ہے اور پھر تحقیق بھی ایسی جس سے عوام تو کیا خواص بھی محروم و بے خبر رہے۔ اور اخص الخواص جناب پروفیسر صاحب کے سر اس تحقیق کا سہرا رہا۔ ہم بھی اس تحقیق کی داد دیتے ہیں۔ ؎

دندانِ تو جملہ در دہانند + چشمانِ تو زیر ابروانند

لایعنی باتوں سے تسکین

تعجب ہے کہ پروفیسر جیسی علمی حیثیت رکھنے والے انسان بھی ایسی لایعنی باتوں سے تسکین پا سکتے ہیں۔ کیا کوئی ایسی مثال پیش کی جا سکتی ہے کہ کسی نبی یا مامور من اللہ نے اپنے روزِ پیدائش ہی سے اپنا دعویٰ نبوت پیش فرما دیا ہو۔ اور دعویٰ نبوت کے قبل و بعد ایک ہی قسم کا علم اور ایک ہی قسم کے خیالات ظاہر کئے ہوں۔ معلوم نہیں حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت آپ کیا کہینگے۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ ؎

قرنہا باید کہ تا یک کودکے از لطف طبع + عارف کامل شود یا فاضل صاحب سخن

آپ کی رائے میں کسی چیز کی ابتدا و انتہا۔ آغاز و کمال دونوں یکساں ہی ہونے چاہیئے تھے۔ کیا جناب برنی صاحب سے کوئی یہ پوچھ سکتا ہے کہ کیا جناب یہ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگریاں یہ قادری چشتی ہونے کے تمغے اور اپنی موجودہ علمی تحقیق "قادیانی مذہب" کا مسودہ آپ اپنے ساتھ لیکر آئے تھے۔ ع بر ایں عقل و دانش بباید گریست

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے دو دور

حیرت ہے کہ مخالفت میں آدمی عقل و علم سے بھی دست بردار ہو جاتا ہے۔ کوئی پوچھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپکی جماعت نے کب کہا تھا کہ حضرت اقدس کی زندگی یا مذہبی زندگی ان ادوار سے خالی و مستثنیٰ تھی جو ہر ایک عامی عالم فاضل، ولی نبی کے لئے لازمی ہیں۔ سُنئے! حضرت اقدس نے اعلان کیا ہے اور ان کی جماعت اس اعلان کو آپ تک پہنچاتی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب جو ایک گوشہ نشین اور خاموش زندگی بسر کرنیوالے خادمِ اسلام تھے۔ ان کا عقیدہ مثل دوسرے مسلمانوں کے ابتداء میں یہی تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہی آخری زمانے میں تشریف لائینگے۔ لیکن بالآخر خدا کے متواتر الہام و احکام نے حضرت مرزا صاحب پر یہ ظاہر کیا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور وہ مسیح جس کے لئے اس امت مرحومہ میں آنے کا وعدہ کیا گیا ہے تو ہی ہے۔ یہ وہ اعلان ہے جس کو سوائے پروفیسر برنی صاحب کے تمام دنیا جانتی ہے۔ خصوصًا وہ جنکو حضرت اقدس کے دعاوی سے بحیثیت ان کے متبعین یا مخالفین ہونے کے واسطہ رہا ہے۔ تعجب ہے۔ کہ اس عالم آشکار حقیقت کو جناب پروفیسر صاحب اپنی خاص تحقیق و انکشاف کہتے ہیں۔ اور دنیا کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں۔ کہ سوائے

جناب کے یہ حقیقت دنیا سے آج تک مخفی تھی۔

ممکن ہے کہ کوئی شخص حضرت اقدس کے دعاوی مسیح و مہدی موعود کو مانے یا نہ مانے۔ لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ ابتدا ہی سے آپ نے اس دعوے کو پیش کیا اور اس وقت سے اپنی تاریخ وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء تک اس پر قائم رہے اور یہ ایسا دعوے تھا جو کبھی کسی شخص سے مخفی نہیں رہا۔ ظاہر ہے کہ جب تک حضرت مرزا صاحب نے مسیح موعود و مہدیؑ ہونے کا دعوٰی نہیں کیا تھا۔ اس وقت تک وہ اپنے لئے کسی مقام یا منصب کے دعویدار نہ تھے۔ جب وہ اس خاص دعوٰی کو لے کر کھڑے ہوئے۔ تو ان کو یہ کہنا ضروری تھا کہ جو خصوصیات و لوازم و فضائل مسیح موعود یا مہدی معہود کے لئے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ اور مسلمانوں کے مسلمہ ہیں۔ ان کے وہ مستحق ہیں۔

مسیح موعود کی نبوت و فضیلت متفق علیہ ہے

اس موقعہ پر صرف مولوی محمد علی صاحب مونگھیری (سلسلہ احمدیہ کے سخت ترین معاند) کی کتاب "ہدیہ عثمانیہ" کے صفحہ ۷ سے ایک فقرے کا حوالہ کافی ہوگا جس میں مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ "مسیح موعود کا نبی ہونا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ جو شخص انہیں (یعنی حضرت مرزا صاحب کو) مسیح موعود مان رہا ہے پھر وہ ان کی نبوت سے کیونکر انکار کر سکتا ہے۔"

غرضیکہ تمام اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بعد نزول نبی ہوں گے۔ مگر اس طرح کہ وہ شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے اس لئے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہوں گے۔ اور اس طرح عیسٰی علیہ السلام کی آمد مسلمانوں کے مسلمہ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہ ہوگی۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوے بھی یہی ہے اور جن لوگوں

نے ان کو قبول کیا ہے اسی حیثیت سے قبول کیا ہے کہ آپ وہی مسیح موعود اور مہدی ہیں جن کی بشارت احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں آئی ہے۔

بلاشبہ ایک مخالف یہ تو کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوی مسیحیت ومہدویت غلط ہے۔ اور جنہوں نے ان کو اس حیثیت سے قبول کیا ہے غلطی کی ہے۔ لیکن کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہیں تو ان کا دعوی اُمتی نبی ہونے کا یا امت کے دیگر صلحاء و علماء و اولیاء پر فضیلت کا غلط ہے۔ ہر چیز اپنے لوازم وخصوصیات کے ساتھ ہی قبول کی جاسکتی ہے۔ پس جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کے دعوی مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ کو قبول کیا ہے ان کو مجبوراً ان کے لوازم فضیلت اور خصوصیتِ نبوت کو قبول کرنا پڑے گا۔

اس لئے جناب برنی صاحب کی یہ تحقیق کہ دوسرے دَورِ زندگی میں حضرت مرزا صاحب علانیہ نبی بن گئے اور بڑھتے بڑھتے تمام اولیاء سے بڑھ گئے ایسی تحقیق نہیں ہے جو دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہو اور جس سے اس وقت تک سوائے جناب برنی صاحب کے کوئی واقف نہ ہو سکا ہو۔

اس تحقیق سے سوائے اس کے کچھ ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ کہ یا تو خود برنی صاحب اہل سُنت والجماعت کے مسلّمہ عقائد سے بے خبر ہیں یا لوگوں کی نظر سے ان عقائد کو پوشیدہ رکھ کر جو مسلّمہ ومتفقہ ہیں۔ وساوس پھیلانا چاہتے ہیں۔

ہر نبی کی زندگی کے دو دَور

ہم کو یہ قبول کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ کہ حضرت اقدس کی مذہبی زندگی میں دو دَور آئے ہیں اور قرآن پاک کا پڑھنے والا اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا کہ ہر نبی اور

مامور و مرسل من اللہ پر ایسے دوروں کا گذرنا لازمی ہے۔ ہر نبی کی ایک زندگی دعوئ نبوّت سے پہلے کی ہوتی ہے ایک اس کے بعد کی۔ اور دونوں زندگیوں کے حالات، واقعات، خیالات ایک دوسرے سے جدا اور علیحدہ ہوتے ہیں۔

جس طرح پروفیسر صاحب حضرت مرزا صاحب کی زندگی کے دو دوروں کو ایک وجہ ان کے دعاوی کے تکذیب یا تردید کی قرار دیتے ہیں۔ تقریبًا اسی طرح پہلے لوگوں نے بھی اس اختلاف زندگی و حالات کو وجہ شک و شبہ قرار دیا تھا۔

حضرت صالحؑ کی قوم حضرت صالحؑ سے کہتی ہے :۔

یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ (سورہ ہود ع ۶)	اے صالح ہم کو تو تجھ سے اس سے قبل بڑی امیدیں تھیں کیا تو ہمکو ان کی عبادت سے منع کرتا ہے جنکی عبادت ہمارے آباو اجداد کرتے ہیں ہمکو اس وجہ سے تمہارے دعوے کی صحت میں شک ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کو بھی فرعون نے ان کے دعوے سے قبل کی زندگی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا :۔

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ۙ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ (سورہ شعراء ع ۲)	یعنی کہا میں نے تجھکو اپنے یہاں بچہ کی طرح نہیں پالا تھا اور تو برسوں ہمارے پاس نہیں رہا (مطلب یہ کہ تیرے ایسے خیالات نہ تھے جیسے اب ہیں) اور تو نے ایک اور حرکت بھی کی (یعنی ایک قتل) اور تو بڑا ناشکر گذار ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس اعتراض و الزام کو قبول کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں :۔

قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا	ہاں میں نے ایسا کیا تھا اور میری غلطی تھی۔ اس لئے میں تمہارے پاس سے

خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ بھاگ گیا تھا۔ لیکن میرے رب نے مجھے حکم عطا فرمایا اور مرسل بنایا۔

(سورہ شعراء ع۲)

اگر جناب برنی صاحب کا خود ساختہ اصول تحقیق صحیح ہے تو کیا شبہ ہے کہ قوم صالح اور آل فرعون کا اعتراض اور اپنے پیغمبروں کی صداقت میں شک و شبہ بجا تھا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

رسول اللہ صلعم کی زندگی کے دو دور

خیر یہ تو دور کے قصے تھے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بھی اس مسئلہ میں کافی ہدایت ملتی ہے۔ دعویٰ نبوت سے پہلے قوم آپ کو امین و صدیق تسلیم کرتی تھی۔ لیکن دعویٰ نبوت کے بعد ساحر و مجنون کہنے لگی صرف اس لئے کہ حضور نے وہ دعاوی کئے جن کو قوم برداشت نہ کرسکتی تھی۔ پہلے آپ کو کہا گیا:۔ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ[۵۱] (سورہ شعراء ع۱۱) اور پھر حکم ہوا۔ قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا[۵۲] سورۃ اعراف ع۲

اسی طرح پہلے آپ فرماتے تھے۔ "من قال انا خیر من یونس ابن متّی فقد کذب"[۵۳] (بخاری کتاب التفسیر۔ سورہ نساء جلد ۳ صـ۷۷ مصری)

"لا تخیرونی علیٰ موسیٰ"[۵۴] (بخاری فی الخصومات باب مایذکر فی الاشخاص جلد ۲ صـ۳۱ مصری) مگر بعد میں آپ نے صاف طور پر فرمایا کہ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین

[۵۱] اور ڈرا اپنے قبیلے کے قریبی رشتہ داروں کو [۵۲] کہہ دے اے لوگو! تحقیق میں تم سب کی طرف خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ [۵۳] جس نے کہا کہ میں یونسؑ بن متی سے افضل ہوں اس نے جھوٹ بولا۔ [۵۴] مجھ کو موسےٰؑ سے اچھا نہ کہو۔

لما وسعهما الا اتباعی" [۵۱] (الیواقیت والجواہر جز ثانی المبحث ثانی والثلاثون فی ثبوت رسالۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم۔ مطبوعہ مصر ص۲۲) پھر صوفیا کی مشہور اور متداول روایت کے بموجب یہ بھی فرمایا کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی ملک مقرب ولا نبی مرسل" [۵۲]

مکی زندگی میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ سال تک نہ صرف بیت المقدس کی جانب رُخ کر کے نمازیں ادا کرتے رہے۔ بلکہ جن امور میں کوئی وحی الٰہی نہ ہوتی تو اہل کتاب کے مطابق عمل فرماتے تھے۔ لیکن ہجرت کے بعد تحویل قبلہ کا حکم ہوا۔ تو آپ کو معلوم ہے کہ اس دوسرے دور زندگی پر اعتراض کرنے والوں کو بارگاہِ احدیت سے کیا خطاب ملا۔ اگر نہ معلوم ہو تو سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا۔ (سورہ بقر ع) [۵۳] پڑھ لیجئے۔ کیا برنی صاحب اپنے لئے اس خطاب کو پسند فرمائیں گے؟ اگر نہیں تو پھر کیوں مُورکھ بن کر پچھلوں کی ریس کرتے ہیں۔ اس قسم کے اعتراضات عیسائی مصنفین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی و مدنی زندگی کے نمایاں اختلاف پر کرتے ہیں۔ پھر ایک وقت تھا جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو یا خیر البریۃ [۵۴] (اے تمام انسانوں سے افضل) کہہ کر مخاطب کیا گیا۔ تو جواب میں ذالک ابراھیم (وہ تو ابراہیم ہیں) کا ارشاد ہوا۔ اور دوسرا وقت آیا جب بہ تحدی فرمایا انا سید ولد آدم [۵۵] (میں نسل آدم میں سب سے افضل ہوں)۔

---

[۵۱] اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ [۵۲] میرے لئے خدا کیساتھ ایک وقت ہے کہ اسمیں کوئی فرشتہ مقرب و نبی مرسل میرے ساتھ نہیں سما سکتا۔ [۵۳] لوگوں میں سے بیوقوف عنقریب کہینگے کہ کس چیز نے پھیر دیا انکو اپنے قبلہ سے جسپر وہ تھے [۵۴] ابوداؤد جلد ثانی ص۲۶۳۔ [۵۵] ترمذی ابواب المناقب

دَور اوّل اُمّتی اَور دَور دوم اُمّتی نبی

پس حضرت اقدس مرزا صاحب کی مذہبی زندگی میں جبکہ ان کو مسیح موعود ہونے کا دعوٰے ہے۔ دو دوروں کا واقعہ ہونا نہ کوئی نئی بات ہے جس کا علم برنی صاحب کو ہوا اور نہ قابل اعتراض ہے۔ اور چونکہ آپ کا دعوٰے امتی نبی ہونے کا ہے۔ اور فریقین کا مسلّمہ ہے کہ مسیح موعود اُمتی نبی ہونگے۔ اس لئے آپ پر پہلے ایک دور محض امتی ہونے کا اور دوسرا نبوت کا آنا لازم تھا اور ضروری تھا کہ نبی ہونے سے پہلے اُمّت کے تمام اعلیٰ مدارج حاصل ہو جائیں یعنی پہلے صالح پھر شہید و صدیق ہوں تب درجۂ نبوت عطا ہو۔ جس طرح قرآن پاک فرماتا ہے۔ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ ج (سورہ نساء ع ۹) [۵۱]

دعویٰ بلا دلیل نتیجہ بلا تحقیق

حضرت مرزا صاحب کی زندگی کے ان دو دوروں کو بیان کر کے پروفیسر صاحب مقدمہ کے صہ۹ پہ تحریر فرماتے ہیں کہ "تحقیق کیجئے تو پتہ چلتا ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں۔ دکھانے کے اور"

جناب برنی صاحب کی یہ تحقیق البتہ قابل غور و توجہ ہو گی۔ لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ یہ تحقیق آپ نے کس کتاب میں کی ہے ہمارے سامنے تو وہ تحقیق اب تک آئی نہیں۔ یہ تو صرف دعوٰے ہے۔ اور اس موجودہ زیر نظر کتاب میں تو آپ نے ایک لفظ بھی اس دعویٰ کی تائید میں نہیں لکھا البتہ پبلک کو غلطی میں ڈالنے کے لئے آپ نے اپنے اس نتیجۂ تحقیق کو حضرت

---

[۵۱] ترجمہ:۔ انعام کیا اللہ نے جن پر نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں میں سے۔

صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؐ صاحب خلیفۃ المسیح ثانی کی کتاب "القول الفصل" کے ایک اقتباس سے بایں شرح ملا دیا ہے کہ "مرزا صاحب کے مذہب کے دونوں دور خود ان کے صاحبزادہ میاں مرزا محمود احمد صاحب موجودہ خلیفہ قادیان اپنی کتاب القول الفصل میں یوں واضح فرماتے ہیں"۔ (مقدمہ صفحہ ۹)

گویا اس طرح آپ اپنے نتیجہ تحقیقات کی توثیق حضرت خلیفۃ المسیح کی زبان سے کرانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ کتاب مذکور یا اس کی اقتباس کردہ عبارت کا آپ کے نتیجہ تحقیقات سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کتاب مذکور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے ایک رسالہ "اندرونی اختلافات سلسلہ کے اسباب" کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اور امر مابہ البحث یہ تھا۔ کہ آیا حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا تھا یا نہیں؟

خواجہ کمال الدین صاحب اس امر کے مدعی تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح نے کتاب مذکور کے صفحہ ۲۴ پر وہ عبارت تحریر فرمائی تھی۔ جس کا حوالہ برنی صاحب دیتے ہیں۔ اس حوالہ کے پڑھنے سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جن دو دوروں کا آپ ذکر فرماتے ہیں۔ وہ دور آپ کے دعویٰ مسیحیت کے بعد کے ہیں۔ اور ان دو دوروں میں آپ نے اپنے ان الہامات کی توضیح فرمائی ہے۔ جن میں آپ کو نبوت کی بشارت دی گئی ہے۔ اس لئے القول الفصل کے حوالہ صفحہ ۲۴ کو فی نفسہ برنی صاحب کے اخذ کردہ نتیجہ تحقیقات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے یہ نتیجہ تحقیقات ہر حال میں بلا دلیل کے باقی رہتا ہے۔ جس کی تائید خود ان کے موجودہ رسالہ کے کسی فقرہ سے بھی نہیں ہوتی۔ اور ہماری طرف سے برنی صاحب

اس کو ایک کھلا ہوا اور قائم رہنے والا چیلنج تصور کریں اور جب چاہیں یہ ثابت کریں کہ احمدیوں کے عقائد دکھانے کے اور ہیں اور واقعی طور پر کچھ اور۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ[۱]

عقائد کا اعلان جان و مال قربان

برنی صاحب شاید ناواقف ہوں۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ ہماری جماعت ایک تبلیغی جماعت ہے۔ اس لئے اگر اپنے عقائد کو پوشیدہ رکھے گی تو تبلیغ کس طرح کر سکے گی؟

برخلاف اس کے ہمارے عقائد اور شرائط بیعت دنیا میں مشتہر ہیں۔ رسالہ "عقائد احمدیہ" میں ہم نے اپنے عقائد شائع بھی کئے ہیں جنکو برنی صاحب کہتے ہیں کہ یہ دور اول کی خوش اعتقادگیاں ہیں۔ اس کتاب کے طبع دوم میں ۱۹۴۰ء کی کتابوں کے حوالے موجود ہیں۔ یہ ہمارے عقائد ساری دنیا کو معلوم ہیں۔ یہاں تک کہ احمدیہ جوبلی ہال کی دیواروں پر موٹے حروف سے لکھے گئے ہیں۔ گویا حیدرآباد کے در و دیوار ہمارے عقائد کا اعلان کرتے ہیں۔ اور ہم ان عقائد پر قائم ہیں اور اس طرح قائم ہیں کہ ان پر جانیں قربان کردی گئی ہیں۔ اور اب بھی قربان کرنے کو تیار ہیں۔ ہر ایک شخص سن رکھے کہ جماعت احمدیہ کے عقائد وہی ہیں جو اہل سنت والجماعت کے ہیں اور ان عقائد میں سے ایک عقیدہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام و بعثت مہدی ؑ کے متعلق بھی ہے۔ اور اس عقیدہ کی حد تک اہل سنت والجماعت ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ بجز اس کے کہ وہ ہنوز ان موعودین کے آنے کے منتظر ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلعم نے ان دو ناموں کے ساتھ جو

---

[۱] ترجمہ۔ اور ان (مخالفین حق) کے لئے عذاب ہے قائم رہنے والا۔

ایک ہی وجود کے آنے کی بشارت بموجب حدیث صحیح ابن ماجہ لا المھدی الا عیسی ابن مریم[1] امت کو دی تھی وہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں پوری ہو گئی۔

اس ایک عقیدے کے سوا جو اصل باعث اختلاف ہے دیگر امور میں ہم اہل سنت والجماعت کے خلاف نہیں ہیں۔ جو کوئی اس کے سوا اپنی طرف سے ہمارے ذمہ کوئی اور عقیدہ لگاتا ہے وہ بہتان و افتراء کرتا ہے۔ جس کا وہ خود ذمہ وار ہے۔

عقائد احمدیہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا عقیدہ خود آپ کے الفاظ میں یہ ہے :-

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے۔ وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کے کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اسکو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو۔ تو قرآن کریم کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائکہ حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ

[1] عیسیٰ ؑ کے سوا کوئی مہدی معہود نہیں۔

اللہ جل شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے۔ وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اس پر مریں۔ اور تمام انبیاء۔ تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن کریم سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لائیں۔ اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔

غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی الزام ہم پر لگاتا ہے۔ وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں اَلَا اِنَّ لعنۃ اللہ علی الکاذبین فی المفترین۔ سن رکھو جھوٹ

بولنے والوں اور افترا کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہے۔"
(ایام الصلح مطبوعہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۸۶ و ۸۷)

کیا اس کے بعد کسی کو یہ کہنے کا حق ہے کہ ہمارا عقیدہ اس کے سوائے کچھ اور ہے؟ اگر کسی امر فروعی میں ہمارے اور اہل سنت والجماعت کے درمیان کوئی اختلاف بھی ہو تو وہ اس قسم کا ہے جو علمائے اہل سنت والجماعت میں ہوتا رہتا ہے۔ اور جس میں ہم منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ سلف صالحین کا اتفاق اپنے ساتھ رکھتے ہیں:

احمدی دیانت وجرأت کا نادانستہ اعتراف

یہ ہے ہمارے عقائد کی اجمالی کیفیت اور اس کو نہ ہم نے کبھی چھپایا یا نہ چھپانے کی وجہ ہے اور ہم زور کے ساتھ پروفیسر صاحب کو اس کے خلاف ثابت کرنے کے لئے چیلنج کرتے ہیں۔ اور ہم کو یقین ہے کہ وہ کبھی اس کے خلاف یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ احمدیوں کے عقائد دنیا کو دکھانے کے لئے اور ہیں اور عمل کرنے کے لئے اندرونی عقائد اور۔

یہ ایک صریح بہتان ہے۔ جس کے مؤاخذہ سے برنی صاحب برأت حاصل نہیں کر سکتے۔ اور ناظرین یہ معلوم کر کے خود تعجب کریں گے کہ خود برنی صاحب نے اپنی کتاب کی آخری سطور میں اپنی اس غلط بیانی کی تردید کر دی ہے۔ جبکہ وہ فصل پنجم کے آخر میں بصفحہ ۱۱۲ کہتے ہیں کہ "انصاف کی بات یہ ہے کہ قادیانی مذہب جو مرزا صاحب نے تعلیم کیا ہے صاحبزادہ صاحب پوری دیانت اور جرأت سے اسکی صحیح ترجمانی کر رہے ہیں۔" یہ تردید شاید نادانستہ ہوئی۔ اور اگر یہ حسن ظنی صحیح ہے تب بھی حافظہ نہ باشد کی مثال تو ضرور صادق آتی ہے۔

برنی صاحب مسیحی مشنری کے نقشِ قدم پر

اس سلسلہ بیان کو ختم کرنے سے پہلے یہ واضح کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جناب برنی صاحب نے حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کی مذہبی زندگی کے جن دو دوروں کا ذکر کیا ہے۔ اس سے برنی صاحب پڑھنے والے کے ذہن میں یہ اثر جماتے ہیں۔ کہ یہ دور حضرت مرزا صاحب کی پوری زندگی کے از ابتدا تا انتہا ہیں۔ اس لئے ہم نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کی مثالیں دیکر یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ یہ دورِ زندگی اس طریقہ پر جس طرح برنی صاحب بیان کرتے ہیں کسی مامور یا مرسل من اللہ کی صداقت جانچنے کا معیار قرار نہیں پا سکتے ہیں

جناب برنی صاحب نے اپنے اس رسالہ کی تائید میں جو حوالے پیش کئے ہیں۔ وہ سب کے سب بلا استثناء حضرت مرزا صاحبؑ کے دعوے مسیح موعود اور مہدی معہود کے بعد کے ہیں۔

اور یہ کتابیں جن کے حوالے برنی صاحب نے دئے ہیں۔ ۱۸۹۱ء کے بعد کی ہیں۔ اور یہ سب اسی دورِ زندگی سے متعلق ہیں۔ جس کو جناب برنی صاحب دوسرا دورِ زندگی تصوّر کرتے ہیں۔ اور یہ دوسرا دورِ زندگی حضرت اقدس کے دعوے مسیحیت سے شروع ہوتا ہے۔

یہ امر کہ حضرت مرزا صاحب نبی تھے یا نہیں۔ اگر تھے تو کس قسم کے۔ یا آنکہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کے بعد امت کے سابقہ بزرگوں پر فضیلت رکھتے ہیں یا نہیں؟ یہ سب امور دعوئی مسیحیت کے فروع ہیں۔ اور دوسرے دورِ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔

پس جناب پروفیسر صاحب کا یہ ادعا کہ "قادیانی مذہب کا دوسرا رُخ

جو بالعموم نظروں سے مخفی رہتا ہے نمایاں کر دیا جائے تو خوب ہو" ایک ایسا دعویٰ ہے۔ جو دلائل اور ثبوت اپنے ساتھ نہیں رکھتا۔ البتہ یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ کہ برنی صاحب نے ایک بات اپنے ذہن میں جمالی ہے اور بغیر سوچے سمجھے کتابوں کے حوالے دیتے چلے گئے ہیں۔ حالانکہ "علمی تحقیقات" کے وقت کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا گیا۔ غالباً یہ سمجھ کر کہ کوئی موافق تو ان کے اس بیان کی اس طرح تردید کرے گا نہیں اور اگر کوئی مخالف اس کی تردید کریگا بھی تو وہ درخور اعتبار قرار نہ پائیگی۔

ان کی یہ تحقیق اس متعصب عیسائی مشنری کے اصول پر مبنی ہے۔ جس نے ایک دفعہ یہ دعویٰ کر دیا تھا۔ کہ قرآن پاک میں کوئی تعلیم نیکی اور اخلاق کی نہیں۔ (نعوذ باللہ) یہاں تک کہ نیک کام کرنے والوں کے لئے تباہی کی وعید کی گئی ہے۔ ثبوت میں کہہ دیا تھا کہ قرآن میں ایک جگہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ آیا ہے۔ یعنی یہ کہ نماز مت پڑھو۔ اور دوسری جگہ آیا ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ یعنی۔ تباہی ہو نماز پڑھنے والوں کے لئے۔ پس جس کتاب میں نماز پڑھنے والوں کی مخالفت اور ان کے لئے تباہی کی وعید ہے۔ وہ اخلاق اور نیکی کیا سکھا سکتی ہے۔

مشنری صاحب کی اس تحقیقات عالیہ کی دھوم مچ گئی۔ ہر شخص ایک دوسرے سے کانا پھوسی کرنے لگا۔ کہ بھائی اگر یہی اسلامی تعلیم ہے تو قرآن اور اسلام کو دور ہی سے سلام۔ بعض لوگوں کو ادھر ادھر سے پتہ چل گیا۔ اور ان کے ملنے والوں نے قبول بھی کیا۔ کہ ہاں یہ الفاظ قرآن میں آئے تو ہیں۔ پس یہ تسلیم مشنری صاحب کے حامیوں کی قوت کا باعث ہوگئی۔ اب وہ ایک سنتے ہیں نہ دو۔ بس اصرار ہے تو ان ہی الفاظ پہ۔ استدلال ہے تو انہی سے۔

نہ وہ یہ سُننا چاہتے ہیں کہ یہ لفظ کس موقع اور محل پر آئے ہیں - نہ یہ ماننے ہیں کہ مسلمانوں کا عمل کیاہے - اگر اس مشنری کے طریقہ پر برنی صاحب بھی اپنے زعم میں اپنی تحقیقات کو اس طرح مکمل اور یقینی سمجھتے ہیں - تو سوائے اس کے کیا کہا جائے -

ع گر ہمیں مکتب است و ایں ملاں
کار طفلاں تمام خواہد شد

ورنہ ہمارے عقائد ہماری زبان سے سنیئے - اور اس پر جو اعتراض کرنا ہو کیجئے - ہم اپنے عقائد بیان کریں تو آپ کہیں یہ ہاتھی کے دکھانے کے دانت ہیں - اور آپ خود نامکمل طور پہ ادھر اُدھر سے کچھ عبارتیں کتر و بیونت کر لیں - اور اپنی طرف سے ان کو خاص عنوان حسب منشاء و مطلب دیکر لکھ دیں - کہ دیکھو کھانے کے دانت اور ہیں - اگر یہی طریقہ تحقیقات آپ کو مطمئن کر سکتا ہے تو آپ جانئے - خدا کے پاس آپ جواب دہ ہوں گے - ورنہ واقعی طور پر احقاق حق کے لئے یہ طریق صحیح نہیں ہے ؛

ع

کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستانست

بشارت منزل حیدرآباد دکن
ربیع الاوّل مبارک ۱۳۵۳ھ

الداعی الی الخیر
سید بشارت احمد

تمہید پر تنقید

یٰاَهْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:۔ اے اہل کتاب کیوں ملاتے ہو سچ کو جھوٹ کیساتھ اور چھپاتے ہو حق کو اور حالانکہ تم جانتے ہو۔ (آل عمران ع)

مقدمہ کتاب سے فراغت پاکر جناب برنی صاحب نے اصل مضمون کو ایک تمہید سے شروع فرمایا ہے لیکن یہ تمہید بھی در اصل خلاصۃً مقدمہ کا اعادہ ہی ہے۔مگر دوسرے لفظوں میں

مذہب کا باقاعدہ ارتقاء پروفیسر صاحب فرماتے ہیں:۔

"مندرجہ ذیل اقتباسات پر غور کرنے سے قادیانی مذہب کے نفسیات اور باقاعدہ ارتقاء کا نقشہ بخوبی ذہن میں آتا ہے۔کہ جناب مرزا صاحب کیا تھے اور ہوتے ہوتے کیا سے کیا ہو گئے۔صاحب موصوف نے کیسے کیسے جدید حقائق اور معارف اپنی امت کو مرحمت فرمائے۔ اور ان کا دین اسلام سے کیا تعلق ہے" (ص۱۷)

معلوم ہوتا ہے۔جناب پروفیسر صاحب کی علمی ذہنیت مذہب کے باقاعدہ ارتقاء کو برداشت ہی نہیں کرسکتی ہے۔یا تو وہ سرے ہی سے مسئلہ ارتقاء کے منکر ہیں یا کوئی بے قاعدہ ارتقاء ان کی نظر میں مذہب کے لئے مخصوص ہوگا۔اس لئے قادیانی مذہب کے باقاعدہ ارتقاء کو اس مذہب کی تکذیب یا تردید کی وجہ قرار دیکر یہ علمی افادات آپ نے فرمائے ہیں۔تقریباً یہی وہ ارتقاء ہے جسکو

برنی صاحب اپنی کتاب کے مقدمہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی کے دو دوروں میں ظاہر کر چکے ہیں۔

زندگی کے دور کہو یا منازل ارتقائی۔ بات ہر حال میں ایک ہی رہتی ہے۔ اور یہ ایسی چیز ہے کہ نہ مذہبی زندگی اس سے مستثنیٰ ہے نہ دنیاوی زندگی۔ یہ منازل ارتقاء یا یہ ادوار ہر انسان کیا ہر ایک مخلوق میں پائے جائیں گے۔ اور یہ وہ تحقیقات ہے جس کو برنی صاحب موجودہ تعلیم سے بھی حاصل نہ کر سکے۔

ارتقاء کے متعلق اسلامی تعلیم

لیکن اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پہلے خدا کی صفات میں سے اُمّ الصفات رب العالمین کی تعلیم دے کر اس حقیقت کو آشکارا کر دیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت ہر ایک چیز کو آہستہ آہستہ ترقی دیکر کمال تک پہنچاتی ہے۔

رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (سورہ طٰہٰ ع۲)

ترجمہ:۔ ہمارا رب وہ ہے جس نے عطا فرمائی ہر شئے کو خلقت پھر راہ دکھائی۔

دنیا کی تاریخ پڑھو۔ قوموں کے حالات پڑھو۔ بڑے بڑے کامل افراد فلاسفر حکماء۔ اولیاء۔ انبیاء کے سوانح دیکھو ہر جگہ ربوبیت کا جلوہ اور ارتقاء کے منازل نظر آئیں گے۔ لیکن چشم بد اندیش کا کیا علاج ہے۔ کہ اس کی نظر میں ہنر ہی عیب ہو جاتا ہے۔ اور پروفیسر برنی صاحب کو "مذہب قادیانی" کا باقاعدہ ارتقاء سب سے زیادہ مکروہ اور اس مذہب کو بیخ و بُن سے اکھیڑ دینے والا نظر آتا ہے۔ تعجب ہے کہ اس ذہنیت اور اس علم و فراست پر جناب برنی صاحب قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔ ع

کو خویشتن گم است کرا رہبری کند

یہ تو ہے تمہید اب حاصل کتاب ملاحظہ ہو:۔

ختم نبوت پر ایمان اور شہادت قرآن

پوری کتاب میں جناب برنی صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض کتب سے مختلف مقامات کی نامکمل عبارات یا خاص فقرات لے کر اور ان سے غلط نتیجہ اخذ کر کے عنوانات اپنی ذہنیت کے مطابق دے دئے ہیں۔ سوائے ایک عنوان فصل اول نمبر اول کے جو بایں الفاظ ہے "ختم نبوت پر ایمان و اصرار"۔ اور یہ صحیح ہے۔ اور اس کی صحت کو تسلیم کرنے کے بعد ہم مشابہت واقعہ کی وجہ سے ان مبارک الفاظ کو استعمال کرنا مناسب خیال کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کے لئے فرمائے ہیں۔ کہ :۔

وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُہٗ ؕ	ترجمہ:۔ اور اللہ جانتا ہے یقیناً تو البتہ
وَاللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ	رسول ہے اس کا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ
لَکٰذِبُوۡنَ ۚ (سورہ منافقون ع)	یقیناً منافق البتہ جھوٹے ہیں۔

فی الحقیقت حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابتداء سے لے کر انتہاء تک اسی عقیدہ پر قائم رہے اور اپنے متبعین کو یہی تعلیم دی۔ اس لئے یہ عقیدہ اب ہمارے شرائط بیعت میں داخل ہے لیکن برنی صاحب نے اس عقیدہ کو اس لئے زیب عنوان بنایا ہے کہ وہ دیگر عنوانات کے ذریعہ سے جن سے ان کے خاص مزعومات کا اظہار ہوتا ہے۔ ناظرین کے دلوں میں یہ وساوس پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب بعد میں اس عقیدہ سے ہٹ گئے اور خود مستقل نبی بن گئے۔ اور اس طرح کوشش کی ہے کہ حق پر پردہ ڈال دیا جائے۔ نہ کوئی پوری محولہ کتابیں پڑھے گا نہ جناب برنی صاحب کی اس دسیسہ کاری سے واقف ہو سکے گا :۔

فصل اوّل پر تنقید

اس طرح آپ نے کل کتاب کو علاوہ مقدمہ کے پانچ فصلوں میں تقسیم فرمایا ہے

نبوت و رسالت دعوی مسیح و مہدی کی فرع ہے

فصل اوّل کا عنوان ہے۔ "مرزا صاحب کی نبوت و رسالت"۔ یہ عنوان بھی جناب برنی صاحب کی ناحق کوشی کو ظاہر کرتا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ ہم مقدمہ کتاب کی تنقید میں واضح کر چکے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت و رسالت فرع ہے اُن کے اس اصل دعوی کی کہ وہ مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔ جن کی بشارت احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں آئی ہے۔ اس لئے بحث کی ابتدا مرزا صاحب کی نبوت و رسالت سے وہی شخص کر سکتا ہے۔ جس کو احقاق حق سے کوئی غرض نہ ہو۔ اور صرف وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝[ف] (حٰم سجدہ ع) کے اصول پر عمل کر کے یہ شور ڈال دینا چاہتا ہو۔ کہ دیکھو مرزا صاحب قادیانی نے نبوت کا دعوی کر دیا ہے اور ان کی اُمت (یعنی احمدی) ان کو رسول اللہ کہتی ہے۔ اس طریقہ سے ان لوگوں کے جو تحقیق نہیں کر سکتے جذبات تو ضرور بھڑک جائیں گے۔ لیکن اس سے حقیقت پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔

ظاہر ہے کہ جو شخص مسیح موعود ہونے کا مدعی ہو اس کا نبی ہونا ضروری ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کہیں یہ کہہ دیتے کہ میں نبی نہیں ہوں تو ان کا دعوے مسیح موعود اس طرح بآسانی رد کیا جا سکتا تھا۔ کہ ہم کسی ایسے مسیح کے منتظر نہیں

[ف] ترجمہ:۔ اور شور و غل کرو اس میں تاکہ تم غالب ہو۔

نہیں کئے گئے ہیں جو نبی نہ ہو۔ اس لئے اصل بحث طلب دعویٰ حضرت اقدس کا دعویٰ مسیحیت ہے۔ اگر ان کا یہ دعویٰ غلط قرار پا جائے۔ تو سارا قصہ ہی تمام ہو جاتا ہے۔ اس لئے احمدیوں میں سے کوئی شخص بھی اس کا قائل نہیں ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب اُمت محمدیہ سے الگ ہو کر کوئی ایسے نبی تھے جو براہِ راست خدا سے ہدایت پاکر اپنا علیحدہ مذہب اور شریعت لے کر آتا ہے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کا جو کچھ دعوےٰ ہے۔ اور جس کی جماعت احمدیہ قادیان قائل ہے وہ صرف یہی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی وہی مسیح موعود و مہدی معہود ہیں۔ جن کی آمد کے تمام مسلمان منتظر ہیں۔ اور جو بحیثیت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہونے کے اصلاح امت محمدیہ اور فسادات مذاہب کو دور کرنے کے لئے مامور کئے گئے ہیں۔ اور یہ وہ دعویٰ ہے جس کو برنی صاحب نے اپنی کتاب کے مندرجہ اقتباسات اور حوالجات سے خود تسلیم کر لیا ہے۔

اگر اُن کے خود ساختہ عنوانات نکال کر حضرت مرزا صاحب یا آپ کے خلیفہ صاحب کی کتابوں کی وہ عبارتیں جنہیں برنی صاحب نے ٹکڑے ٹکڑے اور کتر و بیونت کر کے مختلف عنوانات میں حوالۃً دیا ہے ایک جگہ جمع کر لی جائیں تو جو کچھ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ وہ پوری طرح ثابت ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو فصل اول کے عنوان نمبر ۴ "مسیحیت کے دعویٰ کی ابتدأ و انتہاء" کے تحت میں بصفحہ ۲۷ برنی صاحب نے "ایک غلطی کا ازالہ" کے حوالہ سے یہ اقتباس دیا ہے:۔

"مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے۔ کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔"

پھر اسی عنوان کے تحت ہیں بصفحہ ۲۸ حضرت کی کتاب "حقیقۃ الوحی" ص۳۹۰ کے حوالہ سے یہ اقتباس درج کیا ہے :۔

مسیح موعود نبی و مرسل ہے

"اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو عیسیٰؑ بن مریمؑ کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا۔ یعنی اس کثرت سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہونگے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[۱] (یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو) اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے۔ کہ جس قدر خدائے تعالےٰ نے مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اور اگر کوئی منکر ہو تو بارِ ثبوت اس کی گردن پر ہے۔"

صرف ان دو حوالوں سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا دعوی مسیح موعود ہونے کا ہے اور اسی حیثیت سے وہ اپنے آپ کو نبی و مرسل کہتے ہیں۔ اور اس کو "النبوۃ فی الاسلام"[۲] کے ص۱۹۶ کے حوالہ نے اور بھی صاف کر دیا ہے۔ جو کتاب زیر بحث کے ص۲۸ و ص۲۹ پر اس طرح ہے :۔

[۱] سورہ جن ع۲ ۔ [۲] مولوی محمدؐ علی صاحب ایم اے کی تصنیف

"اس لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتاؤ اُس کو کس نام سے پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدّث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے۔"

اصل چھوڑ فرع پر بحث حق پوشی و ناحق کوشی ہے

پس خود برنی صاحب کے دیئے ہوئے اقتباسات سے بھی اصل دعویٰ حضرت اقدس مرزا صاحب کا **مسیحیت** اور **مہدویت** کا ہی قرار پاتا ہے۔ اور چونکہ احادیث میں مسیح موعود کو نبی کہا گیا ہے۔ اس لئے نبوت کا دعوے فی نفسہٖ اصل دعویٰ مسیحیت کی فرع ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اصل کو چھوڑ کر فرع پر بحث موصل الی المقصود یا فیصلہ کُن نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ صاف اور سیدھا راستہ تو وہی شخص اختیار کر سکتا ہے۔ جس کو احقاق حق منظور ہو۔ جب غرض صرف یہ ہو کہ احمدیوں کے خلاف لوگوں کو مشتعل کر دیا جائے۔ تو سوائے حق پوشی اور ناحق کوشی کے اور دوسری تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔ اس لئے بجائے اس کے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوٰی مسیحیت و مہدویت سے بحث کا آغاز کیا جاتا۔ مقام "مہدویت" اور "مسیحیت" سے بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ اور وہ بھی اس طرح کہ مقام مہدویت اور مسیحیت کا عنوان یا مسیح موعود کی جانب رسالت و نبوت کو اضافت دیکر "مسیح موعود کی رسالت و نبوت" کا عنوان نہیں قائم کیا جاتا ہے۔ بلکہ "مرزا صاحب کی نبوت و رسالت" کا عنوان قائم کیا جاتا ہے۔ تاکہ عوام جو اصل حقیقت سے واقف نہیں ہیں مشتعل ہو جائیں اور یہ نہ سمجھنے پائیں۔ کہ

اہل سنت والجماعت کے مسلمہ عقائد دربارہ مسیح موعود کیا ہیں۔ کیونکہ اگر لوگ اس سے واقف ہو جائیں۔ کہ مسیح موعود مسلمہ طور پر نبی ہوگا۔ مگر تابع شریعت محمدیہ اور متبع حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم۔ تو وہ برنی صاحب کی اس وسوسہ انگیز تحریر سے متاثر نہ ہو سکیں گے۔

یہی ڈھنگ جناب برنی صاحب کی پوری تحقیقات کا نظر آئے گا جو بالآخر ہوتے ہوتے محض ڈھونگ ہو گیا ہے۔ اور انشاء اللہ ہم اس ڈھونگ کی قلعی اس ڈھنگ سے کھولیں گے۔ کہ حقیقت واضح ہو جائے۔ اب ہم اس فصل کے ذیلی عنوانات پر نظر کرتے ہیں۔

ذیلی عنوانات پر تنقید

اس فصل میں جملہ ۱۲ ذیلی عنوانات ہیں۔ آخری بارھواں عنوان "نبوت کے دعویٰ کی سرگذشت" ہے۔ جو کلیتہً حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" کے اقتباسات پر مبنی ہے۔

تصانیف محولہ بہ قید سنہ اشاعت

باقی گیارہ ذیلی عنوانات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جن کتابوں کے اقتباسات درج ہیں۔ ان کے نام اور سنین تصانیف و اشاعت حسب ذیل ہیں:۔

۱	توضیح مرام	سنہ ۱۸۹۰ء	۲	ازالہ اوہام	سنہ ۱۸۹۱ء
۳	اعلان محمدیہ ۱۷ر اکتوبر	سنہ ۱۸۹۱ء	۴	نشان آسمانی	سنہ ۱۸۹۲ء
۵	آئینہ کمالات اسلام	سنہ ۱۸۹۲ء	۶	جنگ مقدس	سنہ ۱۸۹۳ء
۷	شہادت القرآن	سنہ ۱۸۹۳ء	۸	حمامۃ البشریٰ	سنہ ۱۸۹۴ء

۹	ایام الصلح	۱۸۹۶ء	۱۰	انجام آتھم	۱۸۹۶ء
۱۱	حجۃ اللہ	۱۸۹۷ء	۱۲	سراج منیر معہ ضمیمہ	۱۸۹۷ء
۱۳	کتاب البریۃ	۱۸۹۷ء	۱۴	کشف الغطاء	۱۸۹۸ء
۱۵	ایک غلطی کا ازالہ	۱۹۰۱ء	۱۶	تریاق القلوب	۱۹۰۲ء
۱۷	تحفہ ندوہ	۱۹۰۲ء	۱۸	تحفہ گولڑویہ	۱۹۰۲ء
۱۹	مواہب الرحمٰن	۱۹۰۳ء	۲۰	الوصیۃ	۱۹۰۵ء
۲۱	چشمہ مسیحی	۱۹۰۶ء	۲۲	حقیقۃ الوحی	۱۹۰۷ء
۲۳	چشمہ معرفت	۱۹۰۸ء	۲۴	براہین احمدیہ حصہ پنجم	۱۹۰۸ء
۲۵	خط بنام اخبار عام مئی	۱۹۰۸ء	۲۶	نزول المسیح	۱۹۰۹ء سنہ اشاعت

۲۷ مجموعہ اشتہارات ۱۹۱۲ء (اس کی محولہ عبارت اپریل ۱۸۹۷ء کی ہے)

۲۸ درثمین (مختلف زمانہ کی نظموں کا مجموعہ)

تصانیف مبارکہ کے مضامین حیات و نزول مسیح اور دعویٰ مسیحیت و مہدویت پر مشتمل ہیں

حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی ابتدا ۱۸۸۰ء میں ہوئی۔ اور یہ کتابیں ۱۸۹۰ء سے ۱۹۱۲ء تک کی مطبوعہ ہیں۔ گویا یہ ساری کتابیں حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت کے بعد کی تصنیف ہیں۔ جن میں زندگی کے آخری ایام تک کی تصنیفات شامل ہیں۔ ان کتابوں کے پڑھنے یا سرسری نظر سے دیکھنے ہی سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے۔ کہ ان میں سے اکثر کسی خاص مسئلہ یا عقیدہ پر کوئی مستقل تصنیف کی حیثیت نہیں رکھتی ہیں۔ بلکہ دوسرے اشخاص کے اعتراض پر یا استفسارات کے جواب میں یا مخالف علماء کے فتاویٰ اور مخالفانہ جد و جہد کی تردید میں لکھی گئی ہیں۔ اس لئے ہر ایک میں اپنے دعویٰ مسیحیت و مہدویت

کو بیان کر کے اس کے دلائل دیئے گئے ہیں۔ چونکہ یہ دعویٰ مسلمانوں کے اس عام عقیدے کے خلاف ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہی آخری زمانے میں دوبارہ نازل ہوں گے۔ اسلئے آپ کو اولاً مسئلہ حیات و وفاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر اور اس کے بعد اپنے دعویٰ مسیحیت کو مستفسرین یا مخالفین کے جوابات کے طور پر بار بار بیان کرنا پڑا ہے۔ اور کتب مذکورہ میں سے ہر ایک کتاب میں انہی مسائل پر آپ نے محکم دلائل اور شرح و بسط کے ساتھ بحث کی ہے۔ اس لئے ایک طرف آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ نزول کو ناممکن ثابت کرنے کی ضرورت پڑی تو دوسری طرف حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارات در بارہ آمد مسیح موعود کا مصداق بھی ظاہر کرنا پڑا۔

جہاں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ آمد کی نفی کی ہے وہاں آپ نے عقیدہ ختم نبوت پر بحث کر کے لوگوں کے دلوں میں یہ یقین پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ امت محمدیہ کے باہر سے ایک مستقل اور غیر قوم کے نبی کا امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے تشریف لانا ممتنع ہے۔ اس کے ساتھ دوسری طرف آپ کو یہ بھی واضح کرنا پڑا ہے۔ کہ یہ امتِ محمدیہ خیر الامم ہے۔ اور اس کی اصلاح کے لئے مجددین و محدثین کے بھیجے جانے کی بشارات احادیث میں آئی ہیں۔ اور محدثین وہ انفاس قدسیہ ہوتے ہیں۔ جن کو مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہر صدی میں امتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے آتے رہتے ہیں۔

اس چودھویں صدی کے مجدد کو احادیث میں اس لئے "مسیح موعود" کہا گیا ہے۔ کہ وہ نصرانیت کے فتنہ کے سد باب کے لئے بھیجا گیا ہے اور

وہ میں ہوں۔ جو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی برکت سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوا۔ اور اس لئے ایک جہت سے نبی تو دوسری جہت سے اُمتی ہوں۔ اس طریقہ پر آپ نے اپنی جملہ کتابوں میں جب

۱۔ عقیدہ ختم نبوت کی ایمان اور ایقان و اصرار کا اظہار کیا تو اسکے ساتھ ہی
۲۔ اس اُمت کو خیر اُمت ثابت کرنے کیلئے مجددین اور محدثین کی آمد اور
۳۔ اسی اُمت سے مسیح موعود کی بعثت کو ثابت کیا اور
۴۔ مہدی و مسیح و ابن مریم کی حقیقت کو واضح کر کے
۵۔ مصطلحات مجدد، محدث و نبی کی توضیح فرمائی اور ان کے مدارج و مقامات کو ظاہر کیا۔ اس طرح
۶۔ مسیح موعود کو بوجہ متبع اور فنا فی الرسول ہونے کے
۷۔ اُمتی نبی اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ظاہر کیا :

یہ وہ عنوانات ہیں جن پر حضرت مرزا صاحب نے اپنی مذکورہ بالا کتابوں میں بحث کی ہے۔ اور موقع و محل کے لحاظ سے کہیں تفصیل کے ساتھ بیان کیا تو کہیں اجمال اور اشارہ کافی خیال فرمایا۔ اور جیسی جیسی ضرورت پیش آتی گئی۔ اور جس جس طرح سے استفسارات اور اعتراضات ہوتے گئے۔ اس کے مطابق آپ جوابات دیتے رہے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ مضامین یا دلائل کی ترتیب یا اس کی اجمال و تفصیل موقع اور حالات کے اقتضاء سے مختلف رہیں۔ لیکن بہر حال یہ دو مباحث ہر ایک کتاب میں بطور قدر مشترک رہے :

جو کچھ ابتداء تھی وہی انتہاء ہے

اوّل دعویٰ مسیحیت و مہدویت۔ دوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول۔ ان دونوں مسائل میں آپ کا مذہب ابتداء دعویٰ مسیحیت سے آخر تک

ایک ہی رہا۔ اور انہی اقہات مسائل کے بیان کرنے میں ان تمام فروعی مسائل پر بحث آئی۔ جن کی صراحت ہم نے اوپر کی ہے۔ جناب برنی صاحب نے ان مباحث کے مختلف رُخ اور مقامات سے بعض فقرات لے کر ایک غلط مفہوم پیدا کرنے کے لئے اپنی طرف سے عنوانات دے کر ان کو علیحدہ علیحدہ اس طرح جما دیا ہے۔ کہ ظاہری نظر میں وہ باہم متضاد اور بلحاظ زمانہ کے ایک دوسرے کے بعد اور مختلف معلوم ہوتے ہیں۔ اور اس طرح گویا ایک ہی مضمون کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے گیارہ عنوانات کا خاکہ قائم کر دیا۔

۵ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا
بھان متی نے کنبہ جوڑا

کتاب زیر نظر سے دو ایک مثالیں دے کر ہم اس حقیقت کو اور زیادہ واضح کر دیتے ہیں۔ مثلاً ملاحظہ ہو۔ عنوان نمبر ۱ ان الفاظ میں قائم کیا گیا ہے۔ "ختم نبوت پر ایمان و اصرار"۔ اور عنوان نمبر ۶ کے الفاظ یہ ہیں:۔ "ختم نبوت کی تاویل اور اپنی نبوت کی تشکیل"۔

برنی صاحب نے پبلک کو مغالطہ دیا ہے

ان عنوانات کو پڑھنے والے کے دل میں جو خیال پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ "مرزا صاحب کا ابتدا میں ختم نبوت پر عقیدہ تھا اور نہ صرف عقیدہ بلکہ اصرار بھی۔ پھر رفتہ رفتہ چھٹی منزل پر پہنچ کر اس عقیدہ کی تاویل کر کے اپنی نبوت کی پٹڑی جما دی"۔ اور فی الحقیقت برنی صاحب ان عنوانات سے پبلک کو یہی باور کرانا چاہتے ہیں۔ اس لحاظ سے چاہیئے تھا۔ کہ وہ عقیدہ جو عنوان نمبر (۱) میں ہے پہلے کا ہو۔ اور وہ عقیدہ جو عنوان نمبر ۶ میں ہے بہت بعد کا ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔

مغالطہ دہی کی پہلی مثال
مؤخر کو مقدّم اور مقدم کو مؤخر کرنے کی چال

اب ملاحظہ ہو عنوان نمبر ا کے تحت بین علاوہ دوسری کتابوں کے ازالہ اوہام کے تین حوالے بقید صفحات ۵۷۷-۵۶۱-۶۱۴ درج ہیں۔ اور اسی کتاب کا حوالہ زیر عنوان ۶ بصفحہ ۲۳ بھی موجود ہے۔ مگر اتنا فرق ہے۔ کہ عنوان نمبر ا کا پہلا حوالہ ص۵۷۷ ازالہ اوہام کا ہے۔ تو عنوان نمبر ۶ کا حوالہ ص۵۷۹ کا۔ لیکن یہ فرق بھی فی نفسہٖ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ وہ عبارت جو عنوان نمبر ۶ کے تحت میں ہے ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۷۹ پر نہیں ہے بلکہ ص۵۷۵ پر ہے۔ اس لئے گویا نمبر ۶ کا حوالہ پہلے کا ہے اور عنوان نمبر ا کا بعد کا ہے۔ ممکن ہے کہ صفحہ کا نمبر غلطی سے یا عمداً ۵۷۵ کے بجائے ۵۷۹ لکھا گیا ہو۔ لیکن یہ امر تو ظاہر ہو گیا۔ کہ جناب برنی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے عقیدہ کی چھٹی منزل کو ایسے حوالہ سے ثابت کرنا چاہا ہے۔ جو عقیدہ اول کے حوالجات سے دو صفحہ پہلے کا ہے۔ اب ان دونوں حوالجات کی عبارت اصل کتاب میں ملاحظہ فرمایئے۔ یہ عبارت ایک طویل مضمون کے سلسلے میں واقع ہوئی ہے۔ جو صفحہ ۵۶۴ سے زیر عنوان "وقت و تاریخ نزول مسیح موعود" شروع ہو کر صفحہ ۵۹۲ پر ختم ہوتی ہے۔

وہ عبارت جس میں سے جناب برنی صاحب نے ایک فقرہ عنوان نمبر ا کے تحت اور دوسرا فقرہ عنوان نمبر ۶ کے تحت درج کیا ہے۔ صفحہ ۵۷۵ سے اس طرح شروع ہوتی ہے:-

"اس جگہ بڑے شبہات یہ پیش آتے ہیں۔ کہ جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر اُمتی ہوگا۔ تو

بلوجہ اُمتی ہونے کے کسی طرح سے رسول نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ رسول اور اُمتی کا مفہوم متبائن ہے۔ اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت سے نور حاصل کرتا ہے۔ اور نبوت تامہ نہیں رکھتا۔ جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جزؔ کل میں داخل ہوتی ہے۔ لیکن مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی۔ جس کے ساتھ جبرئیل کا بھی ہونا لازمی امر سمجھا گیا ہے۔ کسی طرح اُمتی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس پر اس وحی کا اتباع فرض ہوگا جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوگی جیسا کہ رسولوں کی شان کے لائق ہے۔ اور جب وہ اپنی ہی وحی کا متبع ہوا۔ اور جو نئی کتاب اس پر نازل ہوگی اس کی اس نے پیروی کی۔ تو پھر وہ اُمتی کیونکر کہلائے گا۔ اور اگر یہ کہو کہ جو احکام اس پر نازل ہوں گے وہ احکام قرآنیہ کے مخالف نہیں ہونگے تو میں کہتا ہوں کہ محض اس توارد کی وجہ سے وہ اُمتی نہیں ٹھہر سکتا۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ بہت سا حصہ توریت کا قرآن کریم سے بکلی مطابق ہے۔ تو کیا نعوذ باللہ اس توارد کی وجہ سے ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کی امت میں سے شمار کئے جائیں گے۔ توارد اور چیز ہے اور محکوم بن کر تابعدار ہو جانا اور چیز ہے۔ ہم ابھی لکھ چکے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے قرآن کریم

میں فرماتا ہے۔ کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم بن کر نہیں آتا۔
بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے۔ جو اس پر
بذریعہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے۔ اب یہ سیدھی سیدھی
بات ہے۔ کہ جب حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوئے اور حضرت جبرئیل
لگاتار آسمان سے وحی لانے لگے۔ اور وحی کے ذریعہ سے انہیں تمام
اسلامی عقائد اور صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور جمیع مسائل فقہ
کے سکھلائے گئے۔ تو پھر بہرحال یہ مجموعہ احکام دین کا کتاب اللہ
کہلائے گا۔ اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا
جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائیگی
اور کبھی حضرت جبرئیل ان پر نازل نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ بکلی مسلوب
النبوت ہو کر امتیوں کی طرح بن جائیں گے۔ تو یہ طفلانہ خیال
ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض
کیا جائے اور صرف ایک فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ
ہو جاویں۔ یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ
گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے
ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ صادق الوعد ہے اور
آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور حدیثوں میں بتصریح
بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت کے لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ
تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں۔ تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔ لیکن اگر ہم

فرض کے طور پر مان بھی لیں۔ کہ مسیح ابن مریم زندہ ہو کر پھر دنیا میں
آئے گا۔ تو ہمیں کسی طرح سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ رسول ہے
اور بحیثیت رسالت آئے گا"

اگرچہ یہ اقتباس طویل ہو گیا لیکن بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اس ساری عبارت میں سے وہ سطور جن کو ہم نے خط کھینچ کر واضح کر کے نمبر ۱ لگایا ہی عنوان نمبر ۶ کے تحت اور وہ سطور جن پر نمبر ۲ لگایا گیا ہے عنوان نمبر ۱ کے تحت جناب پروفیسر صاحب نے درج فرمائی ہیں۔ اور اس طرح جناب پروفیسر صاحب نے محض اپنے عنوانات خاص کی بدولت ایک ہی مضمون کی عبارت مابعد کے ذریعہ سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا عقیدہ ابتداء میں ختم نبوت پر تھا اور اس مضمون کی ابتدائی سطور سے یہ ثابت کیا۔ کہ بعد میں اگلی منزل میں مرزا صاحب نے اس عقیدہ کو تبدیل کرنے کی کوشش کی۔

اس طرح آپ نے اپنی غرض کے لئے ساری عبارت اُلٹ کے رکھدی مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کر دیا اور ذرا نہ شرمائے کہ یہ میں کیا کر رہا ہوں۔

ع چہ دلاور است دُزدے کہ بکف چراغ دارد

ناحق کوشی کی دوسری مثال

اسی قسم کی ناحق کوشی کی دوسری مثال بھی ملاحظہ ہو۔ برنی صاحب نے عنوان اول یعنی "ختم نبوت پر ایمان و اصرار" کے تحت صـ۲۲ پر ایک اقتباس دیکر انجام آتھم صـ۲۷ کا حوالہ دیا ہے۔ اور پھر عنوان دوم یعنی "ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک ترقی" کے تحت صـ۲۲ پر انجام آتھم کے اس صفحہ کے حاشیہ کی ایک دوسری عبارت کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ یہ ایک ہی سلسلہ بیان کے دو فقرات ہیں۔ جن کو اصل سے علیحدہ کر کے مختلف عنوانات کے تحت جمادیا

ہے۔ تاکہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ دو مختلف زمانوں کے مختلف عقائد یا بیانات ہیں لیکن فی الحقیقت یہ دونوں فقرات ایک ہی سلسلہ بیان میں واقع ہوئے ہیں اور اس بیان کا آغاز صلے ۲۶ کے حاشیہ سے ہوا ہے۔ اس حاشیہ میں ایک شخص کے اعتراض کا جواب ہے۔ جس نے اصل نام پوشیدہ رکھکر انصاف پسند کے نام سے کسی اخبار میں شائع کیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب اس کے بیان کو **قولہ** کہہ کر بیان کرتے ہیں۔ اور **اقول** کہہ کر جواب لکھتے ہیں وہ پورا سوال و جواب جس کے سلسلہ میں فقرات زیر بحث واقع ہوئے ہیں۔ حسب ذیل ہے:—

اعتراض یا قولہ "مرزا صاحب کے موافقین و مخالفین نے پرلے درجے کی افراط و تفریط کی ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہو۔ کہ میں قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں۔ روزے رکھتا ہوں۔ اور لوگوں کو اسلام سکھاتا ہوں۔ اس کو کافر کہنا زیبا نہیں۔ مگر ایک عالم کے رتبہ سے بڑھا کر پیغمبری تک پہنچانا بھی نہیں"

جواب حضرت مرزا صاحب۔ اقول۔ صاف انصاف طلب کے بیان میں یعنی اُن کے پہلے ہی قول شریف میں تناقض پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو وہ بہت ہی حق پسند بن کر نہایت مہربانی سے فرماتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو کافر کہنا زیبا نہیں۔ پھر دوسری طرف اسی مُنہ سے میری نسبت ظاہر کرتے ہیں۔ کہ گویا میری جماعت درحقیقت مجھے رسول اللہ جانتی ہے۔ اور گویا میں نے درحقیقت نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں۔ تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے۔

جس میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے۔ جس میں ظاہر کیا گیا کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔

۲۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلشانہٗ کی طرف سے مجھکو ملے ہیں۔ جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے انکو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے۔ وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے اور اصل حقیقت جس کی میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے۔ جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال

بعد رسولنا وسیّدنا انّی نبیٌّ او رسول علی وجہ الحقیقۃ والافتراء وترکَ القراٰن واحکام الشریعۃ الغراء فھو کافرٌ کذّاب۔ غرض ہمارا یہی مذہب ہے۔ کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ کرے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں علیحدہ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے۔ تو وہ ملحد بے دین ہے۔ اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا۔ اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا۔ اور احکام میں کچھ تغیّر و تبدّل کردے گا۔ پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذّاب کا بھائی ہے۔ اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے ؟"

یہ وہ پوری عبارت ہے جس سے وہ سطور جن کے نیچے ہم نے خط کھینچکر ۱ لگا دیا ہے۔ برنی صاحب نے عنوان نمبر ۱ کے تحت درج کردیں اور اس سے متصل اور مسلسل وہ سطور جن پر نمبر ۲ لگایا ہے عنوان نمبر ۲ کے تحت درج کردیں۔ اور اس طرح برنی صاحب نے پبلک کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ مرزا صاحب نے پہلے عقیدہ ختم نبوت کا اظہار کیا۔ بعد ازاں اس سے تجاوز کرکے مقام ولایت سے صرف نبوت کے نام تک ایک قدم بڑھایا حالانکہ پوری عبارت جو ہم نے اوپر نقل کردی ہے۔ **ایک ہی وقت اور ایک ہی سلسلہ کی ہے**۔ اور برنی صاحب نے محض ازراہ حق پوشی **ایک عبارت کے دو** ٹکڑے کرکے ناظرین کی آنکھوں پر پردہ ڈالنا چاہا ہے۔ ان دونوں حوالجات اور ان کی وضاحت سے یہ بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ کہ :-

۱۔ برنی صاحب کے قائم کردہ عنوانات محض ڈھکوسلہ ہیں۔ اور ان کے تحت میں جو اقتباسات انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے دئے ہیں۔ ان میں سخت ناحق کوشی اور حق پوشی کی ہے۔

۲۔ حضرت مرزا صاحب ابتداء ہی سے ختم نبوت کے قائل ہیں اور آخر تک اس پر مصر رہے اور انہوں نے کبھی ایسی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ جو عام مسلمانوں کے ذہن میں ہے۔ جس کی رو سے نئی شریعت ضروری ہے۔ اور جو عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور کبھی ایسی نبوت سے انکار نہیں کیا جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ایک امتی کو مل سکتی ہے۔

ہم نے اس وقت تک عنوان اول کی صرف دو کتابوں یعنی ازالہ اوہام اور انجام آتھم کے اقتباسات پر تنقید کی ہے۔ اور مثال کے لئے یہ کافی ہے۔ ان میں سے ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء کی اور انجام آتھم ۱۸۹۶ء کی تالیف ہے۔ اور جناب برنی صاحب نے اس عنوان کے تحت ایام الصلح کا بھی حوالہ دیا ہے جو ۱۸۹۹ء کی مطبوعہ ہے۔ اس لئے بلحاظ اپنے زمانہ طباعت کے عنوان اول کے تحت یہ سب سے بعد کے زمانہ کا حوالہ ہے۔ اس طرح پر عنوان اول میں سب سے ابتدائی کتاب ازالہ اوہام اور سب سے آخری کتاب ایام الصلح قرار پاتی ہے۔ درمیانی زمانہ ۱۸۹۴ء و ۱۸۹۶ء کے لئے برنی صاحب نے حمامۃ البشریٰ ۱۸۹۴ء اور انجام آتھم ۱۸۹۶ء کا حوالہ دیا ہے۔ انجام آتھم کے حوالہ کی تنقید ہم اوپر کر چکے ہیں اس لئے ہم اگر حمامۃ البشریٰ اور ایام الصلح کے حوالہ جات کی تنقید اور کر لیں۔ تو گویا پورے عنوان اول کے حوالجات کی کافی تنقید ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان کتابوں کے حوالجات کی تنقید بھی ملاحظہ فرمائیے :-

دسیسہ کاری کی تیسری مثال

عنوان اول کے تحت حمامۃ البشریٰ کے چار حوالجات میں پہلا حوالہ برنی صاحب کی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر حسب ذیل ہے :-

"کیونکہ یہ بات اللہ عزوجل کے اس قول کے مخالف ہے جو آیت ذیل میں ہے :- "ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین"۔ کیا نہیں جانتے کہ خدائے کریم ورحیم نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر آیت مذکور فرمایا ہے کہ "لا نبی بعدی" یعنی "میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔"

دوسرا حوالہ برنی صاحب کی کتاب کے صفحہ ۲۰-۲۱ پر اس طرح ہے :-

"اور طالبین حق کے لئے یہ بات واضح ہے۔ کہ اگر ہم اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا حالانکہ وہ بند ہوچکا تھا اور یہ امر خلاف ہے۔ جیسے کہ مسلمانوں سے یہ بات مخفی نہیں اور ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کس طرح کوئی نبی آسکتا ہے جبکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کردیا۔"

تیسرا اور چوتھا حوالہ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۷ کا ہے۔ لیکن ہمیں حمامۃ البشریٰ مطبوعہ ۱۹۰۳ء میں یہ عبارت کہیں نہیں ملی۔ اس لئے صرف مذکورہ بالا دونوں حوالوں کی نسبت تنقید کی جاتی ہے۔

ان ہر دو حوالوں کے صفحات بھی برنی صاحب کی کتاب میں غلط درج ہیں یعنی ۲۹۵-۲۹۶۔ حالانکہ وہ عبارت جس سے برنی صاحب نے اقتباسات لئے ہیں۔ ص ۶۵ سے ۶۹ تک ہے۔ اور اُس اصل عربی متن کا ترجمہ جس سے اقتباسات لئے گئے ہیں۔ حسب ذیل ہے :-

"اور جو عیسیٰ بن مریم کے نزول کا ذکر ہے۔ پس کسی مومن کیلئے جائز نہیں ہے کہ احادیث میں سے اس نام کو ظاہر پر محمول کرے۔

۱۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے اس قول کے خلاف ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا اور آنحضرتؐ نے طالبوں کے لئے بیان واضح سے اس کی تفسیر یہ کی ہے۔ کہ لا نبی بعدی۔ یعنے میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ اور اگر ہم آنحضرت کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو لازم آتا ہے کہ وحی نبوت کے دروازہ کا انفتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں۔ اور یہ باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں۔ اور آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی کیونکر آوے۔ حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہوگئی ہے اور آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ کیا ہم اعتقاد کر لیں۔ کہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء نہیں بلکہ عیسیٰ جو صاحب انجیل ہے وہ خاتم الانبیاء ہی الخ"

یہ کتاب در اصل ایک مکتوب بزبان عربی محمدؐ بن احمدؐ ساکن مکہ کے نام ہے۔ اور جس مقام سے ہم نے اس کا ترجمہ درج کیا ہے وہ مقام نزول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بحث سے تعلق رکھتا ہے۔
بالآخر ص۸۹ پر حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ :-
"میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ نے انصاف سے سوچا۔ تو سمجھ جائیں گے۔ اور میں نے اپنی کتابوں میں یہ سب کچھ دلائل کیساتھ درج کر دیا ہے۔ اور اس خط کو طول دینا میں اس لئے پسند نہیں کرتا ہوں کہ باعث ملال نہ ہو۔"
اس کے بعد ص۹۴ پر پہنچکر آپ نے بیان فرمایا کہ :-
"اب ہم ان کے ذکر کو چھوڑ کر مکرر طور پر اپنے دعویٰ کا ذکر کرتے ہیں تاکہ منصف سمجھ لیں کہ اس کا قبول کرنا ضروری ہے یا رَدّ کرنا۔"
اس کے بعد اپنے دعویٰ اور دلائل کا ذکر کر کے ص۹۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ :-
"پس یہ مسیح کی علامات ہیں۔ جن کی مخبر صادقؑ نے خبر دی ہے۔ اور سب کی سب مجھ پر صادق آتی ہیں۔"
اس سلسلہ میں بصفحہ ۹۸ یہ عبارت بھی موجود ہے کہ :-
"میں چالیس سال کا تھا۔ کہ الہام کا دروازہ مجھ پر کھولا گیا اور مجھے ترک نہ کیا اور نہ ضائع کیا۔ بلکہ اپنے مکالمہ سے ممتاز فرمایا۔ اور نصاریٰ پر اتمام حجت کرنے کیلئے مجھے مامور کیا۔"
اس طرح پر یہ پورا عربی مکتوب اپنے دعویٰ اور دعویٰ کے دلائل و نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی نفی سے بھرا ہوا ہے۔ محولہ بالا عبارت میں سے پہلی اور آخری سطور جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بحث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی ہے ترک کر کے جناب برقی صاحب نے اس کے ۲ دو ٹکڑے کر کے علیحدہ علیحدہ لیکن ایک ہی عنوان کے نیچے درج کر دئے۔ یہ

اس وجہ سے کہ جناب برنی صاحب نے خود اصل کتاب ملاحظہ نہیں فرمائی۔ ملاحظہ فرماتے بھی کیسے۔ جبکہ وہ ہمارے سلسلہ کی کتب خریدنا ہی کتاب لکھنے کے بعد شروع کئے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ جس طرح دوسری کتابوں میں علیحدہ علیحدہ اقتباس دیکھا اسی طرح درج کر دیا۔ لیکن اب اصل کتاب کی عبارت نقل کر کے ہم نے اس کو واضح کر دیا ہے کہ چونکہ مقام بحث نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تھا۔ اس لئے اُسکو ممتنع ثابت کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کو پیش کیا اور ان حوالوں کے پہلے اور بعد اپنے دعویٰ کا بھی ذکر کر کے بشارت نبوی در بارہ مسیح موعود کا مصداق اپنے کو ظاہر کیا۔

وسوسہ انگیزی کی چوتھی مثال

برنی صاحب نے اقتباسات ایسے دئے ہیں۔ جن سے صرف عقیدہ ختم نبوت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور بقیہ امور پوشیدہ رہ گئے۔

اس کے بعد کتاب ایام الصلح کا حوالہ ہے۔ برنی صاحب نے اپنی کتاب کے صہ ۲۱ پر کتاب ایام الصلح کے صہ ۱۴۶ سے حسب ذیل اقتباس پیش کیا ہے:۔

> "قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں ذکر نہیں۔ لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے۔ اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے۔ اور حدیث "لا نبی بعدی" میں نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے۔ کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے منصوص صریحہ قرآن کو چھوڑ دیا جائے۔ اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔"

یہ فقرات جس عبارت کے درمیان سے لئے گئے ہیں وہ اسطرح ہے:۔

"پھر میں اصل کلام کی طرف عود کر کے کہتا ہوں۔ کہ ہمارے نبی صلی صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ہی چاہتا ہے۔ کیونکہ آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے۔ تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے۔ اور نہ سلسلہ وحی نبوت کا منقطع متصوّر ہو سکتا ہے۔ اور اگر فرض بھی کر لیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُمتی ہو کر آئیں گے۔ تو شان نبوت تو ان سے منقطع نہیں ہوگی۔ گو اُمتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی بھی کریں۔ مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس وقت وہ خدا تعالےٰ کے علم میں نبی نہیں ہونگے۔ اور خدا تعالےٰ کے علم میں وہ نبی ہوں گے تو وہی اعتراض لازم آیا۔ کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی دنیا میں آگیا۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا استخفاف اور نصّ صریح قرآنی کی تکذیب لازم آتی ہے۔

قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے۔ اور پُرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث "لا نبی بعدی" میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کسقدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے۔ کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت

ؔ اقتباس مرزا صاحب

منقطع ہو چکی تھی۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ جس میں شانِ نبوت باقی ہے۔ اس کی وحی بلا شبہ نبوت کی وحی ہو گی۔ افسوس یہ لوگ خیال نہیں کرتے۔ کہ مسلم اور بخاری میں فقرہ "اماماکم منکم اور امکم منکم" صاف موجود ہے یہ جواب سوال مقدر کا ہے۔ یعنی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم میں مسیح ابن مریم حکم عدل ہو کر آئے گا۔ تو بعض لوگوں کو یہ وسوسہ دامنگیر ہو سکتا تھا۔ کہ پھر ختم نبوت کیونکر رہے گا۔ اس کے جواب میں یہ ارشاد ہوا۔ کہ وہ تم میں سے ایک اُمتی ہو گا۔ اور بروز کے طور پر مسیح بھی کہلائے گا۔ چنانچہ مسیح کے مقابل پر جو مہدی کا آنا لکھا ہے۔ اس میں بھی یہ اشارات موجود ہیں۔ کہ مہدی بروز کے طور پر آنحضرت صلی اللہ وسلم کی روحانیت کا مورد ہو گا۔

اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اُس کا خُلق میرے خُلق کی طرح ہو گا۔ اور یہ حدیث لا مهدی الا عیسیٰ[۲] ایک لطیف اشارہ اس بات کی طرف کرتی ہے۔ کہ وہ آنے والا ذوالبروزین ہو گا۔ اور دونوں شانیں مہدویت و مسیحیت کی اس میں جمع ہوں گی۔"

اس پوری عبارت سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی اکثر کتابوں میں صرف دو مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ اوّل اپنے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت پر۔ دوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ حیات و ممات اور آمد ثانی پر۔ اور باقی جملہ مسائل اس کے ذیل اور ضمن میں

آئے ہیں جس کے متعلق ہم صراحت کر چکے ہیں۔

جناب پروفیسر صاحب نے جی بھر کر یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ (سورہ نساء ع) (یعنی بدل دیتے ہیں کلام کو اس کی جگہوں سے) پر عمل کر کے بغیر اظہار وبیان اس امر کے کہ یہ اقتباسات کس سلسلہ بحث کے ہیں کچھ فقرات اِدھر سے اور کچھ اُدھر سے لے کر صرف عقیدہ ختم نبوت کو تو ظاہر کیا اور اس واقعہ کو پوشیدہ رہنے دیا۔ کہ اس عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ ہی حضرت اقدس ہمیشہ اپنے دعویٰ مسیحیت ومہدویت کا اعلان کرتے رہے اور مسیح موعود کو اُمتی نبی تسلیم کرتے رہے۔ اب اس حقیقت کو واضح کر دینے کے بعد جناب پروفیسر صاحب کے تقریبًا تمام وہ عنوانات جو عنوان نمبر اول کے بعد دیئے گئے ہیں ھباءً منثورًا (ریزہ ریزہ ہوکر پراگندہ) ہو جاتے ہیں۔

برنی صاحب نے دیانت سے کام نہیں لیا

برنی صاحب کی غرض یہ تھی کہ ان عنوانات کے ذریعہ سے یہ وساوس پیدا کئے جائیں۔ کہ پہلے حضرت مرزا صاحب عقیدہ ختم نبوت کے قائل تھے بعد میں رفتہ رفتہ اس کو ترک کر دیا ہے۔ اس لئے یہ کتر وبیونت اور دسیسہ کاری ضروری تھی۔ اور اس طرح انہوں نے حق پوشی کر کے یہ ناحق کوشش کی ہے۔ کہ اپنے عنوانات کا عکس کتاب کے پڑھنے والوں کے دلوں میں ڈالا جائے۔ اور ان کو حقیقت سے بے خبر رکھا جائے۔ اس طرح پر ہم ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء وحمامۃ البشریٰ ۱۸۹۴ء وانجام آتھم ۱۸۹۶ء وایام الصلح ۱۸۹۹ء کی تنقید کر چکے اور یہ ثابت کر دیا کہ جناب برنی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی کتب کے اقتباسات دیانت داری کے ساتھ نہیں دیئے۔ صرف اپنی غرض خاص کو مدنظر

رکھ کر ان میں کتر و بیونت کر کے اور ان کو سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے غلط مفہوم و منشا پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس کے بعد بظاہر ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کہ علمی محاسب صاحب کے "علمی محاسبہ" کی علمی دیانت کے متعلق کوئی اور مزید ثبوت پیش کیا جائے۔ لیکن شائد جناب برنی صاحب ہم سے "تا بنجانہ باید رسانید" کے اخلاق کے ابھی متوقع ہوں گے۔ اس لئے ایک مزید حوالہ حضرت مرزا صاحب کی آخری تحریر سے دے دینا مناسب خیال کرتے ہیں۔ اس حوالہ سے ہمارے اِس بیان کی بخوبی تصدیق ہو جائے گی۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا مذہب ابتدائے دعویٰ مسیحیت سے لے کر آخر تک یکساں رہا ہے۔

یہ تحریر جس کا ہم حوالہ دینا چاہتے ہیں۔ ایک خط بنام ایڈیٹر اخبار عام لاہور ہے۔ جو ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا گیا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے اخبار عام میں شائع ہوا۔ اور یہی تاریخ حضرت اقدس مرزا صاحب کے وصال کی ہے۔ پس اس سے زیادہ آخری تحریر اور کیا ہو گی۔

اس خط کا ایک اقتباس خود جناب برنی صاحب نے اپنی کتاب کے عنوان نمبر ۹ فصل اول ص ۳۷ و ۳۸ میں دیا ہے۔ عنوان مذکور بایں الفاظ ہے۔

"نبوت و رسالت کا ایقان و اعلان"

اس عنوان سے یہ ظاہر کرنا مد نظر معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے نوبت بہ نوبت عقیدہ ختم نبوت سے علیحدہ ہو کر نویں نوبت پر اپنی نبوت و رسالت کا یقین اور اس کا اعلان کیا۔ اور اس سے قبل نعوذ باللہ نہ اپنی نبوت پر ایقان تھا نہ اس کا اعلان کیا گیا۔ وہ پورا خط حسب ذیل ہے:۔

مسئلہ نبوت پر آخری فیصلہ کُن تحریر

"جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام
پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے
کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت
یہ خبر درج ہے۔ کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا ہے۔ اس کے جواب میں واضح ہو۔ کہ اس جلسہ میں مَیں نے صرف یہ تقریر کی تھی۔ کہ **میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے** ۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوٰے کرتا ہوں۔ جس سے مجھے اسلام سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعوٰے نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور **نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ مَیں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعوٰے نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے** ۔ اور جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں۔ وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خداتعالیٰ کی ہمکلامی سے

مشرف ہوں۔ اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے۔ اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے۔ کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔ مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں۔ کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ **میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا۔** اور کسی کو مجال نہیں۔ کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔ سو میں صرف اس وجہ نبی کہلاتا ہوں۔ کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں۔ کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔ اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا۔ سو خدا نے مجھے اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت علم غیب عطا کیا ہے۔ اور ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں اور کر رہا ہے۔ میں خودستائی سے نہیں بلکہ خدا کے فضل اور

اس کے وعدہ کی بناء پر کہتا ہوں۔ کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو اور ایک طرف صرف میں کھڑا کیا جاؤں اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں۔ تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دے گا۔ اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا۔ اور ہر ایک میدان میں وہ مجھے فتح دے گا۔ پس اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔ اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں بعض کو الہام بھی ہوتا ہے اور کسی قدر ملونی کے ساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے۔ مگر وہ الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے۔ اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت کم ہوتی ہیں۔ اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدّر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں۔ تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے۔ کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو۔ اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے۔ بلکہ اس کو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے۔ تاکہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو۔ اس لئے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا۔ اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تاکہ ان میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے۔

ان معنوں سے میں نبی ہوں اور امتی بھی ہوں

تاکہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو۔ کہ آنے والا

مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔ ورنہ حضرت عیسیٰ جن کے
دوبارہ آنے کے بارہ میں ایک جھوٹی امید اور جھوٹی طمع لوگوں کو
دامنگیر ہے وہ اُمتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اُتر کر
نئے سرے وہ مسلمان ہوں گے یا کیا اس وقت ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے۔ والسلام
علیٰ من اتبع الھدیٰ "

اس کے بعد یہ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔ کہ جس طرح حضرت مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے صفحات ۵۷۵ تا ۵۷۸ (محولہ بالا) میں اپنی دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کے ساتھ عقیدہ ختم نبوت کی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد سے انکار اور اپنے آپ کو حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت اور تابع بیان کر کے مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونا بیان کیا ہے۔ اسی طرح اس خط میں بھی بیان کیا ہے۔ ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء کی تصنیف ہے اور یہ خط مسئلہ نبوت میں آخری کلام حضرت مرزا صاحب کا ہے۔ جو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام لاہور میں شائع ہوا۔ اور اسی تاریخ کو ہی آپ کا وصال ہوا۔

پس ہر ایک طریقہ سے یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ جس طرح آپ نے ابتدا دعویٰ مسیحیت کے وقت ایسی نبوت کا انکار کیا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار اور متابعت سے باہر ہو اور ایسی نبوت کو ثابت کیا تھا۔ جو آپ کے طفیل اور اتباع سے حاصل ہو۔ وہی دعویٰ اور عقیدہ آخری ایام زندگی تک قائم رہا۔ اور جناب برقی صاحب نے تقویٰ اور دیانت کو ترک کر کے اس حقیقت کو پوشیدہ اور حق کو باطل کیساتھ ملتبس و مخلوط کر دیا۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا

ترجمہ:- اے اہل کتاب کیوں روکتے ہو تم راہ خدا سے ناحق کی کجی نکال کر اسکو جو ایمان لایا۔

(سورۃ آل عمران ع۱)

عقیدہ ختم نبوت شرائط بیعت میں داخل ہے

یہ کیفیت اس عنوان کے حوالجات کی ہے جو فی نفسہٖ ہمارے عقیدہ کے مطابق ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان دیگر عنوانات کے حوالجات کی کیا کیفیت ہو گی۔ جو ہمارے مسلمات کے مطابق نہیں۔ بلکہ محض بطریق افترا و بہتان ہیں۔

ناظرین یہ خیال نہ فرماویں کہ اس عنوان اول کو جو ہمارے عقیدہ کے مطابق ہے بغیر کسی مصلحت کے برنی صاحب نے محض اظہاراً للحق قائم کر دیا ہے۔ عنوان اول کے حوالجات کی جو تنقید ہم نے کی ہے۔ اس نے اس حقیقت کو مشتبہ نہیں رہنے دیا کہ یہ عنوان صرف اس لئے ہمارے اصل عقیدہ کے مطابق قائم کیا گیا ہے۔ تا کہ دیگر عنوانات کے ذریعہ سے برنی صاحب اپنے اس ادعاء کو ثابت کر سکیں کہ حضرت مرزا صاحب "پہلے پہل بلا اگر مگر بلا چون وچرا قرآن وحدیث کے مطابق صراحت وبداہت کے ساتھ "خاتم النبیین" پر نبوت کا قطعی طور پہ ختم ہو جانا یقینی تسلیم" کرتے تھے" "اس کے بعد درجہ بدرجہ" تاویل و تشکیل شروع" ہوئی۔ اور ولایت سے "مجددیت۔ محدثیت۔ لغوی نبوت۔ اصطلاحی نبوت۔ باطنی نبوت۔ جزوی نبوت۔ ظلی نبوت۔ بروزی نبوت۔ امتی نبوت اور بالآخر مستقل نبوت" کے دعویدار بن بیٹھے۔

(قادیانی مذہب ص۱۷)

اس لئے ہم کو ضرورت پڑی۔ کہ اس عنوان کے اہم حوالجات کی تنقید کر کے یہ واضح کر دیں کہ حضرت مرزا صاحب اپنے مقام و منصب کی نسبت ابتدائے دعویٰ مسیحیت سے آخر تک ایک ہی بات کہتے رہے۔ یعنے انہوں نے مستقل نبی ہونے کا جو اپنی علیحدہ شریعت ساتھ لاتا ہے کبھی دعوے نہیں کیا اور امتی نبی ہونے سے جو دعویٰ مسیح موعود کے لازم حال ہے کبھی انکار نہیں کیا۔ اسلئے آپ عقیدہ ختم نبوت سے کبھی ایک انچ بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوئے۔ یہاں تک کہ یہی عقیدہ اب شرائط بیعت میں داخل ہوگیا ہے۔

برنی صاحب کے دعوے کو ثبوت سے کوئی تعلق نہیں

عنوان اول کی جو غرض ہم نے بیان کی ہے۔ وہ عنوانہائے مابعد سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے چنانچہ اس عنوان اول کے بعد عنوان دوم بایں الفاظ قائم کیا گیا ہے:-

"ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک ترقی"

عنوان اول کے ساتھ اس عنوان کو پڑھنے والا یہ سمجھ سکتا ہے کہ جناب پروفیسر صاحب یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب ابتدائی عقیدہ ختم نبوت کے اظہار و اعلان کے بعد اب ہٹنا چاہتے ہیں۔ اور لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے اس نوبت تک صرف نبی کے نام پانے کا ادعاء کیا تھا۔ یعنی ابھی فی الواقع نبوت کا دعوے نہیں کیا۔

جناب برنی صاحب کے اس ادعائی عنوان کو زیر نظر رکھ کر جب

اُن کے حوالوں پر نظر کی جاتی ہے۔ تو دعویٰ کو ثبوت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ ملاحظہ فرمائیے۔ اس عنوان کے تحت حسب ذیل کتب کے اقتباسات ہیں:۔

۱۔ مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۲۳ مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب (محولہ اشتہار ۱۸۹۷ء کا ہے)

۲۔ جنگ مقدس صفحہ ۶۷۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء (یہ ایک مباحثہ ہے جو بمقام امرتسر عیسائیوں سے ہوا تھا۔)

۳۔ انجام آتھم صفحہ ۲۷۔ ۱۸۹۶ء۔ یہ وہی کتاب ہے۔ جس کا حوالہ عنوان اول میں بھی دیا گیا ہے۔ اُسی صفحہ کی عبارت کا ایک ٹکڑا یہاں بھی دیا گیا ہے۔

۴۔ سراج منیر۔ ۱۸۹۷ء

۵۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۸۔ ۱۹۰۸ء

ان حوالجات کی تصنیف کے سالوں پر نظر کر کے یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ جناب برنی صاحب نے اس عنوان کے ذریعہ سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ ۱۸۹۳ء سے ۱۹۰۸ء تک حضرت مرزا صاحب اپنے لئے صرف نبی کے نام کے دعویدار تھے۔ فی الحقیقت نبوت کا دعویٰ نہ کیا تھا۔ اس نتیجہ کی تائید خود برنی صاحب کے عنوان نمبر ۹ سے ہوتی ہے۔ جو بایں الفاظ ہے۔ "نبوت و رسالت کا ایقان و اعلان"۔ یہ دونوں علیحدہ عنوان ہماری اس بات کو ثابت کرتے ہیں۔ کہ عنوان دوم "ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک ترقی" کے قائم کرنے سے برنی صاحب کا منشا یہی ہے۔ کہ اس نوبت تک حضرت مرزا صاحب نے نبوت و رسالت کا

کوئی دعویٰ یا اعلان نہیں کیا تھا۔ مگر اپنے آپ کو صرف برائے نام نبی کہتے تھے۔ ہم اوپر ظاہر کر چکے ہیں۔ کہ اس عنوان کے تمام حوالجات ۱۸۹۳ء سے ۱۹۰۸ء تک کے ہیں۔ پس نتیجہ یہ پیدا ہوا۔ کہ حضرت مرزا صاحب بقول برنی صاحب اپنی تاریخ وفات تک (جو ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو واقع ہوئی) اپنے آپ کو صرف برائے نام نبی کہتے رہے۔ اس کے سوا کسی دوسرے نتیجہ کی گنجائش برنی صاحب کے عنوانات نمبر ۲ ("ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک ترقی") و نمبر ۹ ("نبوت و رسالت کا ایقان و اعلان") اور حوالجات مذکورہ سے پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اس نتیجہ کے تسلیم کرنے کے بعد یہ ماننا پڑے گا۔ کہ یا تو حضرت اقدس نے واقعی طور پر کبھی نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہیں بلکہ ہمیشہ اپنے کو صرف برائے نام نبی کہتے رہے۔ یا یہ کہ انہوں نے ان دو قسم کے الفاظ میں کہ (۱) میرا نام نبی رکھا گیا (۲) میں اُمتی نبی ہوں) کبھی فرق نہیں کیا۔ اگر پہلی بات قبول کر لی جائے۔ تو برنی صاحب کا عنوان نمبر ۹ قائم نہیں رہیگا۔ اور دوسری بات قبول کیجائے۔ تو عنوان نمبر ۲ غلط ثابت ہوگا۔ اور یہ حقیقت منکشف ہوسکیگی۔ کہ جناب برنی صاحب نے صرف اپنے وہم یا معاندانہ نازک خیالی سے وہ بات پیدا کرنی چاہی ہے۔ جو تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہ (قائل کے منشاء کے خلاف) کی مصداق ہے:۔

برنی صاحب کی معاندانہ نازک خیالی

اس توضیح کے ساتھ اگر برنی صاحب کے دئے ہوئے اقتباسات ملاحظہ فرمائے جائیں۔ تو حقیقت اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ پہلا حوالہ اس عنوان کے تحت مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۲۳ کا ہے۔ اور اس میں سے حسب ذیل اقتباس لیا گیا ہے:۔

"ان پر واضح رہے۔ کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ غرض نبوت کا دعوے اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے"

اب انصاف ناظرین کے ہاتھ میں ہے۔ کہ آیا اس اقتباس سے کہیں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت اقدس مقام ولایت سے آگے قدم بڑھا کر صرف برائے نام نبوت کے مدعی ہوئے۔ یہی کیفیت دوسرے حوالہ "جنگ مقدس" صـ۶ کی بھی ہے۔ تیسرا حوالہ "انجامِ آتھم" صـ۲۷ کا ہے۔ اس کے متعلق ہم نے عنوان اول کی تنقید کے سلسلہ میں یہ وضاحت کر دی ہے۔ کہ ایک ہی عبارت کی ابتدائی چند سطور کا حوالہ عنوان اوّل کے تحت دیدیا گیا ہے۔ اور اس سے بھی برنی صاحب کا دعوے ثابت نہیں ہوتا۔ چوتھا حوالہ "سراج منیر" صـ۳۵۲ کا ہے۔ مگر "سراج منیر" میں اتنے صفحات ہی نہیں۔ کل ۸۸ صفحات پر ہندسہ ہے اور باقی کے صفحات پر حروف ابجد از ج تا ن درج ہیں۔ اسطرح جملہ ۱۰۰ صفحات کی کتاب ہے۔ لیکن وہ عبارت جس کا حوالہ برنی صاحب نے دیا ہے۔ کتاب مذکور کے صفحہ ۳ پر ملتی ہے۔ برنی صاحب نے اس اقتباس سے پہلے کی چند سطور کو ترک کر کے بقیہ سطور کو اپنی کتاب میں درج کر دیا ہے۔

پوری عبارت اس طرح ہے :-

"بھلا بتاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہینگے یا کچھ اور کہیں گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنے مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے۔ وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا۔ اس میں اس بندے کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ وَلِکُلٍّ اَنْ یَّصْطَلِحَ (ہر شخص کی اپنی اصطلاح ہوتی ہے) سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔

"ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں۔ کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رُو سے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پُرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے۔ کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے "

ان ابتدائی سطور کو ترک کر دیا ہے۔ جن پر ہم نے امتیاز کیلئے خط کھینچ دیا ہے۔ پوری عبارت کو ملاحظہ فرمانے کے بعد ناظرین خود سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ یہ سطور کیوں ترک کر دی گئیں۔ سطور مذکورہ میں اس نبوت و رسالت سے جو جدید شریعت اپنے ساتھ رکھتی ہے بایں الفاظ انکار فرمایا ہے کہ " بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا کچھ اور کہیں گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ

حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے "۔

صریحًا مغالطہ دہی

یہ الفاظ خود اپنے منشاء کو ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت اقدس اس دعوئے نبوت سے انکار کر رہے ہیں۔ جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتا ہے اور اس سے آپ نے ہمیشہ ابتداء سے آخر تک انکار ہی فرمایا ہے۔ اور اس کو آپ حقیقی نبی اور رسول کہتے ہیں۔ لیکن اس نبوت و رسالت کو جو ان معنوں میں حقیقی نہ ہو اپنے لئے ہمیشہ ثابت کیا ہے اور یہی وہ دعوےٰ ہے۔ جس کے حضرت مرزا صاحب مدعی تھے اور احمدی قائل ہیں۔ اس تشریح کے بعد برنی صاحب کا یہ ادعاء کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے لئے مقام ولایت اور اس کے بعد صرف نبی کے نام کو قبول کیا اس طرح کہ واقعی امتی نبی ہونے کا دعوےٰ ابتداء سے نہ تھا۔ محض لغو اور ہیچ نہیں بلکہ صریحًا مغالطہ دہی پر مبنی ہے۔ اور یہی وہ دعوےٰ اور حقیقت ہے جو براہین احمدیہ حصہ پنجم مصنفہ ۱۹۰۸ء کے اس حوالہ سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ جس کا حوالہ برنی صاحب نے اس عنوان کے خاتمہ پر دیا ہے۔ برنی صاحب نے اس صفحہ کے صرف حاشیہ کی عبارت کا اقتباس دیا ہے۔ اور حاشیہ کی عبارت یہ ہے :۔

"کوئی شخص اس جگہ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکا نہ کھاوے میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں جو ایک مستقل کہلاتی ہے۔ کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا۔ مگر میں اُمتی ہوں۔ پس یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اعزازی نام ہے۔ جو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوا۔ تاکہ حضرت عیسےٰؑ سے تکمیل مشابہت ہو۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۸ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

اس اقتباس سے یہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ جو بات حضرت مرزا صاحب ابتداء سے کہتے رہے ہے۔ کہ میری نبوت مستقل نبوت (تشریعی) نہیں وہی اعتقاد یہاں بھی ظاہر کیا ہے۔ اور اپنے کو "اُمتی نبی" ظاہر کیا ہے اور اس قسم کی نبوت کو وہ اعزازی نام کہتے ہیں۔

برقی صاحب نے بغیر اس کے کہ حضرت مرزا صاحب کے طرزِ تحریر پر غور کرتے۔ لفظ "اعزازی نام" کو دیکھکر یہ عنوان جڑ دیا کہ "ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک ترقی"۔

ہم حضرت اقدس کی دوسری تحریرات سے یہ بتلاتے ہیں کہ وہ ان الفاظ کو کس مطلب و منشاء کے اظہار کے لئے استعمال کرتے تھے۔ اس بارے میں حضرت اقدس کی آخری تحریر مورخہ ۱۵ رمئی ۱۹۰۸ء ملاحظہ کے قابل ہے۔ جو "چشمہ معرفت" کے ابتداء ہی میں طبع ہوئی ہے :-

"جب سے خدا نے مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود کا **خطاب** دیا ہے میری نسبت جوش اور غضب ان لوگوں کا جو اپنے تئیں مسلمان قرار دیتے اور مجھے کافر کہتے ہیں انتہاء تک پہنچ گیا ہے۔"

اس تحریر سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعاوی مسیحیت و مہدویت کو خطاب ہی کہتے تھے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب واقعی مسیحیت و مہدویت کے مدعی نہ تھے۔ اور صرف برائے نام یہ خطابات اپنے لئے پسند فرماتے تھے؟

ناحق کوشی کا پردہ فاش

اسی سلسلہ میں "براہین احمدیہ" حصہ پنجم کا ص۱۸۸ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ جسکے حاشیہ کا اقتباس برقی صاحب نے اس عنوان کے تحت دیا ہے

اب ہم اس حاشیہ کے اصل متن کی عبارت نقل کرتے ہیں جس سے برقی صاحب کی ناحق کوشی کا پردہ [illegible]

ابتدا اس عبارت کی ایک سوال کے جواب میں صفحہ ۱۸۷ سے ہوتی ہے۔ آپ اس کے جواب میں اپنے دعوائے مسیحیت کو ان پیشگوئیوں سے مطابق کرتے ہوئے جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کے بارہ میں احادیث میں آئی ہیں۔ بیان فرماتے ہیں :-

" سو یہ سب نشانیاں ظاہر ہو گئیں۔ کیونکہ دو صدیوں کو اشتراک رکھنا یعنی ذوالقرنین ہونا میری نسبت ایسا ثابت ہے کہ کسی قوم کی مقرر کردہ صدی ایسی نہیں ہے۔ جس میں میری پیدائش اسی قوم کی دو صدیوں پر مشتمل نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے دو[۱] نام میں نے پائے۔ ایک میرا نام[۲] امتی رکھا گیا۔ جیسا کہ میرے نام غلام احمد سے ظاہر ہے دوسرے میرا نام[۳] ظلی طور پر نبی رکھا گیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے حصص سابقہ براہین احمدیہ میں میرا نام احمد رکھا اور اس نام سے بار بار مجھکو پکارا۔ اور یہ اسی بات کیطرف اشارہ تھا کہ میں ظلی طور پر نبی ہوں پس میں امتی بھی ہوں اور ظلی طور پر نبی بھی ہوں۔ اسی کی طرف وہ وحی الٰہی بھی اشارہ کرتی ہے۔ جو حصص سابقہ براہین احمدیہ میں ہے کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ فتبارك من علّم وتعلّم۔ یعنی ہر ایک برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے ہی پس بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے تعلیم کی۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور پھر بعد اسکے بہت برکت والا ہے وہ جس نے تعلیم پائی یعنی یہ عاجز۔ پس اتباع کامل کیوجہ سے میرا نام[۴] امتی ہوا اور پورا عکس نبوت حاصل کرنے سے میرا نام[۵] نبی ہو گیا۔ پس اس طرح پر مجھے دو نام[۶] حاصل ہوئے جو لوگ بار بار اعتراض کرتے ہیں کہ صحیح مسلم میں آنیوالے کا نام[۷] نبی رکھا گیا ہے۔ ان پر لازم ہے کہ یہ ہمارا

بیان توجہ سے پڑھیں۔ کیونکہ جس مسلم میں آنے والے عیسیٰ کا نام نبی رکھا گیا ہے۔ اسی مسلم میں آنے والے عیسیٰ کا نام امتی بھی رکھا گیا ہے۔"

"نبی کا نام" امتی نبی" کے مترادف ہے

اس مختصر سی عبارت میں نو مرتبہ آپ نے نام کا لفظ اپنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی "نبوت و امتیت" دونوں کی نسبت استعمال کیا ہے۔ کیا اس عبارت کو پڑھ لینے کے بعد کوئی شک باقی رہتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب جب یہ کہتے ہیں۔ کہ میرا نام نبی رکھا گیا۔ تو اس کا منشاء کیا ہوتا ہے؟ آیا یہ کہ وہ فی الواقع نبوت (غیر تشریعی) کے دعویدار نہیں ہیں اور صرف برائے نام اپنے آپ کو نبی کہتے ہیں۔ یا یہ کہ وہ نبوت تشریعی سے انکار کر کے اپنے کو واقعی طور پر" امتی نبی" کہتے ہیں۔ حوالہ مذکورہ کے خاص کر یہ الفاظ کہ" جس مسلم میں آنے والے عیسیٰ کا نام نبی رکھا گیا ہے۔ اسی مسلم میں آنے والے عیسیٰ کا نام امتی بھی رکھا گیا ہے"۔ حضرت اقدس کے منشاء اور طرز تحریر کو بخوبی واضح کر دیتے ہیں۔ کہ جہاں حضرت مرزا صاحب یہ لکھتے ہیں۔ کہ میرا نام نبی رکھا گیا یا مجھے نبی کا خطاب دیا گیا۔ وہاں اس سے یہ مراد لیتے ہیں۔ کہ وہ حسب اعلام و الہام الٰہی و احادیث نبوی" نبی" ہیں مگر" امتی"۔ پس ہر طریقہ برنی صاحب کا یہ ادعا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے عقیدہ ختم نبوت کو ترک کرنے کیلئے یہ ایک قدم آگے بڑھا کر صرف نبوت کا نام اختیار کرنا چاہا نہ صرف محض لغو اور بے بنیاد بلکہ در حقیقت مبنی بر مغالطہ ثابت ہوتا ہے۔

حوالجات نقل در نقل ہیں عنوان نمبر اول و دوم کی بدعنوانیاں واضح ہو جانے کے بعد بہت کم ضرورت باقی رہتی ہے۔ کہ دیگر عنوانات کے حوالجات پر یا ہر ایک عنوان پر تفصیلی تنقید کی جائے۔

حوالجات اکثر غلط ہیں اور وہ غلطی ایسی نہیں کہ محض سہو کتابت پر محمول کی جا سکے۔ اگر حسن ظنی سے کام لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ نقل در نقل، حوالہ در حوالہ ہونے کی وجہ سے یہ غلطیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اور خود جناب برنی صاحب نے وہ کتب ملاحظہ نہیں فرمائیں۔ محض دوسروں کی کتابوں سے یہ ریزہ چینی کی ہے اگر یہ حسن ظنی درست ہے۔ تب بھی یہ امر ایک پروفیسر، ایک محقق کے شایانِ شان نہیں ہے۔ کہ وہ بغیر اطمینان کلی کے دوسرے اشخاص کی کتابوں پر جن میں سے اکثر معاندین ہیں ایسے الزامات کیلئے بھروسہ کرے۔ جو نہایت سنگین اور اہم اور ایک جماعت کے لئے اشتعال انگیز ہیں۔ اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک تعلیم یافتہ شخص کتنے کمتر جذبات کا شکار ہو گیا ہے۔ حوالجات کی اس کمزوری اور نقص کی جانب اشارہ کرکے غرض کہنے کی یہ ہے کہ چونکہ جملہ حوالجات پر ہم کو تفصیلی تنقید کی ضرورت نہیں۔ اس لئے ہم ان سے کوئی تعرض بھی ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔

جن حوالجات پر نمونتہً ہم بحث کریں گے۔ ان کے اغلاط کو ظاہر کریں گے۔ بقیہ حوالجات کی صحت یا عدم صحت کی نسبت ہم کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ناظرین خود اندازہ کریں۔

عنوانوں میں اُلٹ پھیر

تمہیدی عبارات اور عنوان اول و دوم کی ترتیب سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا۔ کہ اس کے مابعد کے عنوانات میں یہ ظاہر کیا جائے گا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اسی طرح جس طرح " ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک ترقی" کی ہے۔ رفتہ رفتہ قدم بڑھایا ہے۔ لیکن عنوان نمبر ۳ و ۴ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدم بجائے آگے بڑھانے کے پیچھے ہٹایا گیا؛ لیکن یہ ناظرین کے تصفیہ کے قابل ہے۔ کہ آیا یہ قدم برنی صاحب نے پیچھے ہٹایا یا حضرت مرزا صاحب نے ؟

عنوان نمبر ۳ ہے " محدثیت کے دعویٰ کی ابتداء اور انتہاء" اور عنوان نمبر ۴ " مسیحیت کے دعویٰ کی ابتداء اور انتہاء" ہے۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت مرزا صاحب کا سب سے پہلا دعویٰ مسیحیت ہی کا تھا۔ اس لئے یہ عنوان نمبر ۴ عنوان نمبر ا کے بعد بجائے نمبر ۲ کے آنا چاہیئے تھا۔ اور اس طرح سے عنوانوں کی ترتیب برنی صاحب کی تمہیدی عبارت کو ملحوظ رکھکر یہ ہونی چاہیئے تھی :-

عنوان اول .... عقیدہ ختم نبوت

عنوان دوم .... دعویٰ مسیحیت

عنوان سوم ...... محدثیت

عنوان چہارم ...... نبوت کے نام تک ترقی

مگر بجائے اس ترتیب کے عنوان نمبر ۴ کو نمبر ۲۔ اور نمبر ۲ کو نمبر ۴ کر دیا گیا۔ اور یہ ترتیب برنی صاحب نے محض سادگی اور بھولے پن

سے نہیں بلکہ خاص منشاء کے مدنظر رکھی ہے۔

تمہیدی عبارت کا یہ ادعاء کہ عقیدہ ختم نبوت کے بعد مرزا صاحب نے رفتہ رفتہ اپنے آپ کو آگے بڑھایا ہے۔ اس کا مقتضی تھا کہ عنوان نمبر ۲ "نبوت کے نام تک ترقی" قائم کیا جاتا۔ محض اس لئے کہ اس کے مطابق برنی صاحب کو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۸ کا ایک حوالہ ایسا مل گیا تھا۔ کہ اس میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے امتی نبی ہونے کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ کہ :-

"پس یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اعزازی نام ہے"

اس لئے اس لفظ "نام" نے ان کو موقعہ دیا کہ اس کی بنیاد پر "نبوت کے نام تک ترقی" کا ایک عنوان قائم کر لیں۔ اگر اس کی بجائے وہ دعویٰ مسیحیت کو پہلے لاتے۔ تو چونکہ حضرت مرزا صاحب کا یہ ایک ایسا معروف دعویٰ ہے۔ کہ ہر ایک شخص کو معلوم ہے کہ حضرت اقدس عام عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے علیحدہ ہو کر مسیح موعود کے ہونے کے دعویدار تھے۔ اس لئے عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ ہی دعوے مسیحیت کا عنوان لوگوں کی نظروں میں برنی صاحب کے ادعاء کا ثبوت نہ قرار پاتا۔ اس لئے برنی صاحب نے اصل واقعہ سے چشم پوشی کر کے کہ حضرت مرزا صاحب کا ابتدائی دعویٰ مسیحیت و مہدویت کا ہے۔ اور مجددیت یا محدثیت یا نبوت کا دعویٰ اصل دعویٰ کی فروعات ہیں۔ "نبوت کے نام تک ترقی" کا ایک عنوان پہلے قائم کر دیا اور اس طرح آپ نے ایک شاعر کی اس فضول گوئی کو پورا کیا ؎

اپنی شبِ وصال کا الٹا زمانہ تھا + اوپر دری تھی اور تلے شامیانہ تھا

اصل دعاوی کو فروعات سے الگ کر کے گمراہ کن ترتیب

عنوانوں کی ترتیب کے اُلٹ پھیر سمجھ میں آجانے کے بعد مسیحیت اور مجددیت یا محدثیت کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اس لئے کہ ان دعاوی سے انکار نہیں۔ ہم کو صرف یہ واضح کرنا تھا۔ کہ برنی صاحب نے اصل دعاوی کو فروعات سے الگ کر کے ان کو اپنی خاص غرض کے مدنظر اپنے طور پر اس طرح ترتیب دیا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے سے الگ اور بعد کے ظاہر ہوں اس توجیہہ کی تائید کے لئے ہم کو برنی صاحب کے صرف ایک حوالہ کی جانب ناظرین کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ یہ حوالہ ازالہ اوہام ص۵۶۹ کا ہے۔ جو عنوان نمبر ۳ "محدثیت کے دعوٰی کی ابتداء اور انتہاء" کے تحت برنی صاحب کی کتاب کے ص۲۶ پر دیا گیا ہے اقتباس مذکور حسب ذیل ہے:۔

"محدث جو مرسلین میں سے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالےٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے۔ محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔ اور محدث کے لئے ضروری ہے کہ کسی نبی کا مثیل ہو۔ اور خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے"

یہ حوالہ اگرچہ نامکمل ہے۔ لیکن پھر بھی اس سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے

کہ ازالہ اوہام کی تصنیف کے وقت (جو ۱۸۹۱ء کی ہے) جبکہ حضرت مرزا صاحب بقول برنی صاحب عقیدہ ختم نبوت پر اپنا ایمان ظاہر کرتے اور اس پر اصرار کرتے تھے۔ عین اس زمانہ میں اپنے لئے ایسی نبوت بھی ثابت کرتے تھے جس کا پانے والا من وجہ نبی اور من وجہ اُمتی ہوتا ہے۔ جو محدثیت بھی کہلاتی ہے۔ پس محدثیت یا امتی نبی ہونیکا دعوئے ابتدا سے ظاہر ہوتا ہے۔ حالانکہ برنی صاحب اس کو علیحدہ عنوان کے تحت رکھ کر یہ مغالطہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ یہ دعویٰ حضرت مرزا صاحب کا بعد کا ہے۔ ہم نے اس حوالہ کو نامکمل اس لئے کہا ہے کہ حضرت اقدس نے اس اقتباس کی آخری سطر یعنی

"اور محدث کے لئے ضروری ہے کہ کسی نبی کا مثیل ہو۔
اور خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا ہے"

کی توضیح اس عبارت کے مابعد کی عبارت میں کی ہے۔ جو اس سلسلہ میں واقع ہوئی ہے۔ عبارت مقتبسہ برنی صاحب ص۵۶۹ کی ہے اور ص۵۷۰ پر آپ فرماتے ہیں کہ :۔

"پس اس زمانہ کے لئے اس نے ایک مصلح ابن مریم کے نام پر بھیج دیا"

ملخصاً جس کا منشاء یہ ہے۔ کہ آپ وہی مسیح موعود ہیں جو اس زمانہ کے لئے موعود تھے۔ اور جس کا ذکر عبارت مقتبسہ برنی صاحب کی آخری سطر میں ہے۔ اس کی تائید برنی صاحب کے ایک دوسرے اقتباس سے بھی ہوتی ہے۔ جو عنوان نمبر ۴ کے تحت برنی صاحب کی کتاب کے ص۲۸ پر کتاب حقیقۃ الوحی کے ص۳۹ سے دیا گیا ہے۔

اقتباس مذکور یہ ہے :-

"اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو عیسےٰ بن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ یعنی اس کثرت سے مکالمۂ مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا۔ اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جبکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ یعنے خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قوت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔

اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے۔ کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمۂ مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔

اور اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے ۔"

اس صراحت کے بعد یہ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ برنی صاحب کے مقرر کردہ عنوانات نمبر ۳ و ۴ مغالطہ دِہ ہیں۔ جیسا کہ ہم عنوان نمبر اول کی تنقید میں ظاہر کر چکے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ یعنی دعوے مسیحیت اصل دعویٰ ہے اور وہ عقیدۂ ختم نبوت

کے منافی نہیں۔ حضرت مرزا صاحب آخر وقت تک اس عقیدہ پر قائم رہے اور یہی عقیدہ ان حوالجات سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے عقیدہ ختم نبوت کا ایک علیحدہ عنوان اور مسیحیت و محدثیت کے علیحدہ عنوانات صرف حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے قائم ہوئے ہیں

عنوان نمبر ۵ بایں الفاظ ہے :۔

" بروزی کمالات گو یا مرزا صاحب خود رسول اللہ کی ذات"

بروز کی حقیقت اور برنی صاحب کی ناواقفیت

یہ عنوان بھی حضرت مرزا صاحب کے دعوائے مسیحیت کی ایک فرع یا جزو ہے اور اس کی صحت کے قبول کرنے میں ہم کو کوئی عذر نہیں۔ لیکن ہم یہ معلوم کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ کہ برنی صاحب کا اس عنوان کے دینے سے منشا کیا ہے۔ آیا وہ اس پر کوئی اعتراض کرتے ہیں یا محض یہ غرض ہے کہ لوگ ایک نیا لفظ "بروز" دیکھکر " چہ کنم" (کیا کروں) میں رہ جائیں۔ اور یہ سمجھکر کہ حضرت اقدس اپنے آپ کو خود رسول اللہ صلعم کی ذات سمجھتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب سے متنفر ہو جائیں۔

یہ تو کہا نہیں جا سکتا۔ کہ جناب برنی صاحب چشتی و قادری لفظ " بروز" اور اس کی حقیقت سے واقف نہ ہوں جو صوفیاء کرام کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ اس لئے یہ خیال کرنا ناگزیر ہے۔ کہ انہوں نے یہ عنوان محض ازراہ حق پوشی قائم کرکے اور لفظ "بروز" کی تشریح نہ کرکے لوگوں کو غلط خیال قائم کرنے اور حضرت مرزا صاحب سے متنفر کرنے کے لئے یہ حرکت کی ہے۔ اس لئے اگر لفظ " بروز" کی صراحت کر دی

جائے۔ تو برنی صاحب کا زہر اُتر جائے گا۔ یہ صوفیاء کی ایک اصطلاح ہے۔ جو دو بزرگوں کے باہمی روحی تعلق کو ظاہر کرتی ہے۔ اس طرح کہ نہ تو بطور تناسخ ایک کی رُوح دوسرے کے قالب میں جاتی ہے اور نہ بطور حلول کے ایک کی رُوح دوسرے کی رُوح میں مدغم ہو جاتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۲۴۸ جلد اول میں فرماتے ہیں :۔

"کمل تابعاں انبیاء بجہت کمال متابعت و فرط محبت بلکہ بمحض عنایت و موہبت جمیع کمالات انبیاء متبوعہ خود را جذب مے نمایند و بکلیت برنگ ایشاں منصبغ مے گردند حتیٰ کہ فرق نمے ماند درمیان متبوعاں و تابعاں الا بالاصالۃ و التبعیۃ والاولیۃ والاخریۃ . . . . تعینات مبادی جمیع انبیاء و ارباب ایشاں از مقام اصل است و مبادی تعینات امتیاں از اعالی و اسافل و ارباب ایشاں از مقامات ظلال آں اصل علیٰ تفاوت الدرجات فکیف یتصور المساواۃ بین الاصل والظل۔"

ترجمہ:۔ انبیاء علیہم السلام کے پیرو بسبب کمال پیروی اور فرط محبت بلکہ محض عنایت و بخشش الٰہی کے تمام اپنے پیشوا انبیاء کے کمالات کو جذب کر لیتے ہیں اور بالکل ان کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ پیشواؤں اور پیروؤں کے درمیان بغیر اصالت اور تبعیت اور اولیت اور آخریت کے فرق نہیں رہتا۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے مبادی اور تعینات اصل مقام

سے ہیں۔ اور تمام چھوٹے بڑے امتیوں کے
تعینات اور مبادی علیٰ تفاوت الدرجات اس
اصل کے سائے ہیں۔ اس لئے کس طرح سے اصل
اور ظل میں مساوات کا تصور کیا جا سکتا ہے۔"

(مکتوب نمبر ۲۷۸ جلد اول)

تناسخ و بروز میں فرق

اس سے بڑھ کر ایک دوسرا حوالہ شرح فصوص الحکم کے مقدمہ المسمیٰ بہ "خزائن اسرار الکلم" کا ہے۔ جو شاہ مبارک علی صاحب حیدر آبادی کا لکھا ہوا ہے یہ کتاب مطبع احمدی کانپور میں طبع ہوئی۔ اس کے ص ۴۷ میں اٹھارویں مراقبہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ :-

"بعض نایافتگی سے اس کو بھی تناسخ کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ بروز عبارت ہے تعلق اور تمثل روحی سے بجائے دیگر باوجود قیام اور ثبوت تعلق اپنے کے ساتھ جائے قیام اپنے کے۔ بغیر کسی تغیر اور قیام کے حالت اصلی اپنے میں۔ بالظہور اور تمثل ایک شئے کا کسی رحم میں باوجود قیام خود بجائے اصل اپنے کے۔ اور کوئی خلل اور نقصان بار زمین نہ ہو۔ اور تناسخ تعلق روحی ہے بجائے دیگر اس عالم میں اور جائے اول سے تعلق چھوڑ دیوے۔ تمامی اہل اسلام اور نصاریٰ اور اکثر ہنود منکر تناسخ کے ہیں۔ نہ بروز اور تمثل کے۔ پس تعلق ارواح صدیقین اور شہداء کا قوالب طیور میں دوسرے

عالم میں اور بروز اور تمثل جبرائیل اور دیگر ملائکہ علیہم السلام کا بصورت رجال کے تناسخ نہ ہوگا۔ پس بروز اور تمثل تناسخ نہ ہوگا۔ اور ایسا ہی ہے حکم بروز ادریس علیہ السلام کا بنام مزد الیاس علیہ السلام کے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے۔"

اس اقتباس سے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ بھی صاف ہو جاتا ہے۔ اور یہ وہی بات ہے جس کو حضرت مرزا صاحب نے بار بار بیان کیا اور جس کا دعویٰ کیا ہے۔ ع

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

حضرت اقدس اور آپکے خلفاء کے سوا دیگر اقوال ناقابلِ توجہ ہیں

لفظ بروز کی وضاحت کر دینے کے بعد اقتباسات پر تنقید کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن یہ بتلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ تتمہ کتاب صفحہ ۷۹ پر جو مزید حوالجات برنی صاحب نے دئے ہیں۔ وہ نہ تو حضرت مرزا صاحب کی کتب کے ہیں نہ آپ کے خلفاء کی کسی کتاب کے ہیں۔ اس لئے ان پر توجہ کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ یہ بحث نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے متبعین ان کو کیا کہتے ہیں۔ بلکہ بحث یہ ہے۔ کہ خود حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو کیا کہا ہے۔ اس لئے تتمہ کے حوالجات مطلقاً ناقابل توجہ ہیں۔

بے معنی و غلط عنوان

عنوان نمبر ۶ "ختم نبوت کی تاویل اور اپنی نبوت کی تشکیل" ہے۔ اس عنوان کے ایک اہم حوالہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۹ کی نسبت ہم عنوان اول میں بیان کر چکے ہیں

جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا امتی نبی ہونے کا دعویٰ ابتداء ہی سے تھا۔ اور یہ دعوے عقیدہ ختم نبوت ہی پر مبنی ہے۔ اس لئے یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی یا اس کے بعد کا نہیں۔ اگر اس کو عقیدہ ختم نبوت کی تاویل بھی سمجھ لیں۔ تب بھی یہ تاویل ابتدائے دعوے مسیحیت سے ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے نہ بعد میں یہ تاویل کی نہ اپنی نبوت کی تشکیل کی ضرورت پیش آئی۔ اس لئے یہ عنوان سرے سے غلط اور مغالطہ دِہ ہے۔

برنی صاحب خوف خدا سے ڈرتے رہیں

ساتواں عنوان "ختم نبوت پر الزام عبرت کا مقام" اہم ہے اور وہ برنی صاحب کے اپنے الفاظ میں ہے۔ جس سے ان کے اذعان ذہن کا پتہ چلتا ہے۔

اس عنوان کے تحت دو حوالے ہیں۔ اور تتمہ کتاب میں مزید دو حوالے دئے گئے ہیں۔ اس طرح جملہ چار اقتباسات دئے گئے ہیں۔ دو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے اور دو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" سے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتابوں کے حوالوں سے پہلا حوالہ "الوصیۃ" کے صلا کا ہے۔ (صفحہ کا حوالہ غلط ہے بلکہ یہ عبارت جس کا حوالہ برنی صاحب نے دیا ہے ص۱۳ پر موجود ہے۔) اور حسب عادت برنی صاحب نے کتر و بیونت کر کے آگے اور پیچھے کی عبارت جس سے حضرت مرزا صاحب کا پورا منشا ظاہر ہوتا ہے۔ ترک کر دی ہے۔ ہم اس پوری عبارت کو جس سے حضرت مرزا صاحب

کے منشاء کی وضاحت ہوتی ہے۔ ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ یہ کتاب فی نفسہٖ وصایا اور نصائح ہیں۔ جو حضرت اقدس نے بذریعہ الہام اپنے قرب وصال کی اطلاع پا کر اپنی جماعت کے لئے لکھے ہیں۔ وہ سلسلہ بیان جس کے درمیان عبارت منقولہ واقع ہوئی ہے۔ اس طرح شروع ہوتا ہے:۔

"اے سننے والو! سنو کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اس کے ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو۔ نہ آسمان میں نہ زمین میں۔

ہمارا خدا وہ خدا ہے۔ جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ ..... الخ"

اس طرح خدا کی صفات اور حمد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں۔ اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے۔ اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکی ہیں انکی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔ اس لئے اس

نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے - اور ہونا چاہیئے تھا
کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے
ایک انجام بھی ہے - لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض
رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس
میں فیض ہے - اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت
سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے - اور اس کی پیروی
سے خدا تعلےٰ کی محبت اور اس کے مکالمۂ مخاطبہ کا اس
سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے - جو پہلے ملتا تھا - مگر اس کا
کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا - کیونکہ نبوت کاملہ تامہ
محمدیہ کی اسمیں ہتک ہے - ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت
میں اس پر صادق آ سکتے ہیں - کیونکہ اس میں نبوت تامہ
کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں - بلکہ اس نبوت کی چمک اس
فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے - اور جبکہ وہ مکالمہ
مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک
پہنچ جائے - اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور
کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو - تو وہی دوسرے لفظوں
میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے - جس پر تمام نبیوں کا
اتفاق ہے - پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے
فرمایا گیا کنتم خیر امت اخرجت للناس
اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اھدنا الصراط
المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے۔ اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا ! اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی۔ اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے۔ بلکہ یہ بھی نقص تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ فیضان پر داغ لگتا تھا۔ اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی۔ اور ساتھ اس کے وہ دعا جس کا پانچ وقت نماز میں پڑھنا تعلیم کیا گیا تھا۔ اس کا سکھلانا بھی عبث ٹھہرتا تھا۔ مگر اس کے دوسری طرف یہ خرابی بھی تھی کہ اگر یہ کمال کسی فرد امت کو براہِ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا تو ختم نبوت کے معنے باطل ہوتے تھے۔ پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالےٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنانی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے۔ اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا۔ اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے۔ ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہوگیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔

پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی

ہونے کا خطاب پایا۔ کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوتِ محمدیہ
سے الگ نہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھو۔ تو خود وہ نبوتِ
محمدیہ ہی ہے۔ جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔
یہی معنے اس فقرے کے ہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نبی اللہ واماکم
منکم یعنی وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی ہے۔ ورنہ غیر کو اس
جگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔
مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونیسے بچ جائے۔"

اس پوری عبارت سے ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ آیا اس مسئلہ ختم نبوت کو الزام دیا جارہا ہے یا اس کی اصل حقیقت بیان کرکے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت کو اپنی جماعت کے دلوں میں بٹھایا جارہا ہے۔ جس کے لئے یہ وصیت لکھی گئی ہے اس پوری عبارت میں سے جس سے خدا کا خوف اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کامل کا اظہار ہوتا ہے۔ برنی صاحب نے خدا کے خوف سے نڈر ہوکر ایک درمیانی فقرہ کو جس کے نیچے ہم نے خط کھینچ دیا ہے محل اور موقعہ سے علیحدہ کرکے اپنے عناد کو تسکین دینے کے لئے ایک خاص عنوان دیدیا۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔

ترجمہ:۔ بہت بڑا بول ہے جو وہ بولتے ہیں۔ (سورہ کہف ع۱)

تتمہ کتاب میں اسی عنوان کے تحت دوسرا

یہودیانہ تحریف حوالہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ

حصہ پنجم مطبوعہ ۱۹۰۸ء کے ۱۳۸ کا دیا گیا ہے اور اس میں بھی اسی بد دیانہ تحریف کا دخل ہے۔ جو معلوم ہوتا ہے کہ برقی صاحب کی عادت ثانیہ ہو گئی ہے۔

ملاحظہ ہو حوالہ مذکور کی پوری عبارت جس سے لکھنے والے کا پورا منشاء واضح ہو سکتا ہے۔ حسب ذیل ہے :۔

"بعض یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے۔ کہ آنے والا عیسیٰ اسی امت میں سے ہو گا لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پھر کیوں کر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہو گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بد قسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا گیا۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔ بلکہ فساد اس حالت میں لازم آتا ہے۔ کہ اس امت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک مکالمات الٰہیہ سے بے نصیب قرار دیا جائے۔ وہ دین۔ دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی۔ نبی ہے۔ جس کی متابعت سے انسان خدا تعالےٰ سے

اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا۔ کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف
ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا
ہے۔ کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار
ہے۔ اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔
اور خدائے حیّ و قیوم کی آواز سننے اور اس کے مکالمات
سے قطعی نومیدی ہے اور اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی
کے کان تک پہنچتی ہے۔ تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ
نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی۔ سو
ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اسکو رحمانی کہیں شیطانی
کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ دین وہ ہے جو تاریکی
سے نکالتا اور نور میں داخل کرتا ہے۔ اور انسان کی خدا
شناسی کو صرف قصوں تک محدود نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک
معرفت کی روشنی اسکو عطا کرتا ہے۔ سو سچے دین کا منبع
اگر خود نفس امارہ کے حجاب میں نہ ہو تو خدا تعالےٰ کے
کلام کو سُن سکتا ہے۔ سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی
بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے۔ اور اگر نبی کے
یہ معنے ہیں کہ اس پر شریعت نازل ہو یعنی وہ نئی شریعت
لانے والا ہو۔ تو یہ معنے حضرت عیسیٰ پر بھی صادق نہیں
آئیں گے۔ کیونکہ وہ شریعتِ محمدیہ کو منسوخ نہیں کر سکتے
ان پر کوئی ایسی وحی نازل نہیں ہو سکتی جو قرآن
شریف کو منسوخ کرے۔"

اس عبارت میں سے وہ حصہ برقی صاحب نے نقل کیا ہے۔ جس کے نیچے خط کھینچ دیا گیا ہے۔ پوری عبارت اس بات کو ظاہر کرتی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب جو پہلے سے یعنے ازالہ اوہام کی تصنیف کے وقت سے کہتے رہے ہیں۔ کہ امتی نبی متبع رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس اُمت میں بھی آسکتا ہے۔ اور اس نبوت سے مراد محض شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہے۔ وہی یہاں بھی کہتے ہیں۔ اور اس کو سچے دین (اسلام) کا ایک قابل امتیاز وصف اور علامت بیان کرتے ہیں۔ اور صاحب شریعت نبی کی آمد کو ممتنع سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے نہ تو اس کے پہلے کچھ بیان کیا ہے اور نہ بعد میں:

کتر و بیونت کی ایک اور مثال

برقی صاحب چونکہ ازراہ سخن پروری اس بات کے ثابت کرنے کے پیچھے پڑے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے رفتہ رفتہ اپنے عقیدہ ختم نبوت کو ترک کیا۔ اس لئے وہ کتر و بیونت کرنے اور عبارتوں کا غلط منشاء ظاہر کرنے میں بھی کچھ تامل نہیں کرتے ہیں۔

اس کے بعد دو اقتباسات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" سے دیئے گئے ہیں۔ انہیں سے ایک حوالہ فصل اوّل میں اور دوسرا حوالہ تتمہ میں عنوان نمبر ۲ کے تحت میں ہے۔ یہی حال ان اقتباسات کا بھی ہے۔ ان میں سے صرف ایک اقتباس کی حقیقت واضح کرنے کے لئے ہم اصل کتاب کی عبارت نقل کرتے ہیں۔ اس پوری عبارت کے پڑھ لینے کے بعد برقی صاحب کے عنوان کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ یہ عبارت حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۸۴ سے

شروع ہوتی ہے جو حسب ذیل ہے :-

"میں ایک دفعہ پھر یہ بات ظاہر کر دینی چاہتا ہوں - کہ میرا اور تمام ان احمدیوں کا جو حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے ساتھ صحیح تعلق رکھتے ہیں۔ اور خود حضرت مسیح موعودؑ کا ہرگز ہرگز بھی یہ مذہب نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آسکتا ہے۔ جو قرآن کریم کو منسوخ کرے یا اس کے بعض احکام پر خطِ نسخ کھینچ دے یا یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر ہو کر کچھ حاصل کر سکے۔ بلکہ ہم ایسے شخص کو جو بعد آنحضرت صلعم کے بلاواسطہ فیض پانے کا دعویٰ کرتا ہے یا بعد قرآن کریم کے نئی شریعت لانے کا مدعی ہے۔ لعنتی اور کذاب خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہیں۔ سوائے اس کے کہ آپ کے فیض سے فیضیاب ہو۔ اور بعد قرآن کریم کے کوئی اور شریعت نہیں نہ پورے طور پر اسے منسوخ کرنے والی اور نہ اس کے کسی حصے کو منسوخ کرنے والی۔ قرآن کریم کا ایک نقطہ یا شعشہ بھی کوئی شخص بدل نہیں سکتا۔ اور نہ اس کی زیر وزبر میں تغیر کر سکتا ہے۔ چہ جائیکہ اس کے بعض احکام کو بدل دے۔

ہمارا یہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی صاحبِ کمال نہیں گذرا۔ پس کمال کے بعد کسی اور

شئے کی حاجت نہیں رہتی۔ اب جو آئے گا آپ کے کمالات
کے اظہار اور اُس کے اثبات کے لئے آئے گا۔ نہ کہ آپ
سے الگ ہو کر اپنی حکومت جمانے۔

جس شخص نے آپ کے نُور کو نہ دیکھا وہ اندھا ہے۔ اور جس
شخص نے آپ کے درجہ کو نہ پہچانا وہ بدبخت ہے۔ اور اس
کا انجام خراب ہے بدقسمت ہے وہ انسان جس نے آپ
کے دامن کو نہ پکڑا۔ اور بدنصیب ہے وہ انسان جس نے
آپ کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر نہ رکھا۔ اللہ تعالےٰ کے
قرب کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کمال پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ
قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ
اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ یعنے اے ہمارے رسول
ان لوگوں سے کہدے کہ اگر تم اللہ تعالےٰ سے محبت رکھتے
ہو تو تم میری اتباع کرو۔ اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرنے لگیگا۔
پس اللہ تعالےٰ کے محبوب ہونے کا ایک اور صرف ایک
ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان آنحضرت صلعم کی غلامی
اختیار کرے۔ جس قدر کوئی شخص آپ کی اطاعت کریگا۔
اسی قدر اللہ تعالےٰ کی محبت اس سے بڑھے گی۔ پس جب
ہم کسی شخص کو آپ کی امت میں سے نبی کہتے ہیں تو اس
کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ وہ شخص آپ کے غلاموں میں
سے سب سے زیادہ فرمانبردار غلام ہے۔ اس کا نبی ہونا ہی

اس بات کی دلیل ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کمال کو پہنچ گیا ہے۔ پس اس قسم کے نبی ماننے میں ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں کرتے بلکہ آپ کے درجہ کی بلندی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور جو شخص اپنے قول یا فعل سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتا ہے وہ بے شک ملعون ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ خدا تعالےٰ کی رحمت کے دروازے اس کیلئے بند ہیں۔

نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعودؑ کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں اُسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم۔ اُسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو۔ جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے وہ کیا جانے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی ہے۔ وہ میری جان ہے۔ میرا دل ہے۔ میری مراد ہے۔ میرا مطلوب ہے۔ اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے اور اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کا پیارا ہے۔ پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ پھر میں اس سے کیوں محبت نہ کروں۔ وہ

خدا تعالےٰ کا مقرب ہے۔ پھر میں کیوں اس کا قرب تلاش نہ کروں۔ میرا حال مسیح موعودؑ کے اس شعر کے مطابق ہی کہ :۔

ے بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ باب نبوت کے بکلّی بند ہونے کے عقیدے کو جہاں تک ہوسکے باطل کروں۔ کہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ بے شک اگر یہ مانا جائے۔ کہ کوئی شخص ایک ایسی شریعت لایا ہے جو قرآن کریم کو منسوخ کر دے گی۔ تو اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ اور اگر یہ مانا جائے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آئے گا۔ جو آپؐ کی اطاعت کے بغیر انعام نبوت پائے گا تو اس میں بھی آپؐ کی ہتک ہے۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فیضان کمزور رہے کہ آپؐ کی موجودگی میں براہِ راست فیضان کی حاجت پیش آئی۔ لیکن اسی طرح اس عقیدہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے کہ یہ مان لیا جائے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی ہی نہیں آئے گا۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ آپؐ کا فیضان ناقص اور آپؐ کی تعلیم کمزور ہے کہ اس پر چل کر انسان اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات نہیں پا سکتا۔ دنیا میں وہی استاد لائق کہلاتا ہے جس کے شاگرد لائق ہوں اور وہی

افسر معزز کہلاتا ہے جس کے ماتحت معزز ہوں۔ یہ بات ہرگز فخر کے قابل نہیں کہ آپ کے شاگردوں میں سے کسی نے اعلیٰ مراتب نہیں پائے۔ بلکہ آپؐ کی عزت بڑھانے والی یہ بات ہے۔ کہ آپؐ کے شاگردوں میں سے ایک ایسا لائق ہوگیا ہے جو دوسرے استادوں سے بھی بڑھ گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بعثتِ انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو فیضِ نبوت سے روک دیا۔ اور آپؐ کی بعثت کے بعد اللہ تعالےٰ نے اس انعام کو بند کر دیا۔ اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ثابت ہوتے ہیں یا اس کے خلاف (نعوذ باللہ من ذالک) اگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ آپ نعوذ باللہ دنیا کے لئے ایک عذاب کے طور پہ آئے تھے۔ اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی اور مردود ہے۔ آپؐ سب دنیا کے لئے رحمت ہوکر آئے تھے اور آپؐ کے آنے سے اللہ تعالےٰ کے فیضان دنیا کے لئے اور بڑھ گئے نہ کہ کم ہوگئے"۔

اس پوری عبارت کو پڑھ لینے کے بعد ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ ایک مرتبہ تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ کر حق کی مدد کریں۔ کہ آیا یہ عبارت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب اور آپ کے خلیفہ اور متبعین حضرت رسول مقبول صلی اللہ

علیہ وسلم کی عزت محبت اور عظمت دل میں جاگزیں رکھتے ہیں یا یہ کہ برنی صاحب کی طرح ختم نبوت کو الزام دیتے ہیں ؟

ختم نبوت پر الزام عبرت کا مقام

جناب برنی صاحب نے جلسہ میلاد النبیؐ میں ختم نبوت پر تقریر فرما کر جو خاص معارف سامعین کو عطا فرمائے ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ ہر نبی کا بیٹا نبی ہوتا ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر چونکہ زندہ نہیں رکھے گئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت ختم ہو گئی۔

گویا آپ کی رائے میں نبوت کے اختتام سے نسل کا بھی اختتام ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ کیا معارف ہیں۔ ایسے معارف کا کیا کہنا جو محض گھر کی ایجاد بلکہ محض شکم زاد اور قرآن کے مخالف ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام کے نااہل بیٹے کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ جو نبی تو کیا معمولی مؤمن بھی نہیں تھا۔ اور اس درجہ کا منکر و کافر تھا کہ باوجود حضرت نوح علیہ السلام کی استدعا کے غرق کر دیا گیا۔ یہ تو قرآن کی شہادت ہے۔ اب حدیث کی سنئے۔ آیت خاتم النبیین ۵ھ میں نازل ہوئی۔ اس کے قریباً ۳ ½ سال کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور حالت شیر خوارگی میں ۱۰ھ میں رحلت فرما گئے۔ ان کی رحلت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازراہِ شفقت حزن و رنج کے ساتھ فرماتے ہیں "اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا"۔ (ابن ماجہ کتاب الجنائز) اگر آیت خاتم النبیین کے

یہی معنے تھے جو عام طور پر سمجھے گئے ہیں۔ تو حضرت رسالت مآبؐ یہ نہ فرماتے۔ بلکہ یہ فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تو بوجہ ارادہ الٰہی جو نزول آیۃ خاتم النبیین سے پیدا ہوتا ہے نبی نہ ہوتا۔ یا اگر برنی صاحب کی معرفت صحیح ہے تو حضرتؐ فرماتے کہ چونکہ نبوت ختم ہو گئی اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس کو اٹھالیا۔ لیکن یہ نہیں فرمایا۔ اس لئے جو چیز آیت خاتم النبیین سے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اخذ نہیں فرمائی۔ اسکو برنی صاحب یا کسی دوسرے مفسر کا اخذ کرنا معارف وحقائق نہیں کہلا سکتا۔ اور یہ امر خلاف شان صفات باری ہے۔ کہ باوجود یہ جاننے کے کہ اب نبوت مطلقًا بند ہے ایک ایسی خلقت کرتا ہے جو نبی بننے کی استعداد رکھتی ہے اور اگر زندہ رہتی تو نبی ہوتی ؛

پس یہ خیال کہ نزول آیت ختم نبوت کی وجہ سے حضرت ابراہیم کو وفات دی گئی ایک مضحکہ خیز سی بات ہے۔ اور یہ برنی صاحب ہی جرأت کر سکتے ہیں۔ کہ جو چیز حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذہن مبارک میں نہیں آئی۔ اس کو معارف یا حقائق سمجھیں ؛

چنانچہ حضرت عمرؓ کی استعداد کے اظہار میں فرمایا کہ "لَوۡ کَانَ بَعۡدِیۡ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ" (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے) (مشکوٰۃ باب مناقب عمرؓ) اگر حقیقت یہی ہوتی تو آپ حضرت ابراہیم کے لئے بھی یہی فرماتے۔

اسی سلسلہ میں جناب ملا علی قاریؒ کی وہ رائے بھی قابل ملاحظہ ہے۔ جو "موضوعات کبیر" صفحہ ۵۸ و ۵۹ پر اس طرح درج ہے :۔

ترجمہ :۔ "میں کہتا ہوں کہ باوجود ان تمام (گذشتہ) باتوں کے اگر

ابراہیم فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہتے اور
نبی ہو جاتے یا اگر عمرؓ نبی ہو جاتے۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم
کے فرمانبرداروں اور خادموں میں سے ہی ہوتے۔ پس ان
کا نبی ہوجانا خدا تعالےٰ کے ارشاد خاتم النبیین کیخلاف
نہ پڑتا۔ کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں کہ ایسا کوئی نبی
نہیں آئے گا۔ جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور
آپؐ کی اُمّت میں سے نہ ہو۔"

اب ناظرین خود انصاف کریں۔ کہ آیا ختم نبوت پر الزام جناب
برنی صاحب کے ان معارف الٰہیہ اور حقائق عالیہ سے ہوتا ہے۔ یا
حضرت مرزا صاحب کے خلیفہ کی اس عبارت سے جس کا مُثلہ
بنا کر جناب برنی صاحب نے اپنا عناد پورا کیا ہے۔ ع

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

پس یہ ہے عبرت کا مقام۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ
مُسْرِفٌ کَذَّابٌ (سورہ مومن ع) ترجمہ:۔ بے شک اللہ نہیں
ہدایت دیتا۔ اس کو جو حد سے گذرنے والا اور جھوٹا ہو۔

جناب مولانا سلاح الدین الیاس برنی صاحب چشتی و
قادری و فاروقی کے یہی معارف تو تھے۔ جن کی نعوذ باللہ احمدی
نوجوانان حاضر جلسہ نے قدر نہیں کی۔ اور جناب کے واردات خاص
سے تعرض کیا۔ پس یہ تعرض سبب بن گیا حضرت برنی کی برہمی مزاج
اور دن دہاڑے علمی ڈاکہ ڈالنے کا۔

اللّٰھم احفظنا مِن کُلّ بلاءِ الدّنیا والعَاقبۃ

اے اللہ ہمیں دنیا اور عاقبت کی ہر بلا سے محفوظ رکھ ؛

بزم سے گلدستے نکلوا دیئے
داغ کا نزلہ گُلِ تر پہ گرا

نامکمل و ناقص اقتباسات مقراضِ تحریف کا استعمال

آٹھواں عنوان فصل اول کا بایں الفاظ ہے :-

"صلائے عام ہے یاران نکتہ دان کیلئے"

اور اس کے تحت میں حضرت مرزا صاحب کے "خطبہ الہامیہ" کے صرف ایک فقرہ کا اقتباس دیا گیا ہے۔ بقیہ حوالجات و اقتباسات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دو کتابوں "حقیقت النبوت" و "انوار خلافت" سے دئے گئے ہیں۔ یہ جملہ اقتباسات نامکمل اور ناقص ہیں۔ جن سے قائل کا منشا بھی ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ منشاء برنی صاحب کا اس عنوان سے یہ بتانے کا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کے دروازہ کو عام طور پر کھول دیا۔ اور اس طرح پر نہ صرف یہ کہ خود نبی بن گئے بلکہ دوسروں کو بھی "صلائے عام" دے دی ہے۔

حضرت اقدس کے خطبہ الہامیہ سے جو فقرہ لیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ "یہ امت امت وسط ہے اور ترقیات کے لئے ایسی استعداد رکھتی ہے کہ ممکن ہے بعض ان میں سے انبیاء ہو جائیں" حضرت مرزا صاحب کی وہ عبارت جس سے یہ فقرہ لیا گیا ہے۔ اس طرح ہے :-

"سورہ فاتحہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ امت امت وسط ہے

اور ترقیات کے لئے ایسی استعداد رکھتی ہے کہ ممکن
ہے۔ کہ بعض ان میں سے انبیاء ہو جائیں اور یہ بھی استعداد
رکھتی ہے۔ کہ یہاں تک پست اور متنزل ہو جائے کہ بعض
ان میں سے یہودی اور جنگل کے بندروں کی طرح لعنتی یا
گمراہ ہو جائیں۔" (خطبہ الہامیہ ص۱۴۰)

یہ عبارت اس مشہور فارسی قطعہ کے منشاء کے مطابق ہے کہ:-

"آدمی زاد طرفہ معجونیست
از فرشتہ سرشتہ وز حیوان
گر کند میل ایں شود بہ ازیں
ور کند میل آں شود بہ ازاں"

اور یہ ایسی بات ہے۔ جس سے کوئی ذی فہم تو انکار نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن برنی صاحب کو اختیار ہے کہ اپنے علم و فہم کو جس طرح چاہیں استعمال کریں۔

دوسرا حوالہ حضرت خلیفۃ المسیح کی کتاب "حقیقت النبوۃ" کے ص۲۲۸ کا ہے۔ اس اقتباس میں برنی صاحب نے حسب عادت معہودہ مقراض تحریف سے کام لیا ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے:-

"پس ان حوالوں کو ملا کر یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پہلی امتوں میں
محدث یا جزوی نبی تو ہوتے تھے لیکن پہلے نبیوں میں
اس قدر طاقت نہ تھی کہ ان کے فیضان سے امتی نبی
ہو سکے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں

بلکہ اس سے اوپر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ کیونکہ
محدّث یا جزوی نبی کا درجہ تو وہ ہے۔ جو پہلی امتوں کے
بعض افراد کو مل جایا کرتا تھا۔ لیکن امتی نبی کا وہ درجہ ہے
جو پہلے رسولوں کی اتباع سے نہیں مل سکتا تھا۔ کیونکہ
وہ خاتم النبیین نہ تھے۔ اور جزوی نبی کے اوپر کا درجہ
سوائے نبی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جزو کے
بعد کل ہی ہوتا ہے۔ پس یہ بات بالکل روز روشن کی
طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپؐ
کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی
اور پہلے زمانہ میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی۔ کسی نبی
کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی کیونکہ وہ اس قدر
صاحب کمال نہ تھے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم"

اس پوری عبارت سے برنی صاحب نے صرف وہ فقرات
لئے ہیں جن پر خط کھینچ دیا گیا ہے اور ابتداء و انتہاء اور درمیان
کی عبارت ترک کر دی ہے۔ تاکہ ناظرین قائل کے اصل منشاء کو سمجھ نہ سکیں

سلف صالحین کی شہادتیں اور صلحائے عام

حضرت خلیفۃ المسیح کی اس پوری
عبارت کا حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ عنہ کے حسب ذیل ارشاد
سے مقابلہ کیجئے۔

"پس حصول کمالات نبوت مرتابعا نرا بطریق تبعیت و

وراثت بعد از خاتم الرسل علیہ و علیٰ جمیع الانبیاء الصلوٰۃ والتحیات منافی خاتمیت او نیست علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام۔"

(مکتوب ۳۰۱ جلد اول)

اس کے ساتھ حضرت مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند کی کتاب "تحذیر الناس" ص۳ و ص۲۸ قابل ملاحظہ ہے۔ ان دونوں مقامات پر آپ فرماتے ہیں کہ :۔

"اول معنے خاتم النبیین کے معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (اور لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں) فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔" (ص۳)

پھر فرماتے ہیں کہ :۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (ص۲۸)

حضرت مولینا عبدالحی صاحب فرنگی محلی فرماتے ہیں کہ :۔

"بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یا زمانے میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ

صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔"
(دافع الوسواس فی اثر ابن عباسؓ ص۱۱)

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-
"بجز نبوت مستقلہ کے کوئی کمال ختم نہیں ہوا۔ اور ممکن نہیں کہ خدا ظلی طور پر کمالات نبوت کو بند کر دیوے کیونکہ اس مبدأ فیض میں بخل و دریغ ممکن نہیں ہے۔" (مقامات مظہری ص۸۸)

اسی سلسلہ میں علامہ ملا علی قاری محدث کی کتاب "موضوعات کبیر" کے ص۵۸ و ۵۹ کی وہ عبارت جو ہم ص۹۲-۹۳ پر درج کر چکے ہیں قابلِ ملاحظہ ہے۔

ان تمام بزرگوں کے ارشادات ایک طرف اور حضرت خلیفۃ المسیح کی کتاب "حقیقت النبوت" کا مذکورہ بالا اقتباس دوسری طرف رکھ کر دیکھ لیجئے۔ کہ اس میں ان بزرگوں کے ارشادات سے بڑھکر کیا چیز ہے۔ حضرت مولینا رومؒ تو ہر مرشد کی نسبت کہنے کو آمادہ ہیں کہ:

چوں از و نورِ نبی آید پدید
او نبیٔ وقت باشد اے مرید
مگسل از پیغمبر ایام خویش
تکیہ کم کن بر فن و بر کام خویش

خصوصاً جب وہ فن اور کام ایسا ہو جیسا بریلی صاحب ظاہر کر رہے ہیں۔ اگر یہ "ضلالہ عام" پہلے سے اکابرین ملت دیتے آئے ہیں۔ تو اب حضرت مرزا صاحب پر کیا اعتراض ہے۔ اگر ساری امت محمدیہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے آپ کی

مطیع و فرمانبردار رہ کر ایسی نبوت حاصل کرے۔ جیسی کہ اقتباسات بالا سے ظاہر ہوتی ہے تو معلوم نہیں اس میں جناب برنی صاحب کا کیا ہرج ہے۔

ایقان و اعلان صداقت کی دلیل ہے

اس فصل کا نواں ذیلی عنوان " نبوت و رسالت کا ایقان و اعلان" ہے۔ اور اس کے ذیل میں دو اہم حوالے ہیں۔ اول خط بنام ایڈیٹر اخبار عام کا حوالہ۔ دوسرا " ایک غلطی کا ازالہ" کا۔ حوالہ اول ہم بتمام و کمال عنوان نمبر اول کے ذیل میں صفحہ پر درج کر چکے ہیں اور اس کی نسبت دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں البتہ " ایک غلطی کا ازالہ" سے حسب ذیل اقتباس برنی صاحب نے دیا ہے:۔

" چند روز ہوئے ہیں ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا۔ کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے حق یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں "

اس اقتباس کے یہ الفاظ کہ " اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے " اس بات کو

ظاہر کرتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو یہ بات پسند نہیں آئی کہ "نبوت و رسالت" سے انکار محض کیا جائے۔ اور لوگوں کو یہ نہ سمجھایا جائے۔ کہ اس سے انکار کن معنوں میں ہے۔ اور اس کا دعویٰ کس حیثیت سے ہے۔ ہر ایک معترض اور مستفسر کو پوری بات سمجھانی چاہیئے۔ اس سوال کا جواب کہ آیا حضرت مرزا صاحب نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا تھا؟ نہ محض انکار سے ادا ہو سکتا ہے۔ نہ محض اقبال سے۔ اس لئے آپ نے اپنے دعوے کو بصراحت بیان فرماتے ہوئے سلسلہ مضمون میں فرمایا کہ:-

"اس میں اصل بھید یہی ہے۔ کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے۔ کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے۔ اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا۔ تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو۔ کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو۔ تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمدؐ ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعوے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ رکھا گیا - پھر بھی سیدنا محمدؐ خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ محمدؐ ثانی اسی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔ مگر عیسیٰؑ بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتے۔ کیونکہ اسکی نبوت ایک الگ نبوت ہے۔"

بانی احمدیت مرزا غلام احمد صاحب ان الفاظ میں اظہار فرماتے ہیں کہ:۔

"اب اس تمام تحریر سے مطلب ہمارا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں۔ جس طور سے میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے۔ جو دعوے نبوت و رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے۔ اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمدؐ و احمدؐ ہوا۔ پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہی رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۸)

ان حوالجات سے یہ بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ کس قسم کی نبوت تھی۔ جس کا دعوے حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے۔ اور جس کے لئے وہ ابتدائے دعوئے مسیحیت سے مدعی رہے ہیں اور جب ایک شخص مسیحیت کا دعوے کرے تو کیوں وہ اپنی ایسی نبوت و رسالت کا اعلان نہ کرے۔ جو عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ اور بغیر اپنے ذاتی ایقان کے وہ ایسا اعلان کر کیونکر سکتا ہے

اس لئے اس کا یہ ایقان و اعلان اس کی صداقت کی دلیل ہے لیکن چشم بد اندیش کا کیا علاج ہے۔

حضرت اقدس کی وہی حیثیت ہے جو بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام کی ہوتی

اس کے بعد دو عنوان یعنی وحی اور تکفیر کی نسبت ہم کو کچھ لکھنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس سے اہل سنت والجماعت میں کوئی بھی مخالف نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعد نزول وحی ہو گی۔ اور ان کا نہ ماننے والا حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا منکر سمجھا جائیگا۔ اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نزول وحی متفق علیہ مسئلہ ہے۔ تو یہ امر کہ حضرت ممدوح اپنی وحی پر کس درجہ کا ایمان رکھیں گے۔ ایک جاہلانہ بحث ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی اپنے دعویٰ کے لئے اول المومنین ہوتا ہے۔ اگر اس کو اپنے دعوے یا الہام و وحی پر ایمان و ایقان بدرجۂ اتم نہ ہو۔ تو وہ دوسروں کو کیونکر اس پر یقین دلاسکتا ہے:

بارھواں اور آخری عنوان

مزید بحث کی ضرورت نہیں

فصل اول کا حضرت مرزا صاحب کے "نبوت کے دعوے کی سرگذشت" ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح کی کتاب "حقیقت النبوت" کی بناء پر لکھی گئی ہے۔ جب ہم خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے یہ ثابت کر چکے کہ آپ کا جو دعوے ابتدار سے تھا وہی آخر تک رہا۔ تو اس سرگذشت پر مزید بحث کی ضرورت نہیں۔ اس عنوان کے

تحت جملہ حوالجات و اقتباسات بھی برنی صاحب کی عادت تحریف سے محفوظ نہیں ہیں۔

خدا کے فضل سے فصل اول جناب برنی صاحب کی قطع ہو چکی اب اس کا حاصل جناب موصوف بھر بھر جھولی بٹورتے رہیں۔

سبزہ کشت فلک دیدم و درس مہ نو
کشتۂ خویش بیاد آمدہ ہنگام درو

فصل دوم پر تنقید

خطرناک بہتان اور افترا

دوسری فصل کا آغاز جناب برنی صاحب کے رسالہ "قادیانی مذہب" میں "مرزا صاحب کی فضیلت" سے ہوتا ہے۔ اور اس پوری فصل میں آپ نے تحریف کے وہ وہ کمال دکھائے ہیں۔ کہ ان کو دیکھ کر یہودی بھی اس استاد کے سامنے کان پکڑ کر پیچھے ہٹ جائیں۔

پوری فصل کے عنوانات پر ہم بعد میں نظر کریں گے۔ لیکن اس فصل میں سب سے زیادہ دُکھ دینے والی جو چیز ہے۔ وہ اس فصل کا نواں عنوان "حضرت سید المرسلین پر فضیلت" ہے اس لئے اس عنوان پر سب سے پہلے تنقید ضروری ہے۔ یہ ایک ایسا بہتان و افترا ہے کہ جس کو سُنکر ہماری دلوں سے ایک آہ نکلتی ہے۔

> ز آہِ زمرۂ ابدال باید ت ترسید
> علی الخصوص اگر آہِ میرزا باشد

(مسیح موعودؑ)

لیکن کیا کیجئے معاملہ کلمہ گووں سے ہے۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اس لئے بجز رَبِّ اھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (اے رب میری قوم کو ہدایت کر تحقیق وہ بے علم ہیں) کے کیا کہا جائے
حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :۔

> ایکہ آگاہی ندارندت ز انوار درول
> در حق ما ہرچہ گوئی نیستی جائے عتاب

دوسری جگہ فرماتے ہیں :۔

> اے دل تو نیز خاطر ایناں نگہ دار
> کاخر کنند دعوائے حب پیمبرم

لیکن یہ افترا اور یہ اتہام اتنا سخت ہے کہ اگر اس سے اپنا دامن نہ بچایا گیا۔ تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ آگ سُلگے گی۔ اور پھر اس کے شعلے بے پناہ ہوں گے :۔

> گر یونہی روتا رہا غالب تو اے اہلِ جہاں
> دیکھ لینا بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں

یہ کیا غضب ہے کہ جو شخص غلام احمدؑ ہونے کا دعویدار ہو۔ اس پر یہ اتہام لگایا جائے۔ کہ وہ اپنے آقا سے بڑھ گیا۔

ہمارا شفیع وخاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم

کون آقا ؟ وہ آقا جس کی نسبت غلام احمدؑ کہتا ہے کہ :۔

"نوع انسان کے لئے اب زمین پر کوئی کتاب نہیں
مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول
اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔
سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے
نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی
بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔
اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر
ہوگی۔ بلکہ حقیقی نجات وہ ہے۔ کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی
دکھلاتی ہے۔
نجات یافتہ کون ہے وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا
سچ ہے اور محمدؐ رسول اللہ اس میں اور تمام مخلوق میں
درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے
ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے۔ نہ قرآن کے
ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔"

(کشتی نوح صـ۱۳ ۱۹۰۷ء)

اور پھر لکھتے ہیں:۔

"عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے۔ وہ یہی ہے
کہ خدا ایک اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے۔
اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔
اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں۔ مگر وہی جس پر بروزی طور
پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم

سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیج سے جُدا ہے۔"
(کشتی نوح صفحہ ۱۵ سنہ ۱۹۰۲ء)

کشتی نوح وہ کتاب ہے جو حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے لئے لکھی ہے۔ اور اس میں اپنی تعلیم کو جو وہ جماعت کو دینا چاہتے تھے بصراحت بیان کیا ہے۔ پس یہ وہ تعلیم ہے جو حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو دی ہے۔ اور جس پر بفضلہ جماعت احمدیہ کاربند ہے۔

مسیح موعودؑ کا تعنیہ عاشقانہ ترانہ

اور سنو! یہ معلّم جس نے اپنی جماعت کو یہ تعلیم دی ہے۔ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیا ترانہ گاتا ہے:۔

یا رسول اللہ توئی خورشید رہ ہائے ہُدیٰ
بی تو نارد رو براہے عارف پرہیزگار
یا نبی اللہ لب تو چشمۂ جاں پرورست
یا نبی اللہ توئی در راہِ حق آموزگار
آں یکے جوید حدیث پاک تو از زید و عمر
واں دگر خود از دہانت بشنود بے انتظار
زندہ آں شخصے کہ نوشد جرعۂ از چشمہ ات
زیرک آں مردیکہ کرد ست اتباعت اختیار
عارفاں را منتہائے معرفت علم رُخت
صادقاں را منتہائے صدق بر عشقت قرار

بے تو ہرگز دولت عرفاں نمے یابد کسے
گرچہ میرد در ریاضت ہا وجہد بے شمار
تکیہ بر اعمال خود بے عشق روبیت ابلہی است
غافل از روبیت نہ بیند روئے نیکی زینہار
در دمے حاصل شود نورے ز عشق روئے تو
کاں نہ باشد سالکاں را حاصل اندر روزگار
یا نبی اللہ فدائے ہر سر موئے تو ام
وقف راہ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار
اتباع و عشق روبیت از رہ تحقیق چیست
کیمیائے ہر دلے اکسیر ہر جانِ فگار
دل اگر خوں نیست از بہرت چہ چیز است آں دلے
ور نثار تو نہ گردد جاں کجا آید بکار
راغب اندر رحمتت یا رحمت اللہ آمدیم
اے کہ چوں ما بر در تو صد ہزار امیدوار
یا نبی اللہ نثار روئے محبوب تو ام
وقف راہت کردہ ام ایں سر کہ بردوش است بار
صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بے شمار
تاجدار ہفت کشور آفتاب شرق و غرب
بادشاہ ملک و ملت ملجاء ہر خاکسار
کامراں آں دل کہ زد در راہ او از صدق گام
نیک بخت آں سر کہ میدارد سر آں شہسوار

یا نبی اللہ جہاں تاریک شد از شرک و کفر
وقت آں آمد کہ بنمائی رُخ خورشید وار
بینم انوار خدا در روئے تو اے دلبرم
مست عشق روئے تو بینم دل ہر ہوشیار
اہل دل فہمند قدرت عارفاں دانند حال
از دو چشم شپراں پنہاں نور نصف النّہار
ہر کسے دارد سرے با دلبرے اندر جہاں
من فدائے روئے تو اے دلستان گلعذار
از ہمہ عالم دل اندر روئے خوبت بستہ ام
بر وجود خویشتن کردم وجودت اختیار
زندگانی چیست جاں کردن براہ تو فدا
رستگاری چیست در بند تو بودن صید وار
تا وجودم ہست خواہد بود عشقت در دلم
تا دلم دوران خوں دارد بتو دارو مدار
یا رسول اللہ بروبت عہد دارم استوار
عشق تو دارم ازاں روزے کہ بودم شیر خوار"

(از آئینہ کمالات اسلام ص۲۵ تا ص۳۳ ۱۸۹۳ء)

جان و مال اور ماں باپ سے پیارا نبی

پھر اس کی اس غیرت کو دیکھو۔ جو وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے رکھتا ہے۔ وہ ہندوستان میں دو بڑے مذاہب یعنی ہندو ازم اور اسلام میں

مصالحت کرانے کے لئے ایک پیغام لکھتا ہے اور اس میں اپنے نقطہ نظر کو قائم رکھ کر باہمی مصالحت کی تدابیر بتاتا ہے اور ہر ایک بات اس غرض کے لئے ماننے کو تیار ہے۔ مگر یہ گوارا نہیں کرتا۔ کہ اس کے آقا کی بے ادبی کیجائے۔ اس لئے للکار کر کہتا ہے:۔

"ہم شور زمین کے سانپوں اور بیابان کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔ ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جسمیں ایمان جاتا رہے"

(پیغام صلح ۲۵ رمئی ۱۹۰۸ء (ایک روز قبل وفات)

یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے ورنہ ساری عمر آپ کی اس در کی جاروب کشی میں گذری ہے۔ یعنی اپنی جان و مال کے ساتھ کوشش کی ہے کہ معاندین کے حملوں کو جو اسؐ ذات پر کئے جاتے رہے ہیں دفع کرکے اسؐ کے نام کی عظمت و جلال کو دنیا میں قائم رکھا جائے۔ اور اسؐ کے رخ روشن سے اس جہالت اور تاریکی کو دور کیا جائے جو دنیا پر چھائی ہوئی ہے۔ اور اس محبت کے جوش میں کہتا ہے:۔ ؎ "یا نبی اللہ فدائے ہر سر موئے توام

وقف راہ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار"

لوگ اسکو کافر و دجال، ضال، مضل کہتے ہیں۔ علماء اس کے خلاف فتوے شائع کرتے ہیں۔ مگر وہ عشق کا متوالا اپنے اس

جنون ذوالفنون میں دیوانہ وار کہنے لگتا ہے :-

۵ "بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم"

حضرات! حضور رسالت مآبؐ کے ایسے عاشق زار پر برنی صاحب نے اتہام باندھا ہے۔ کہ وہ حضرت سید المرسلین پر اپنے نفس کو فضیلت دیتا ہے۔ ع

یہ بے دردوں کی باتیں ہیں یہ بے مہروں کی بولی ہے

موجودہ امام جماعت احمدیہ کا عشق رسولؐ

یہ تو ہوئی حضرت مسیح موعودؑ کے عشق و محبت کی کیفیت اور تعلیم جو آپ نے اپنی جماعت کو دی ہے۔ اب آپ کے موجودہ خلیفہ صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ صاحب کے عشقِ رسولؐ کی کہانی خود ان کی زبانی سنیئے۔ فرماتے ہیں :-

" نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ اُسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم ؟ اُسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ وہ کیا جانے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی ہے۔

وہ میری جان ہے، میرا دل ہے، میری امید ہے، میرا مطلوب ہے۔ اسکی غلامی

میرے لئے عزت کا باعث ہے۔ اور اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھکر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا کا پیارا ہے۔ پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں۔ وہ اللہ کا محبوب ہے۔ پھر میں اس سے کیوں محبت نہ کروں وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے۔ پھر میں کیوں اس کا قرب نہ تلاش کروں۔ میرا حال مسیح موعودؑ کے اس شعر کے مطابق ہے

؎ بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم"

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۸۵ و ۱۸۶)

برنی صاحب کا ظلم میں کمال — اور — تحریف کی ایک اور نادر مثال

حضرات! آپ حضرت مسیح موعودؑ اور ان کے خلیفہ کے اس بے پایاں عشق و محبت کا ایک شمہ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جو ان دونوں کو حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اب جناب برنی صاحب کے ظلم کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ جو وہ ان عاشقان رسولؐ پر کرتے ہیں: اپنی لاجواب محققانہ کتاب "قادیانی مذہب" کی فصل دوم میں آپ نواں ذیلی عنوان بایں الفاظ قائم کرتے ہیں" حضرت سید المرسلینؐ پر فضیلت"۔ اور خدا سے نہیں شرماتے کہ کیا کر رہے

ہیں۔ اس عنوان میں جناب نے تین حوالے دئے ہیں - ایک "اعجاز احمدی" ص۷ کا دوسرا "سیرۃ الابدال" ص۱۹۳ کا تیسرا حوالہ "قادیانی ریویو جون ۲۹ء کا۔ لیکن ان سب حوالوں سے زیادہ اہم حوالہ وہ ہے۔ جو تتمہ کتاب کے ص۹۲ پر "ازالہ اوہام" ص۲۸۲ سے دیا گیا ہے۔ اور اس خاص اقتباس میں محقق صاحب یہودیوں کے بھی کان کاٹ لیتے ہیں۔ اقتباس حسب ذیل ہے:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونے کے موبمو منکشف نہ ہوئی۔ اور نہ دجال کے ستر باگ* گدھے کی اصلی کیفیت کھلی۔ اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی اور نہ دابۃ الارض ظاہر فرمائی گئی۔"

یہ اقتباس جس عبارت سے لیا گیا ہے وہ ایک طویل بیان اس شبہ کے جواب میں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئیاں فتن زمان آخر کے متعلق فرمائی ہیں۔ جیسے یاجوج ماجوج و دجال وغیرہ۔ وہ اپنے ظاہری معنوں کے ساتھ کیوں نہ سمجھی جائیں۔ اور ان کی تاویل کی کیا ضرورت ہے؟ اس سوال کے جواب میں آپ نے کچھ دلائل بیان کرکے ص۲۸۱ پر فرمایا کہ:-

"بہرحال ان تمام باتوں سے یقینی طور پر یہ اصول قائم ہوتا

حاشیہ *: برنی صاحب کی کتاب سے نقل مطابق اصل ہے۔ اصل عبارت میں لفظ "باع" ہے جو ایک پیمانہ ہے مطابق دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے محقق زبیر صاحب کو اصل کتاب دیکھنے سے کیا غرض ان کیلئے نقل کافی ہے۔ العجب

کے ہوتے ہیں وہ تو بلا شبہ اول درجے کے سچے ہوتے ہیں۔ مگر نبیوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ کبھی اجتہادی طور پر بھی اپنی طرف سے ان کی کسی قدر تفصیل کر لیتے ہیں۔ اور چونکہ وہ انسان ہیں۔ اس لئے تفسیر میں کبھی احتمال خطا کا ہوتا ہے لیکن امور دینیہ ایمانیہ میں اس خطا کی گنجائش نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کی تبلیغ میں منجانب اللہ بڑا اہتمام ہوتا ہے۔ اور وہ نبیوں کو عملی طور پر بھی سکھلائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بہشت و دوزخ بھی دکھایا گیا۔ اور آیات متواترہ محکمہ بینہ سے جنت اور نار کی حقیقت بھی ظاہر کی گئی ہے۔ پھر کیونکر ممکن تھا۔ کہ اس کی تفسیر میں غلطی کر سکتے۔ غلطی کا احتمال صرف ایسی پیشگوئیوں میں ہوتا ہے۔ جن کو اللہ تعالےٰ خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور مسائل دینیہ سے ان کا کچھ علاقہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک نہایت دقیق راز ہے۔ جس کے یاد رکھنے سے معرفت صحیحہ مرتبہ نبوت کی حاصل ہوتی ہے"

اس اصول کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما کر اصل سوال کے جواب میں صفحہ ۲۸۲ پر فرماتے ہیں:-

" اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج

ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ھی ہی ظاہر فرمائی گئی۔ اور صرف امثلہ قریبیہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوے کے ممکن ہے اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو۔ تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ اور ایسے امور میں اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں۔ تو شان نبوت پر کچھ حرف نہیں۔ مگر قرآن اور حدیث پر غور کرنے سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ تو **یقینی اور قطعی طور پر سمجھ لیا تھا**۔ کہ وہ ابن مریم جو رسول اللہ نبی ناصری صاحب انجیل ہے وہ ہرگز دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا۔ بلکہ اس کا کوئی مسمی آئے گا۔ مگر بباعث مماثلت روحانی اس کے نام کو خدا تعالےٰ کی طرف سے پائیگا۔"

اس پوری عبارت میں ابتدائی عبارت کو جس میں پیشگوئیوں کے متعلق ایک اصول بیان گیا تھا برنی صاحب نے بالکل ہاتھ نہیں لگایا۔ اس کے بعد اصل جواب جو سوال کا دیا گیا ہے اس میں سے یہ ابتدائی الفاظ" اس بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر" ترک کر دیئے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب اس امر کو" امکاناً" بیان کر رہے ہیں نہ کہ واقعتہً۔

پوری عبارت سے بخوبی واضح ہے کہ حضرت مرزا صاحب اس کے امکان کو **فرض** کرتے ہیں۔ کہ اس سے شان نبوت پر کوئی

حرف نہیں آتا۔ لیکن برنی صاحب نے نہ صرف ان صریح الفاظ کو بلکہ درمیان سے لفظ "ہو" کو بھی ترک دیا کہ پڑھنے والا یہ نہ سمجھ سکے کہ حضرت مرزا صاحب ایک واقعہ کا امکان فرض کر رہے ہیں۔ وہ یہ نہیں کہتے ہیں۔ کہ فی الواقعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک حقیقت کو نہ سمجھ سکے۔ جس کو میں سمجھ گیا۔ بلکہ وہ معترض کو یہ سمجھاتے ہیں۔ کہ کشوف بعض اوقات اجمالی طور پر صور و تمثلات کے ذریعہ سے سمجھائے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ امکان باقی رہتا ہے۔ کہ خارجی تمثلات کی عدم موجودگی کے عوام پر ان کی تفصیل یا اصل حقیقت ہو بہو منکشف کی جا سکے۔ لیکن برنی صاحب نے اس تمام عبارت کے نہ صرف ما لحق و ما سبق کو علیحدہ کر دیا۔ بلکہ وہ خاص الفاظ بھی ترک کر دئے۔ جن سے حضرت مرزا صاحب کا یہ منشاء واضح ہوتا ہے ملاحظہ ہو!

حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ :۔

"حقیقت کاملہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہو بہو منکشف نہ ہوئی ہو"

" ۔ ۔ ۔ ۔ گدھے کی اصل کیفیت نہ کھلی ہو"

"نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو"

"اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ھی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوٰے کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھا یا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں"

برنی صاحب نے اس حصے اول کے تین فقرات میں سے

لفظ "ہو" کو ساقط کر دیا اور چوتھے فقرے میں سے عبارت زیر خط کو نکال کر کے اقتباس کو اس طرح کر دیا ہے۔ کہ گویا حضرت مسیح موعودؑ نے بطور امر واقعہ کے یہ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ان امور کی کیفیت منکشف نہیں ہوئی۔ اور پھر اپنی طرف سے اس پر ایک فقرہ یہ بھی جڑ دیا (گویا یہ حقائق مرزا صاحب پر منکشف ہوئے) اور اس کے آگے کی عبارت جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بیان کر کے کہ "بالفرض امکاناً ایسا ہوا ہو تو اس سے شان نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا" اپنا ایقان حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے تفہیم دربارہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ظاہر کیا ہے چھوڑ دی ؛

پس ناظرین اس وضاحت کے بعد خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ آیا یہ اقتباس جو برنی صاحب نے اپنے تتمہ کتاب میں بعد تلاش مزید کے درج کیا ہے دیانت اور ایمانداری کیساتھ صحیح اقتباس ہی ؟

ایک ضروری عبارت جس سے بیان کی حقیقت واضح ہوتی ہے اور ضروری لفظ "ہو" جس سے صرف ایک "امکان" کا بیان ظاہر ہوتا ہے علانیہ عبارت سے نکال کر اور پھر ایک جگہ سے نہیں۔ تین جگہ سے نکال کر عبارت کو ایسا بنا دیا ہے جو امر واقعہ کے بیان پر دلالت کرتی ہے۔ کیا یہودیوں کی تحریف صحف سابقہ میں کچھ اس سے زیادہ تھی ؟

ترجمہ

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ۔	پس ہلاکت ہے ان کے لئے اس سے جو لکھا ان کے ہاتھوں نے۔ اور ہلاکت ہی ان کیلئے اس سے جو وہ کماتے ہیں (سورہ بقر ع ۹)

برنی صاحب کو چیلنج

اس دیانت اور تقویٰ پر برنی صاحب ہم پر یہ الزام لگانے کھڑے ہوئے ہیں۔ کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نعوذ باللہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھاتے ہیں یا یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے ایسا دعوے کیا تھا؟ فضیلت تو بڑی چیز ہے۔ ہم برنی صاحب کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ واضح عبارت حضرت مرزا صاحب کی ایسی بتا دیں۔ جس میں آپ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے برابری کا ہی دعوے کیا ہو۔ تو ہم ان کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہم اپنے عقیدہ سے توبہ کر لیں گے اور ان کو پانچسو روپیہ بطور جرمانہ ادا کریں گے۔ اگر دم ہو۔ تو برنی صاحب اس چیلنج کو قبول کر کے میدان میں آ جائیں ورنہ خدا کے غضب سے ڈریں ؎

اس چیلنج کے قبول کرنے کے لئے یہ ملحوظ خاطر رہے کہ محض ایسا مفہوم جیسا کہ برنی صاحب موجودہ اقتباسات سے پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ قابلِ تسلیم نہ ہو گا۔ اس لئے کہ کسی عقیدہ کے ثابت کرنے کے لئے صاف اور صریح حکم ہونا چاہیئے نہ کہ مفہوم جو کوئی مخالف کسی عبارت سے بتاویل و بہ تکلف کتر و بیونت کر کے اخذ کرے؟ حضرت مسیح موعودؑ کی پوری عبارت بصراحت ہم نے ناظرین کے سامنے رکھ دی ہے۔ اس میں کونسا لفظ ایسا ہے۔ جس کی بنا پر یہ کہا جا سکے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فضیلت چھوڑ برابری کا

ہی دعوے کیا ہے۔ اور جو کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فتن زمان آخر کی پیشگوئیوں کی نسبت بیان کیا ہے۔ اگر وہ قابل التفات نہ بھی سمجھا جائے۔ تب بھی اس سے حضرت مسیح موعودؑ کی فضیلت تو ظاہر نہیں ہوتی۔

اخبار آئندہ تاویل و تعبیر طلب ہوتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ احادیث نبوی صلعم میں جو علامات و تفصیلات دجال و خر دجال و یاجوج و ماجوج وغیرہ کے متعلق آئی ہیں۔ وہ سب کی سب صحیح اصول تاویل و تعبیر کے مطابق پادریوں یا اقوام یورپ و ریل وغیرہ پر منطبق ہوتی ہیں۔ اور یہ صرف حضرت مسیح موعودؑ کا خیال اور رائے نہیں۔ بلکہ دوسرے علماء کا بھی یہی خیال ہے۔ چنانچہ حکیم محمد حسن صاحب امروہوی نے اپنی تفسیر "غایۃ البرہان فی تاویل القرآن" کے مقدمہ میں دجال و خر دجال۔ یاجوج و ماجوج کے متعلق اور ایک رسالہ مسمیٰ "آثار محشر" مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ ۱۳۱۰ھ میں بھی ہماری تشریحات کی تائید کی ہے۔

ابھی حال ہی میں اخبار "سچ" لکھنؤ میں مولوی عبد اللہ شاہ صاحب حیدر آبادی نے "یورپ اور اسلام" کے عنوان سے ایک سلسلہ مضامین میں انہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔

پس ان واقعات کو پیش نظر رکھ کر اگر یہ کہا جائے کہ احادیث نبویہ میں جو کچھ فرمایا گیا ہے۔ وہ بوجہ کسی نمونے کے موجود نہ ہونے کے استعارہ اور تعبیر طلب امر ہے۔ تو اس میں کہنے والے کی

کیا فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ العجب ! ثم العجب !!

برنی صاحب کی خوش فہمی

اس کے بعد ہم عنوان نمبر ۹ فصل دوم کے دیگر حوالجات کی تنقید کرتے ہیں۔ پہلا حوالہ اس عنوان کے تحت ص۴۹ میں "اعجاز احمدی" کے ایک عربی شعر کا ہے جو یہ ہے :-

ع "لَہٗ خسف القمر المنیر وان لی
غسا القمران المشرقان اتنکر"

ترجمہ جو برنی صاحب نے دیا ہے وہ یہ ہے :-

"اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا۔
اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار
کرے گا۔"

ہم پوچھتے ہیں۔ اس میں کون سا لفظ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی فضیلت کے اظہار کے لئے لکھا ہے۔ یہ کہنا کہ میرے لئے چاند اور سورج دونوں کو گرہن ہوا کیا وجہ فضیلت ہے ؟ کیا وہ شخص جو اپنے دعوے کی تائید میں دو گواہ پیش کرے اس سے افضل ہو سکتا ہے۔ جس کا دعوےٰ صرف ایک گواہ سے ثابت قرار پائے؟ جو دعوےٰ ایک گواہ سے ثابت قرار پائے۔ وہ تو زیادہ قوی اور روشن ثابت ہوا بہ نسبت اس دعوےٰ کے کہ جس کے لئے دو گواہوں کی ضرورت پڑے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب کیلئے شمس و قمر کو کسوف خسوف ہوا۔ تو اس سے حضرت مرزا صاحب

کو آنحضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کون سی فضیلت ہو گئی؟

ایک زیادہ معزز اور ایک زیادہ قابل اعتماد آدمی کی بات بھی کافی ہو جاتی ہے۔ اور وہ جب کوئی تائیدی شہادت بھی پیش کر دے خواہ ایک ہی گواہ کی سہی۔ تو وہ دوسروں کی بہت سی شہادات پر بھاری ہوتی ہے۔ اس معمولی سی صاف بات کو برنی صاحب نے جن کو ایل ایل بی ہونے کا دعوے ہے کیسا ٹیڑھا کر دیا ہے۔ اگر وہ اس شعر کے ماقبل اشعار کو بھی ملاحظہ فرما لیتے۔ تو اس اتہام و بہتان کی ذمہ واری سے بچ جاتے۔ وہ اشعار حسب ذیل ہیں:۔

"وانی ورثت المال مال محمد

اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کا وارث بنایا گیا ہوں

فما انا الا آلہ المتخیر

پس اس کی آل برگزیدہ ہو جس کو ورثہ پہنچ گیا

وکیف ورثت ولست من ابناءہ

اور میں کیونکر اس کا وارث بنایا گیا جبکہ میں اسکی اولاد میں سے نہیں ہوں

ففکروا ھل فی حزبکم منفکر

پس اس جگہ فکر کرو کیا تم میں سے کوئی فکر کرنیوالا نہیں

انزعم ان رسولنا سید الوری

کیا تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

علی زعم شانئہ توفی ابتر

بے اولاد ہونے کی حالت میں وفات پائی جیسا کہ دشمن بدگو کا خیال ہے

فلا والذی خلق السماء لاجلہ
مجھے اس کی قسم جس نے آسمان بنایا کہ ایسا نہیں
لہ مثلنا ولد الی یوم یحشر
بلکہ ہمارے نبی صلعم کے لئے میری طرح اور بھی بیٹے ہیں اور قیامت تک ہونگے
وانا ورثنا مثل ولد متاعہ
اور ہم نے اولاد کی طرح اس کی وراثت پائی
فای ثبوت بعد ذالک یحضر
پس اس سے بڑھکر اور کون سا ثبوت پیش کیا جائے "

(اعجاز احمدی صفحہ)

برنی صاحب کے دل کی کجی

اصل میں برنی صاحب نے شعر کا مفہوم سمجھنے میں بوجہ لفظی ترجمہ کے غلطی کی ہے یہ اصح ہے کہ شعر میں الفاظ "لہ خسف القمر" ہیں یعنی جو رسالت مآب کا معجزہ شق القمر ہے وہ حضرت رسالت مآب کا قادرانہ معجزہ تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جو کسوف خسوف ۱۳۱۱ھ میں واقع ہوا۔ وہ حضرت مرزا صاحب کا کوئی معجزہ نہیں تھا۔ بلکہ وہ پیشگوئی تھی جو احادیث میں بطور علامت ظہور مہدی بیان کی گئی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی جانب "غسا القمران" سے اشارہ کیا ہے۔ ورنہ حضرت مسیح موعودؑ کا منشاء ہرگز یہ نہیں کہ وہ یہ کہہ کر حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے صرف چاند کو گرہن ہوا کوئی فضیلت کا ادعا کریں ؎

ہماری اس رائے کی تائید ان اشعار ماقبل سے بخوبی ہوتی ہے۔ جن کو ہم نے اوپر نقل کر دیا ہے۔ پس ان اشعار اور نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کھلی کھلی تعلیم کی موجودگی میں جو آپ نے اپنی جماعت کو دی۔ اور جس کو ہم نے "کشتیٔ نوح" سے اقتباس کر کے درج کر دیا ہے ایک شعر کا غلط مفہوم لے کر یہ الزام لگانا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت سید المرسلینؐ پر فضیلت کا ادعا کیا ہے محض اتہام ہی رہ جاتا ہے۔

محکمات کی موجودگی میں متشابہات سے وہی لوگ دلیل پکڑ سکتے ہیں۔ جن کے قلوب میں زیغ و کجی موجود ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی

جو تعلیم حضرت مسیح موعودؑ نے دی ہے۔ وہی تعلیم آپ کی ابتدار سے انتہا تک رہی۔ چنانچہ آپ "حقیقۃ الوحی" مطبوعہ ۱۹۰۸ء میں فرماتے ہیں:-

"اب وہ زمانہ آگیا ہے۔ جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول **محمد عربی** جس کو گالیاں دی گئیں جس کے نام کی بے عزتی کی گئی۔ جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں۔ وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے۔ اس کے قبول میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا۔ اس کے **غلاموں اور خادموں میں سے ایک میں ہوں**"

کشتئ نوح سے ایک فقرہ اور نقل کرتا ہوں۔ جس سے وہ نسبت ظاہر ہو گی۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ فرماتے ہیں :-

"کیا مرتبہ ہے اس پاک رسول کا جس کی **غلامی کی طرف میں منسوب کیا گیا**" (۱۹۰۲ء)

ان صاف اور واضح بیانات سے برنی صاحب کے اتہام کی نوعیت بخوبی ثابت ہو جاتی ہے۔

غلط حوالہ اور مسلّماتِ علمائے سے ناواقفیت

اس کے بعد دوسرا حوالہ اس میں "سیرۃ الابدال" ص۱۹۳ کا دیا گیا ہے۔ حالانکہ "سیرۃ الابدال" صرف سولہ ۱۶ صفحہ کا ایک بڑی تقطیع کا رسالہ ہے۔ اس میں ایک سو ترانوے ۱۹۳ صفحات کہاں سے آئے۔ اور نہ ہی وہ عبارت جس کا اقتباس جناب فاضل اجل برنی صاحب نے دیا ہے۔ اس کتاب میں موجود ہے۔ البتہ وہ فقرہ "خطبہ الہامیہ" کے صفحہ ۱۹۳ پر موجود ہے۔

پوری عبارت جس سے مطلب سمجھ میں آسکے اس طرح ہے جو اصل عربی عبارت کا ترجمہ ہے :-

"خدا نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ جبکہ آخری زمانہ میں بڑا بھاری فتنہ اور بلا قیامت سے پہلے ظاہر ہو گی۔ تو اُن دنوں اپنی طرف سے اپنے دین کی مدد اور تائید فرمائے گا۔ اور ان دنوں میں **اسلام بدر کامل کی طرح ہو جائیگا**۔

اور اسی کی طرف اشارہ ہے اس قول میں و نفخ فی الصُّور فجمعنا ھم جمعًا۔ اور اس آیت سے ایک بڑے فتنے کی خبر دی جہاں فرمایا ہے۔ تر کنا بعضھم الخ پھر نفخ فی الصور الخ کے قول سے بشارت دی۔ کہ اس پراگندگی کے بعد جمعیت حاصل ہوگی۔ پس یہ جمعیت حاصل نہ ہوگی مگر بدر کی صدی میں۔ تاکہ صورت اپنے معنے پر دلالت کرے۔ جیساکہ پہلے نصرت بدر میں وقوع میں آئی۔ پس یہ دو خوشخبریاں مومنوں کے لئے ہیں اور موتی کی طرح کتابِ مبین میں چمکتی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریمؐ کے زمانہ میں گذر گیا۔ اور دوسری فتح باقی رہی۔ کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے۔ اور مقدر تھا۔ کہ اس وقت مسیح موعود کا وقت ہو۔"

اس ترجمہ کو سامنے رکھ کر "خلاصۃ التفاسیر" جلد ۴ صفحہ ۲۴۵ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ کی بھی ایک عبارت ملاحظہ فرمایئے جو آیت هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (سورہ فتح ع۲۶) کے تحت لفظ لِیُظْهِرَهٗ کی تفسیر ہے:—

"لِیُظْهِرَهٗ - غالب کرے دلائل یا شمشیر سے اور ابتدار اس غلبہ کی بدر سے ہے۔ اور صحابہ کی خلافت میں درجہ

وسطہ قائم ہوا۔ اور انشاء اللہ **امام مہدی** پر تکمیل و
اتمام ہوگی۔"

اور تقریباً یہی منشاء اس آیت کا تفسیر "غایۃ البرہان فی تاویل
القرآن" مرتبہ مولوی محمد حسن صاحب امروہوی جلد ۲ صفحہ ۵۱۵ مطبوعہ
ریاض امروہہ میں بیان کیا گیا ہے۔ تفسیر مذکور کے الفاظ یہ ہیں:۔

"وہ ایسا ہے کہ بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے
ساتھ۔ تاکہ ہزار سال تک اول و بعد کو **مسیح** سے غلبہ
کرے اس کو کل دین پر۔"

ان حوالوں سے ہم کو یہ بتانا مقصود ہے کہ اہل سنت والجماعت
اس امر پر متفق ہیں کہ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى
وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (سورہ الصف ع)
کی تفسیر کے مطابق دین کا غلبہ مہدی و مسیح موعودؑ کے وقت پر
پر موقوف اور مقدر ہے۔

اور یہی منشاء حضرت مرزا صاحب کے "خطبہ الہامیہ" کے اس
فقرہ کا ہے۔ جس کا نامکمل اقتباس برنی صاحب نے دیا ہے۔
جس سے قطعاً مسیح موعودؑ کی فضیلت حضرت رسولِ خدا صلی اللہ
علیہ وسلم پر ظاہر نہیں ہوتی۔

پس ایسے واضح حوالجات سے قائل کے منشاء کے خلاف
برنی صاحب کا یہ ادعاء کہ مرزا صاحب حضرت سید المرسلینؐ
پر فضیلت کے دعویدار ہیں۔ سوائے ایک اتہام اور افتراء
کے کچھ نہیں ؎

برنی صاحب کی علمی تحقیق کا نمونہ

بارھواں حوالہ قادیانی ریویو جون ۲۹ سنہ کا ہے۔ مگر قادیانی ریویو نہ تو ہماری کسی کتاب کا نام ہے۔ نہ رسالہ کا۔ البتہ "ریویو آف ریلیجنز" ایک رسالہ قادیان سے ضرور نکلتا ہے۔ اس لئے ہم نے احتیاطاً اس کل رسالہ کو دیکھ لیا۔ ہم کو تو یہ عبارت جون ۲۹ سنہ کے رسالہ میں ملی نہیں اور برنی صاحب نے صفحہ کا حوالہ بھی نہیں دیا۔ پرچہ مذکور میں جو مضامین ہیں۔ ان کی فہرست یہ ہے:-

(۱) یورپ میں امم اسلامیہ اور عورت ...... از شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

(۲) غیر مذاہب کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم } ... چوہدری فتح محمد صاحب سیال کے نوٹس

(۳) توحید باری تعالےٰ کے متعلق آنحضرت صلعم کی تعلیم } از سکرٹری ترقی تعلیم

ان تینوں میں سے کسی میں بھی نہ وہ مضمون ہے جو برنی صاحب کے اقتباس سے ظاہر ہے اور نہ وہ الفاظ یا اس کا منشاء ہے پس یا تو یہ اتہام ہے یا پھر حوالہ غلط دیا ہے۔ اس لئے اس کے متعلق ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔

اس ضمن میں یہ امر بھی ضرور غور طلب ہے کہ ۱۹۲۹ء میں حضرت مرزا صاحب تو موجود نہ تھے۔ اس لئے یہ مضمون یقیناً حضرت مرزا صاحب کا نہیں ہو سکتا۔ اور مزید براں نہ ہم برنی صاحب پر حسن ظنی کر سکتے ہیں نہ اس حوالہ پر مزید توجہ کی ضرورت سمجھتے ہیں:

امّت میں مسیح موعودؑ کی فضیلت مسلّمہ ہے

اس فصل میں اہم عنوان نمبر ۹ تھا۔ جس پر ہم بفضلہ کافی طور پر بحث کر چکے ہیں۔ فضیلت کے دیگر عنوانات پر کچھ تفصیلی بحث کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی:-

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ امت محمدیہ میں بعد حضرت ختمی مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے مسیح موعود اور مہدی معہود افضل ہونگے اور اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ دیکھئے "آثار القیامۃ فی حج الکرامۃ" مؤلفہ نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم۔ مطبوعہ مطبع شاہجہانپور ص۴۲۷۔ اس لئے جہاں تک امت محمدیہ کے اندر فضیلت کا مسئلہ ہے۔ اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں:

برنی صاحب کی علمی دیانت کی ایک اور مثال

البتہ جملہ انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کا مسئلہ قابل غور ہے۔ اس لئے ہم امت محمدیہ کے صلحاء اور اولیاء پر فضیلت کے مسئلہ سے قبل انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کے مسئلہ کو جانچیں گے۔ اس لحاظ سے عنوان نمبر ۵ پر پہلے غور کیا جاتا ہے۔ جو حسب ذیل الفاظ میں برنی صاحب نے قائم کیا ہے۔ "تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت"۔ اور اس عنوان کے تحت حضرت مرزا صاحب کے دو اشعار اور ایک فقرہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اشعار مذکور یہ ہیں:-

۵ "انبیاء گرچہ بودہ اند بسے   من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داد ست ہر نبی را جام   داد آں جام را مرا بتمام"

ناظرین خود غور فرمائیں۔ کہ کیا ان اشعار سے تمام انبیاء پر حضرت مرزا صاحب کی فضیلت کے ادعاء کا کوئی شائبہ بھی پایا جاتا ہے؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو دیگر انبیاء کے برابر بیان کیا ہے۔ تو اگر واقعی حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے مسیح موعود ہیں تو اس بیان سے کہ میں دوسرے انبیاء سے **عرفان** میں کم نہیں ہوں کیا غیر معمولی بات ہے؟

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (سورہ آل عمران آخر)　　یعنی ہم نہیں فرق کرتے ہیں اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان۔

یہ ایک صاف ہدایت ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مرزا صاحب نے اپنے اس دعوے کو کہ وہ عرفان میں کسی نبی سے کم نہیں ہیں۔ اسی سلسلۂ اشعار میں اس طرح بیان کر دیا ہے۔ کہ سب کچھ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اور انہی کے لئے ہے۔

جیسا کہ فرماتے ہیں:- ؎

"وارث مصطفےٰ شدم بہ یقیں　　شدہ رنگیں برنگ یار حسیں
لیک آئینہ ام زرب غنی　　از پئے صورت مہ مدنی"

مگر دیانت ملاحظہ ہو۔ کہ برقی صاحب نے ان آخری اشعار کو چھوڑ دیا ہے تا حقیقت پر پردہ رہے اور احمدیوں سے منافرت بڑھے۔

غرض اشعار زیر قلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کا اعلان ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب جو کچھ ظاہر کر رہے ہیں وہ تمام و کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کا عکس ہے۔

جس طرح آئینے میں چاند کا عکس ہوتا ہے۔ تو اگر کوئی فضیلت ہے تو چاند کو نہ کہ آئینہ کو:

انبیاء علیہم السلام کے متعلق ہمارا عقیدہ

اس توجیہہ کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کے ان خیالات کو بھی سُن لیجئے۔ جو آپ انبیاء علیہم السلام کی نسبت رکھتے ہیں:

"ہر رسولے آفتاب صدق بُود — ہر رسولے بُود مہرے انورے
ہر رسولے بود ظلّ دیں پناہ — ہر رسولے بود باغ مثمرے
گر بدنیا نامدے ایں خیل پاک — کار دیں ماندے سراسر ابترے
ہر کہ شکے بعث شاں نارد بجا — ہست او آلائے حق را کافرے
آں ہمہ از یک صدف صد گوہر اند — متحد در ذات و اصل گوہرے
اوّل آدم آخر شاں احمدؐ است — اے خنک آنکس کہ بیند آخرے
انبیاء روشن گہر ہستند لیک — ہست احمدؐ زاں ہمہ روشن ترے
آں ہمہ کانِ معارف بودہ اند — ہر یکے از راہ مولیٰ مخبرے

سخت چالاکی، ایک حوالے سے دو مطلب، علم کی ہتک،

اسی طرح دوسرا حوالہ جو "خطبہ الہامیہ" کا ہے کسی نبی پر فضیلت کا اظہار نہیں کرتا۔ برنی صاحب نے ص۱۸۰ خطبہ الہامیہ کا صفحہ غلط دیا ہے یہ عبارت ص۳۵ پر ہے اور وہ پوری عبارت جس سے برنی صاحب نے صرف یہ ایک فقرہ "میرا قدم ایک مینار پر ہے جس پر بلندی ختم کی گئی" لے کر تمام انبیاء پر فضیلت کا الزام لگایا ہے۔ حسب ذیل ہے:-

"میں ولایت کے مقام کو ختم کرنیوالا ہوں۔ جیسا کہ ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنیوالے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء

ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔ اور میں اپنے خدا کیطرف سے تمامتر قوت اور برکت اور عزت کیساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور یہ میرا قدم ایک ایسے منار پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔"

اس پوری عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ اولیاء پر اپنی فضیلت کا اظہار کر رہے ہیں نہ کہ انبیاء پر۔ چنانچہ اس عبارت کا حوالہ خود برنی صاحب نے ص۵۴ پر زیر عنوان نمبر ۱۵ "امت محمدیہ کے تمام اولیاء پر فضیلت" دیا ہے۔

کیا عجیب بات ہے کہ جناب برنی صاحب ایک ہی حوالہ سے تمام انبیاء پر فضیلت کا الزام لگاتے ہیں اور دوسری طرف صرف اولیاء پر فضیلت ظاہر کرتے ہیں اور چالاکی یہ کی ہے۔ کہ جہاں تمام انبیاء پر فضیلت ظاہر کرنا چاہی ہے۔ وہ صرف آخری فقرہ نقل کر کے ص۱۸ کا حوالہ دیا ہے جو محض غلط ہے۔ اور دوسری جگہ جب وہ اولیاء پر فضیلت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس فقرہ سے اوپر کی عبارت کا جس کو ہم نے اوپر نقل کیا ہے حوالہ دیکر ص۳۵ کی نشاندہی کرتے ہیں جو کہ صحیح حوالہ ہے یہ کیوں ؟ اس لئے کہ جانتے ہیں کہ ان کے بیان پر اعتماد کر کے کوئی موافق تو اس کو جانچے گا نہیں۔ اس طرح اس اعتماد سے وہ حضرت مرزا صاحب پر اپنا عائد کردہ الزام ثابت کر دینگے۔ یہ وہ چالاکی اور دسیسہ کاری ہے۔ جس سے پوری کتاب میں کام لیا گیا ہے کہ ایک عبارت کے ایک فقرہ سے ایک مطلب اور دوسرے سے دوسرا مطلب نکالنا چاہا۔ افسوس!

حضرت ابن سیرین کا قول

جیسا کہ ہم فصل اول میں واضح کر چکے ہیں جناب برنی صاحب نے اپنی کتاب کے تتمہ

ص۹۰ میں اس عنوان کے تحت "کلمۃ الفصل" اور "حقیقۃ النبوۃ" کے چند حوالے مزید دئے ہیں۔ ان میں کوئی حوالہ حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کا نہیں:
حضرت مرزا صاحب کی کتاب کے بس یہی حوالے تھے اور ہمارے لئے ضروری نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب کے علاوہ بقیہ تمام احمدیہ لٹریچر کے حوالجات پر کوئی بحث کریں۔ صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ "کلمۃ الفصل" حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی کوئی کتاب نہیں۔ البتہ "حقیقت النبوۃ" ان کی کتاب ہے اور اس کتاب کا جو اقتباس برنی صاحب نے دیا ہے۔
اس کا آخری فقرہ "بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا"۔ امام محمد بن سیرین کے اس فقرہ کے مطابق ہے جو مہدیؑ کی شان میں آپ نے لکھا ہے کہ "قَدْ کَادَ یفضل علی بعض الانبیاء" ترجمہ:۔ وہ تو بعض نبیوں سے بھی بڑھنے لگا ہے) (آثار القیامۃ فی حجج الکرامہ ص۳۸۶)
اور "حقیقۃ النبوۃ" میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تفضیلت کا اظہار مقصود ہے نہ کچھ اور:

حاشیہ نمبر(۱) برنی صاحب نے اپنے رسالہ کے ص۶۳ پر "کلمۃ الفصل" "عقائد محمودیہ" مصنفہ میرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان" کا حوالہ دیا ہے حالانکہ پہلی تصنیف حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے قلم سے ہے اور دوسری کتاب قادیانی جماعت کے مخالف مولوی مدثر شاہ غیر مبائع کی تصنیف ہے۔
واضح رہے کہ برنی صاحب نے "کلمۃ الفصل" سے اپنے رسالہ میں چار حوالے دئے ہیں۔ ص۹۰ پر اس کے ۱۱۷۔ اور ۹۱ پر ۱۱۳۔ اور ۶۳ پر ۱۸۵۔ اور ۸۰ پر ۱۴۶ صفحات دئے ہیں۔ مگر یہ رسالہ محض ۹۳ صفحہ پر طبع ہوا ہے۔ ایسا ہی آپ نے

برنی صاحب کا تصرف دو کتابیں ملا کر ایک نام

حوالہ بلا صفحہ

چھٹا عنوان حضرت آدم پر فضیلت کے متعلق ہے۔ لیکن اس میں حوالہ "خطبہ الہامیہ سیرۃ الابدال"[۲] کا ہے۔ لیکن یہ دونوں دو علیحدہ علیحدہ کتابیں ہیں۔ اور اس میں صفحہ کا حوالہ نہیں۔ اس لئے ہم کو حوالہ تلاش کرنے میں بڑی دقت کا سامنا ہوا۔ ہم شاید اسکو یونہی چھوڑ دیتے لیکن مشکل یہ آپڑی کہ اس عنوان میں کوئی دوسرا حوالہ بھی نہیں تھا۔ جس پر ہم بحث کر سکتے اور چونکہ الزام سنگین ہے۔ اس لئے اسکو کلیۃً نظر انداز بھی نہیں کر سکتے تھے۔ بمشکل تمام یہ عبارت "خطبہ الہامیہ"

بقیہ حاشیہ[۱]:۔ ص۲۴ پر سراج منیر کے صفحہ ۳۵۲ کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ کتاب محض .. اصفحات پر طبع ہوئی۔ ص۵۵ پر "برکات خلافت" کے جناب برنی صاحب نے ۶۰۵ صفحہ کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ یہ مطبوعہ تقریر محض ۱۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ص۴۹ پر "سیرۃ الابدال" کے ۱۹۳ صفحہ کا حوالہ دیا ہے حالانکہ اس کتاب کے صرف بڑی تقطیع کے ۱۶ صفحات ہیں + اس سے اور ایسے ہی دوسرے حوالہ جات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ لائق محاسب "قادیانی مذہب" نے ہماری کتابیں پڑھنا تو در کنار ان کو دیکھا بھی نہیں :۔

حاشیہ نمبر (۲) برنی صاحب نے حوالے دینے میں جو کمال دکھایا ہے۔ اس کی ایک مثال برنی صاحب کے رسالہ کے ص۶۷ پر ہے۔ جہاں ایک جگہ "آئینہ کمالات اسلام" کے ص۵۴۷ کا حوالہ دے کر ایک عبارت نقل کی ہے۔ پھر اسی عبارت کا مفہوم الفاظ بدلکر بلا حوالہ صفحہ محض آئینہ کمالات اسلام

کے ٹائٹل پیج کے صفحہ ت کے حاشیہ پر ملی جو درج ذیل ہے :-

"ان اللہ خلق آدم وجعلہ سیداً وحاکما و وامیرا علی کل ذی روح من الانس والجان کما یفہم من آیۃ اسجدوا لآدم ثم ازلہ الشیطان واخرجہ من الجنان ورد الحکومۃ

بقیہ حاشیہ ۲

لکھ کر بطور دوسرے جداگانہ اقتباس کے پیش کر دیا ہے۔ اور یہ نہیں ظاہر ہونے دیا۔ کہ اصل عبارت عربی ہے۔ مؤلف نے اردو ترجمہ نہیں دیا۔ نہ یہ پتہ لگنے دیا ہے کہ ترجمہ برنی زاد ہے۔ جس کا اصل متن سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو :-

قادیانی مذہب ص۶۷ "مرزا صاحب کی زبان"	آئینہ کمالات اسلام کی اصل عبارت
میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے۔ اور میری دعوت کی تعریف کرتا ہے مگر بدکار رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷)	"تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون۔ ترجمہ :- مذکورہ بالا کتب کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا

الیٰ هٰذا الثعبان ومس ادمذلّةٌ وخزی
فی هٰذہٖ الحرب والهوان وان الحرب
سجالٌ ولا تقیاء مآل عند الرّحمٰن
فخلق الله المسیح الموعود لیجعل

بقیہ حاشیہ ۲

"سب مسلمانوں نے مجھے مان لیا مگر بدکار اور فاحشہ عورتوں کی اولاد نے نہیں مانا۔
(آئینہ کمالات اسلام)"

ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور مجھے قبول کرتا ہے۔ اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر ہدایت سے دُور لوگ جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کردی وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔"
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷-۵۴۸)

اصل عبارت میں تلک کتب - کل مسلم - ذریۃ البغایا تین الفاظ قابل توجہ ہیں۔

اسی صفحہ پر چند سطور پہلے حضرت فرماتے ہیں:۔"اجادل البراهمة والقسّیسین" یعنی میں ہندوؤں اور پادریوں سے مباحثات کرتا ہوں۔ پھر ذرا آگے "براہین احمدیہ"۔ "سرمہ چشم آریہ" اور "آئینہ کمالات اسلام" کا ذکر کرکے تلک کتب کے عین متصل پہلے فرمایا۔ هو نافع جداً للذین یریدون ان یروا حسن

الھزیمۃ علی الشیطان فی آخر الزمان
وکان وعداً مکتوبا فی القرآن"

اس کا ترجمہ یہ ہے :-

خدا تعالےٰ نے آدم کو پیدا کیا اور انہیں انس و جان کے ہر ذی روح پر امیر و حاکم اور سردار مقرر فرمایا۔ جیسا کہ آیت اسجدو لآدم (آدم کو سجدہ کرو) کا مفہوم ہے۔ پھر شیطان نے آپ کو پھسلایا۔ اور جنت سے نکالنے کا باعث ہُوا۔ اور

بقیہ حاشیہ ۲

الاسلام ویکفون افواہ المخالفین"۔ یعنی یہ کتاب بہت مفید ہے ان لوگوں کے لئے جو اسلام کی خوبیاں دیکھنا چاہتے ہیں اور مخالفین اسلام کا مُنہ بند کرنا چاہتے ہیں"۔ اب اس عبارت کے معنی صاف ہیں۔ "تلک کتب" سے مراد تصانیف مشتمل بر محاسن اسلام ہیں نہ کہ میری کتابیں۔ "کل مسلم" اپنے تئیں اسلام کی طرف منسوب کرنے والا ہر فرد نہ کہ صرف احمدی۔ اور "ذریۃ البغایا" سے مراد ہدایت سے دُور (تاج العروس) دشمنان اسلام جن کے قلوب پر اللہ نے مہریں کر دی ہیں۔ واضح رہے کہ یہ کتاب برنی صاحب کے مزعومہ دور اول کی اور ۱۸۹۳ء کی تالیف ہے + یہ ہے برنی صاحب کے تصرف کا حال۔ اس کی ایک اور مثال۔ ان کا باطل خیال۔ غریب کم علم لوگوں کے لئے جال۔ اور حق کو دبانے کی ایک چال۔ جو انشاء اللہ ایک دن ضرور لائیگی ان پر وبال :-

حکومت اس اژدہا کو لوٹا دی گئی۔ اور حضرت آدم کو
اس کی ذلت اور رسوائی نے چھوا۔ مگر چونکہ لڑائی سجال
کی طرح ہوتی ہے (کبھی کوئی فتح پاتا ہے اور کبھی کوئی)
اور خدا کے نزدیک انجام متقیوں کے لئے ہوتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تا شیطان کو آخری
زمانہ میں شکست ہو۔ اور یہ وعدہ قرآن میں لکھا ہوا ہے"۔

معلوم نہیں ہوتا کہ اس عبارت میں کون سا لفظ فضیلت کا ہے۔ کیا یہ بات کہ شیطان نے پہلے آدم کو شکست دی اور بعد اس کا انتقام مسیح موعودؑ نے لیا کوئی فضیلت کی بات ہے۔ کیا جناب برنی صاحب یہ رائے رکھتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے آباء و اجداد کا انتقام کسی شخص سے لے۔ تو وہ اپنے آباؤ اجداد سے افضل ہو جاتا ہے؟

خود اس حوالہ کی پوری عبارت جس میں سے زیر خط عبارت کو برنی صاحب نے چھوڑ دیا ہے اس بات کو ظاہر کرتی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب حضرت آدم علیہ السلام کو ہر ذی روح کا سردار بتاتے ہیں۔ یہ کیسے تعجب کی بات ہے کہ اس عبارت سے اعراض کر کے برنی صاحب محض اس وجہ سے کہ مسیح موعودؑ کو شیطان سے اس شکست کا انتقام لینے والا بتایا گیا ہے۔ جو حضرت آدم کو شیطان سے ہوئی ہے۔ مسیح موعودؑ کی فضیلت ثابت کرتے ہیں۔ جس کا فی نفسہ کوئی ادعاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ تھا:

علمائے اہلسنت کی آراء

پھر یہ ذوق اور وجدان کی باتیں ہیں نہ کہ ظاہری عقلیہ و نقلیہ - جو استعارات اور اشارات سے پُر ہیں۔ اس لئے یہ نہ اعتقادی چیزیں ہیں نہ ایمانیات میں داخل ہیں پس اس قسم کی تحریرات کی بنا پر کسی الزام کی بنیاد سوائے سخت ترین معاند کے کون رکھ سکتا ہے۔ خصوصاً جبکہ قائل کسی فضیلت کا مدعی نہ ہو اور یہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ خود حضرت مرزا صاحب ہی کی رائے نہیں ہے بلکہ بعض علمائے اہلسنت والجماعت بھی حضرت مرزا صاحب کے ہم رائے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو "غایۃ البرہان فی تاویل القرآن" مطبوعہ مطبع ریاض امروہہ ۱۳۱۸ھ زیر آیت وقلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو (سورہ بقرہ ع ۴)

"اور فرمایا ہم نے کہ اترو اپنے درجہ سے اس حالت میں کہ بعض تمہارے بعض کا دشمن ہے۔ پس شیطان نے کہا کہ مجھ کو اسکی اولاد کے بہکاؤ کے لئے مہلت ملے سوائے ان کے جو تیرے عباد مخلص ہیں یعنی گروہ متقین و اہل اسلام ہیں۔ تو اس کو اجازت ملی جیسے درس ۵ فصل ۳ تکوین میں ہے کہ تیری اولاد سانپ کا سر کچلے گی۔ اس میں حسب فصل ۱۶ درس ۲۰ رُومیہ کے اشارہ ہوا اس کچلنے والے کی طرف جو زمانہ پولوس تک نہ آئے تھے بلکہ حسب فصل ۲ و مکاشفات ۲۰ کے مراد اس سے صاحب روزہائے قدیم و صاحب چہار خلفاء ہیں۔ جن کو ایک ہزار سال تک شیطان حسب فصل ۲۰ مکاشفات یوحنا کی مقید ہوا اور ہزار سال بعد یاجوج والے روس و ماجوج قوم مغل و گال میں وہ شوکت ہوئی کہ ممالک اہل اسلام کی اطراف پر مسلط ہونے لگے اور درس ۱۵ فصل ۳ تکوین مذکور میں ہے کہ وہ (یعنی شیطان) تیری اولاد کا پاؤں کاٹے گا

کہ مسیح دکھ اُٹھاویں گے اور مسیح بھی جو اس کا کبھی سر کچلیں گے وہ ہنوز پوری بات نہیں ہوئی بلکہ **بذریعہ امام مہدی سر کچلینگے** ؎

مہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز تام ہیں

اس عبارت میں جو لفظ "روز ہائے قدیم" آئے ہیں اس کے لئے اس کتاب تمہ مقدمہ کا صفحہ ۱۰۵ دیکھو جس میں صراحت کی گئی ہے کہ اس سے مراد حضرت مہدی ہیں جو بروز تام حضرت رسول مقبول صلعم کے ہیں لکھا ہے :-

"جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں صاحب روز ہائے قدیم کہا ہے ویسے مہدی علیہ السلام کو چونکہ بروز تام حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"

پس اس تفسیر کے بعد حضرت مرزا صاحب کی تحریر قابل اعتراض نہیں رہتی اس طرح ہم نے اس عنوان کی لغویت کو ہر ایک پہلو سے ظاہر کر دیا۔

امت نوحؑ کی استعداد سعادت

(۷) ساتواں عنوان "حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت" ہے اور حوالہ میں تمہ "حقیقۃ الوحی" صفحہ ۱۳۷ کی حسب ذیل عبارت درج ہے :-

"اور خدا تعالٰے میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے"

اس عبارت سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں میں اس زمانہ کے لوگوں سے کسی قدر زیادہ مادہ سعادت موجود تھا کہ اگر وہ آپ کے نشانات کو دیکھ لیتے جو خدا تعالٰے آپ کے لئے دکھاتا ہے تو غرق ہونے سے بچ جاتے لیکن اس زمانہ کے لوگ ان کو دیکھ کر بھی خدا سے نہیں ڈرتے۔

پس اے جناب برنی صاحب! اس فقرہ میں آپ جیسے لوگوں کی استعداد اور مادہ سعادت کا ذکر ہے نہ کہ اپنی فضیلت کا۔

مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے

(۸) آٹھواں عنوان "حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت" کا ہے اور ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی شک و شبہ کے افضل ہیں ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضرت ختمی مآبؐ کا آخری خلیفہ مسیح موعود افضل ہے اور یہی حضرت مرزا صاحب کے بیانات کا ماحصل ہے جن کا حوالہ برنی صاحب نے دیا ہے اور اس بارہ میں شرح فصوص الحکم مصری صـ۵۲ و ۵۳ کی حسب ذیل عبارت بھی قابل ملاحظہ ہے:۔

"المھدیُ الّذی یجیئُ فی اٰخرِ الزّمان فانہ فی الاحکام الشرعیۃ تابعًا لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فی المعارف والعلوم والحقیقۃ تکون جمیع الانبیاءِ والاولیاءِ تابعین لہٗ ولا ینافض ما ذکرناہُ لِاَنَّ باطنہٗ باطنُ محمد صلی اللہ علیہ وسلم"

"یعنی وہ امام مہدی جو آخری زمانہ میں آئیں گے وہ احکام شرعیہ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی تابع ہوں گے لیکن معارف الہیہ اور علوم لدنیہ اور حقیقت کے لحاظ سے تمام انبیاء اور اولیاء ان کے (مہدی کے) تابع ہوں گے کیونکہ امام مہدی علیہ السلام کا باطن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی باطن ہوگا۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت محمدیہ میں سے ہونے کی خواہش

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

اس امت میں دوبارہ نزول کی غرض یہی ہو سکتی ہے کہ وہ اس کمال کو حاصل کریں جو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان واتباع میں حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کہا گیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے صفت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی دیکھ کر یہ آرزو کی تھی کہ آپ امت محمدیہ میں سے ہوں یہ دُعا قبول ہوئی اور آپ کو یہ فخر حاصل ہُوا ۔" (آثار القیامہ فی حج الکرامہ ص۴۲۷)

اس سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ بعثت اول میں آپ کو یہ فخر اور کمال حاصل نہ تھا پس بعثت ثانی بعثت اوّل سے ہر حال میں افضل ہوئی اور یہی منشاء حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب تو خود مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے۔ اگر انہوں نے مسیح موسوی پر خود کو بحیثیت مسیح محمدی ہونے کے فضیلت دی تو کیا ہرج ہُوا۔ یہ امت محمدی تو ایسی ہے کہ اس میں کملاء امت نے بھی یہ دعوٰی کیا ہے۔

اولیائے امت کے دعاوی فضیلت

حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

ترجمہ اصل عبارت ۔ جب میرے پاس خضر علیہ السلام آئے تا میرا امتحان لیں جن باتوں سے انہوں نے مجھ سے پہلے اولیاء کا امتحان لیا تھا تو ان کی حالت مجھ پر ظاہر کی گئی اور مجھے بتایا گیا وہ کلام جس سے میں نے مخاطب کیا۔ سو میں نے ان سے کہا جبکہ وہ سرنگون تھے کہ اے خضرؑ! اگر تم نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ لن تستطیع معی صبرا (اے موسیٰ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا) تو اے خضرؑ! میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے

اگر تم اسرائیلی ہو تو میں مہدی ہوں اور آئیے یہ میں اور آپ ہیں اور یہ گیند اور یہ میدان ہے۔ اور یہ محمد (صلعم) اور یہ خدا بھی ہیں یہ میرا گھوڑا لگام و زین سے کسا ہوا تیار ہے اور میری کمان کھنچی ہوئی ہے اور میری تلوار برہنہ ہے۔ (قلائدالجواہر مصری ۱۹۱/۸)

سنئے مولانا روم فرماتے ہیں :-

"عیسیم لیکن ہر آں کو یافت جاں
از دم من او بماند جاوداں
شد ز عیسیٰ زندہ لیکن باز مُرد
شاد آں کو جاں بدیں عیسیٰ سپُرد

یعنی میرے زندہ کئے ہوئے اور جان ڈالے ہوئے حیات دائمی پاتے ہیں۔ درآں حالیکہ عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ کئے ہوئے پھر مر جاتے تھے۔

پھر فرماتے ہیں :-

آنچہ از عیسیٰ و مریم فوت شد
گر مرا باور کنی آں ہم شدم

یہ اکابر اہلسنت کا بیان ہے۔ حضرات امامیہ کا اعتقاد سنیئے۔

ترجمہ اصل عبارت عربی۔ "جو کچھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے آئمہ کرام رض کے تمام مخلوقات پر افضل ہونے کے بارے میں لکھا گیا ہے اور اس بارے میں کہ ہمارے آئمہ علیہم السلام تمام بقیہ انبیاء کرام (علیہم السلام) سے افضل ہیں یہ ایسی پختہ بات ہے جس میں آئمہ کرام رض کے حالات سے واقف انسان ذرا بھی شک وشبہ نہیں کر سکتا۔" (بحارالانوار جلد ۷ صہ ۳۴۵)

برنی صاحب کی پُرعناد حرکت

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ فضیلت قابلِ اعتراض نہیں۔ اس لئے اس عنوان پر کوئی تفصیلی بحث ضروری نہیں لیکن ہم یہ ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان اقتباسات میں بھی برنی صاحب نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر تصرفات کئے ہیں اور یہ ایسی بدعادت ہے جو ایک مدعی تحقیق کے لئے قابل شرم ہے اس عنوان کے تحت میں ایک حوالہ اعجاز احمدی ص۱۳ کا ہے اور پوری عبارت کے بیان سے صرف یہ فقرہ اقتباس کر لیا ہے:-

"بغیر اس کے یہ کہدیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے اسکو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اسکی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں" (رسالہ برنی صاحب ص۴۸)

یہ الفاظ صاف طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ گویا حضرت مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ہی کو اُڑا رہے دیتے ہیں لیکن جب پوری عبارت پڑھی جائے تو یہ محض برنی صاحب کی پُرعناد حرکت اور افتراء ثابت ہوتا ہے۔ پوری عبارت اس طرح ہے:-

"پس اس امت کا یہود بننا جیسا کہ آیت غیر المغضوب علیھم سے سمجھا جاتا ہے اس بات کو چاہتا ہے کہ جو یہود مغضوب علیہم کے مقابل میں مسیح آیا تھا اس کا مثیل بھی اس امت میں سے آوے اُسی کی طرف تو اس آیت کا اشارہ ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ افسوس کہ وہ حدیث بھی اس زمانہ میں پوری ہوئی جس میں لکھا تھا کہ مسیح کے زمانے کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہونگے جو زمین پر رہتے ہونگے اور پہلے یہودیوں پر ہم

کیا افسوس کریں وہ تو اعتراض کے وقت کتاب اللہ کو پیش کرتے تھے گو معنے نہیں سمجھتے تھے مگر یہ لوگ صرف من گھڑت باتیں پیش کرتے ہیں۔ اور یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور انکی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہدیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل انکی نبوّت پر قائم نہیں ہوسکتی بلکہ ابطال نبوّت پر کئی دلائل قائم ہیں یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا اسی وجہ سے ہم ان پر ایمان لائے کہ وہ سچے نبی ہیں۔ اور برگزیدہ ہیں اور ان تہمتوں سے معصوم ہیں جو ان پر اور ان کی ماں پر لگائی گئی ہیں۔"

اب ناظرین غور فرمائیں کہ کہاں اس عبارت کا منشار اور کہاں برنی صاحب کا اقتباس؟

اس پوری عبارت سے بغیر کسی تشریح کے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا منشار یہ ہے کہ قرآن شریف کا یہ احسان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہم سچا اور پاک نبی اور ان تہمتوں سے معصوم نبی مانتے ہیں جو یہودی ان پر لگاتے ہیں اور اگر قرآن کو چھوڑ دیا جائے تو یہودیوں کے اعتراضات کا جواب حیران کن ہے۔

یہ عبارت مخالف علمار کے	برنی صاحب علماء آخر زمانہ کے زمرہ میں

افترا و شرارت کے بیان کے سلسلہ میں لکھی گئی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ اپنی من گھڑت باتیں میرے مقابلہ میں پیش کر دیتے ہیں جیسا کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایسے سخت اعتراض اپنے وقت کی کتاب اللہ سے کرتے تھے کہ جن کے جواب اب بھی باعث پریشانی ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ جناب برنی صاحب نے جو علمائے زمان آخر میں خود بخود شریک ہو رہے ہے حضرت ناصحنا کے اس الزام کو جو وہ علماء پر عائد کرتے ہیں اپنی اس حرکت سے صحیح ثابت کر دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

فضیلت ابوبکرؓ مسلمہ اہل سنت ہے

اس کے بعد حضرت علیؓ و حضرت امام حسینؓ پر فضیلت کے عنوانات نمبر ۱۱ و ۱۲ ہیں جیسا کہ ہم اوپر ظاہر کر چکے ہیں کہ اہلسنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں سب سے افضل ہونگے اس لئے ہم کو ان دونوں رضوان اللہ علیہما کے مرتبہ اور اپنے مسیح موعود کی فضیلت کی نسبت لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت اہلسنت والجماعت کے خطبات جمعہ میں علانیہ اس عقیدہ کا اعلان کیا جاتا ہے کہ "افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق" تو جب مسیح موعودؑ مہدی معہود ابوبکرؓ سے افضل ہونگے تو ظاہر ہے کہ یقیناً تمامی امت سے بھی افضل ہونگے۔ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت علی و امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما پر اہلسنت و الجماعت میں متفق علیہ ہے اور

اسکی وجہ سے کوئی ہتک ان حضرات اہل بیتؓ کی نہیں ہوتی تو مسیح موعود کی فضیلت تو بدرجہ اولیٰ قابل تسلیم و ناقابل اعتراض ہے۔ اور جب ان تمام حضرات پر افضلیت مسیح موعود کی عقیدۂ مسلمہ ہوگئی تو دیگر اولیاء امت اور حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہم کے ذکر کی کیا ضرورت ہے۔ اس اصولی بات کے بعد برنی صاحب کے حوالجات پر تفصیلی نظر کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت علی المرتضیٰؓ

البتہ ہم یہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی نسبت حضرت مرزا صاحب کا جو خیال و عقیدہ تھا اُسے نقل کرتے ہیں۔ حضرتؑ اپنی کتاب "سر الخلافۃ" میں جو خاص مسئلہ خلافت متنازعہ کی تحقیق میں لکھی گئی ہے جہاں تمام خلفاء راشدین کے فضائل بیان فرماتے ہیں وہاں حضرت علیؓ کے متعلق بھی ایک خاص عنوان دیکر آپ کے فضائل بیان فرماتے ہیں۔ اصل عبارت عربی ہے جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ متقی اور پاک تھے اور آپ ان لوگوں میں سے تھے جو خدا کے بہت محبوب ہوتے ہیں۔ اور آپ جید گھرانے سے تھے اور آپ زمانہ کے سرداروں میں سے تھے اور آپ اللہ کے غالب شیر تھے اور خدائے مہربان کے سپاہی تھے اور آپ کشادہ ہتیلی والے تھے یعنی سخی تھے اور عمدہ دل والے تھے اور آپ یکتا بہادر تھے میدان جنگ میں کبھی اپنا مرکز نہیں چھوڑا۔ اگرچہ آپ کا مقابلہ دشمنوں کے بڑے جتھے نے کیا۔ اپنی عمر تکلیف میں بسر کی اور آپ نوع انسان

میں بلحاظ زہد انتہا پر پہنچ چکے تھے اور آپ سخاوت و ہمدردی میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ یتیموں، مسکینوں اور بڑھیوں کی خبرگیری کرتے اور آپ سے میدان معرکہ میں قسم قسم کی بہادریاں ظہور پذیر ہوئی تھیں اور آپ معرکہ تلوار و نیزہ میں مظہر العجائب تھے اور آپ باوجود ان صفات کے شیریں زبان اور فصیح تھے اور آپ کا بیان دلوں کی تہ میں داخل ہوتا تھا جس سے آپ اذہان کے زنگ دُور کرتے تھے اور اپنی بات کو مدلل فرماتے آپ بیان کی قسموں پر دسترس رکھتے تھے اور جو مقابلہ کرتا عاجز آتا۔ اور بلاغت و فصاحت کے تمام طریقوں میں بھی کامل تھے اور جس نے آپ کے کمال کا انکار کیا اس نے بے حیائی کو اپنا مسلک بنایا ہے اور آپ پریشان حال سے ہمدردی کرتے اور بھوکے اور تنگ دست کو کھانا کھلانے کا حکم دیتے تھے اور آپ اللہ تعالےٰ کے مقرب بندوں سے تھے اور باوجود اس کے آپ فرقان کے دودھ کا پیالہ پینے والوں میں سابق ہیں اور آپ کو دقائق قرآنیہ کے ادراک کے لئے فہم عجیب دیا گیا تھا

میں نے آپ کو دیکھا اور میں بیدار تھا خواب میں نہیں تھا مجھے قرآن کی تفسیر دی اور کہا یہ میری تفسیر ہے اور اب تو سرفراز ہوا اور اس پر تجھے مبارک باد۔ پس میں نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور تفسیر لے لی اور میں نے اللہ معطی القدیر کا شکریہ ادا کیا۔ میں نے آپ کو صورت اور سیرت میں یکساں متواضع منکسر اور خوش مزاج پایا اور میں قسمیہ کہتا ہوں کہ وہ پیار و محبت سے میرے پاس تشریف لائے اور میرے دل میں ڈالا گیا

کہ وہ مجھ کو اور میرے عقیدے کو جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ میں اپنے مسلک میں شیعہ کا مخالف ہوں۔ انہوں نے بُرا نہ منایا بلکہ خالص دوستوں کی طرح محبت کا اظہار کیا اور ان کے ساتھ حسینؓ بھی تھے بلکہ حسینؓ اور خاتم النبیین سید الرسل بھی تھے۔"

مادرِ مہربان حضرت زہراءؓ

اور ان کے ساتھ ایک نوجوان جمیلہ صالحہ بزرگ اور مبارک اور پاک اور قابلِ تعظیم و توقیر اور روشن چہرہ خاتون تھی۔ اور میں نے اس خاتون کو پُرغم پایا لیکن وہ غم کو چھپانے والی تھی اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ فاطمہ زہراؓ ہیں وہ میرے پاس آئیں اور میں لیٹا ہوا تھا اور وہ بیٹھ گئیں اور میں نے سر اُن کے زانو پر رکھ دیا اور میں نے دیکھا کہ وہ میرے بعض غموں کے لئے غمگین و بے قرار ہیں اور مہربانی سے پیش آتی ہیں اور بے چین ہیں۔ پس بتیے جاتا کہ میں تعلق دین میں ان کے بیٹے کے رتبے پر ہوں اور میرے دل میں گذرا کہ ان کا حزن اس طرف اشارہ ہے جو ظلم مجھ پر میری قوم اور اہل وطن اور دشمنان کریں گے۔"

علیؓ اور حسینؓ سے روحانی مناسبت

پھر میری طرف حسنینؓ آئے اور وہ دونوں بھائیوں کی طرح اظہار محبت اور غمخواری کر رہے تھے۔ اور یہ بیداری کے کشوف میں سے ایک کشف تھا۔ اور اس کشف کو ہوئے چند سال گذر گئے ہیں اور مجھے علیؓ اور حسینؓ سے لطیف مناسبت ہے اور اس کا راز کوئی نہیں جانتا مگر رب المشرقین و المغربین۔ اور میں علیؓ اور اس کے دونوں بیٹوں سے محبت کرتا ہوں اور میں اُن سے دشمنی کرتا ہوں جو اُن سے دشمنی کرتے ہیں۔ اور باوجود اس کے میں کجرا ہوں سے نہیں

اور میرے لئے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں کشف سے مُنہ پھیروں اور سرکش بنوں اور اگر تم اس کو قبول نہ کرو تو میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا۔ اور عنقریب خدا تعالےٰ تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا اور وہی فیصلہ کرنے والوں میں بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔" (سر الخلافہ ۳۴ و ۳۵)

اس تحریر کے بعد ہم کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت کیا عقیدہ رکھتے تھے کیا کوئی شخص جو اہلسنت والجماعت میں داخل نہیں ہے۔ اہلسنت والجماعت سے اس سے زیادہ کی توقع کر سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر ہم کو اہل سنت والجماعت سے علیحدہ کر کے زیادہ کی توقع لے جا ہے۔ یہ کتاب جس کا ترجمہ اوپر درج ہے ۱۸۹۴ء کی ہے۔

حضرت امام حسینؓ اور اہلبیت کی نسبت مسیح موعود کی تعلیم

اس کے بعد ہم حضرت مرزا صاحب کا ایک اعلان تمام و کمال اِس جگہ نقل کرتے ہیں جو خاص حضرت امام حسین علیہ السلام و آئمہ مطہرین کے بارے میں ہے۔ اور جو ۸ر اکتوبر ۱۹۰۵ء میں "تبلیغ الحق" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اور اب "تبلیغ رسالت" حصہ دہم کے صفحہ ۱ میں موجود ہے زبرنی صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۹ پر دور اوّل کی عقیدتمندیوں کا حوالہ دیتے ہوئے اس اشتہار سے اقتباس دیا ہے مگر سنہ اشاعت ۱۹۰۵ء چھوڑ دیا ہے۔ یہ کیوں؟ تا اظہار حق نہ ہو۔ وھو ھذا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

"تبلیغ الحق"

"واضح ہو کہ کسی شخص کے ایک کارڈ کے ذریعہ سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ بوجہ اس کے کہ اس نے خلیفہ وقت یزید سے بیعت نہیں کی تھی باغی تھا اور یزید حق پر تھا۔

لعنۃ اللہِ علی الکاذبین۔

مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے منہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں مگر ساتھ اس کے مجھے یہ بھی دل میں خیال گذرتا ہے کہ چونکہ اکثر شیعہ نے اپنے ورد تبرے اور لعن طعن میں مجھے بھی شریک کر لیا ہے اس لئے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہدی ہو جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بد زبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ بہر حال میں

اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع، دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رُو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے قالت الاعراب اٰمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا۔ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اسکی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں۔ اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے ہیں اور اسکی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دُور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں دُنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرّہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقوٰی اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن

ہے اور کامیاب ہوگیا وہ دل جو عملی رنگ میں اسکی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقوےٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیساکہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔

یہ لوگ دُنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کرسکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دُور ہیں یہی وجہ حسین رضؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔

دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبّت کی تا حسین رضؓ سے محبت کی جاتی۔

غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اسکی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلّشانہ اس شخص کا دشمن ہوجاتا ہے جو اُس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔

جو شخص مجھے بُرا کہتا ہی یا لعن طعن کرتا ہے اس کے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے ایسے موقع پر درگذر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے کیونکہ اگر وہ لوگ سب مجھے جانتے کہ میں کس کیطرف سے

ہوں تو ہرگز بُرا نہ کہتے وہ مجھے ایک دجّال اور مفتری خیال کرتے ہیں مَیں نے جو کچھ اپنی نسبت دعویٰ کیا اور جو کچھ اپنے مرتبہ کی نسبت کہا وہ مَیں نے نہیں کہا بلکہ خدا نے کہا۔ پس مجھے کیا ضرورت ہے کہ ان بحثوں کو طول دُوں اگر مَیں درحقیقت مفتری اور دجّال ہوں۔ اور اگر درحقیقت مَیں اپنے ان مراتب کے بیان کرنے میں جو میں خدا کی وحی کی طرف ان کو منسوب کرتا ہوں کاذب اور مفتری ہوں تو میرے ساتھ اس دنیا اور آخرت میں خدا کا وہ معاملہ ہوگا جو کاذبوں اور مفتریوں سے ہُوا کرتا ہے کیونکہ محبوب و مردود یکساں نہیں ہُوا کرتے۔

سو اے عزیزو! صبر کرو کہ آخر وہ امر جو مخفی ہے کھل جائے گا خدا جانتا ہے کہ مَیں اسکی طرف سے ہوں اور وقت پر آیا ہوں مگر وہ دل جو سخت ہو گئے اور وہ آنکھیں جو بند ہو گئیں مَیں انکا کیا علاج کر سکتا ہوں خدا میری نسبت اشارہ کرکے فرماتا ہے کہ "دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

پس جبکہ خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا تو اس صورت میں کیا ضرورت ہے کہ کوئی شخص میری جماعت میں سے خدا کا کام اپنے گلے ڈال کر میرے مخالفوں پر ناجائز حملے شروع کرے۔ نرمی کرو۔ اور

دُعا میں لگے رہو اور سچی توبہ کو اپنا شفیع ٹھہراؤ اور زمین پر آہستگی سے چلو۔ خدا کسی قوم کا رشتہ دار نہیں ہے۔ اگر تم نے اسکی جماعت کہلا کر تقویٰ اور طہارت کو اختیار نہ کیا اور تمہارے دلوں میں خوف اور خشیت پیدا نہ ہوا تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہیں مخالفوں سے پہلے ہلاک کرے گا کیونکہ تمہاری آنکھ کھولی گئی اور پھر بھی تم سو گئے اور یہ مت خیال کرو کہ خدا کو تمہاری کچھ حاجت ہے اگر تم اُس کے حکموں پر نہیں چلو گے اگر تم اس کے حدود کی عزت نہیں کرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کرے گا اور ایک اور قوم تمہارے عوض لائے گا جو اس کے حکموں پر چلے گی۔ اور میرے آنے کی غرض صرف یہی نہیں کہ میں ظاہر کروں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں یہ تو مسلمانوں کے دلوں پر سے ایک روک کا اُٹھانا اور سچا واقعہ ان پر ظاہر کرنا ہے بلکہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ تا مسلمان خالص توحید پر قائم ہو جائیں۔ اور ان کو خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا ہو جائے اور ان کی نمازیں اور عبادتیں ذوق اور احسان سے ظاہر ہوں اور ان کے اندر سے ہر ایک قسم کا گند نکل جائے۔ اور اگر مخالف سمجھتے تو عقائد کے بارے میں مجھ میں اور ان میں کچھ بڑا اختلاف نہ تھا مثلاً وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مع جسم آسمان پر اُٹھائے گئے۔ سو میں بھی قائل ہوں کہ جیسا کہ آیت اِنی متوفیك ورافعك الیّ کا منشاء ہے بیشک حضرت عیسیٰ بعد وفات مع جسم آسمان پر اُٹھائے گئے صرف فرق یہ ہے کہ وہ جسم عنصری نہ تھا بلکہ ایک نورانی جسم تھا جو ان کو اسی طرح خدا کیطرف

سے ملا جیسا آدم اور ابراہیم اور موسیٰ اور داؤد اور یحییٰ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کو ملا تھا۔ ایسا ہی ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ضرور دنیا میں دوبارہ آنے والے تھے جیسا کہ آ گئے۔ صرف فرق یہ ہے کہ جیسا کہ قدیم سے سنت اللہ ہے ان کا آنا صرف بروزی طور پر ہوا جیسا کہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں بروزی طور پر آیا تھا۔ پس سوچنا چاہیئے کہ اس قلیل اختلاف کی وجہ سے جو ضرور ہونا چاہیئے تھا اس قدر شور مچانا کس قدر تقویٰ سے دور ہے آخر جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے حَکَم بن کر آیا ضرور ہے کہ جیسا کہ لفظ حَکَمْ کا مفہوم ہے کچھ غلطیاں اس قوم کی ظاہر کرنا جنکی طرف وہ بھیجا گیا ورنہ اس کا حکم کہلانا باطل ہوگا۔

اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں میں اپنے مخالفوں کو صرف یہ کہہ کر اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون۔ اس اعلان کو ختم کرتا ہوں۔"

اس صاف اعلان و اعتقاد کے بعد یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت امام حسین علیہ السلام و آئمہ مطہرین کی کوئی توہین کی ہے صرف شرارت نفس ہے۔

اعجاز احمدی کے اشعار میں کون مخاطب ہیں؟

باقی رہا مسیح موعود کی فضیلت کا مسئلہ اسکی نسبت ہم اوپر اہلسنت والجماعت کا عقیدہ لکھ چکے ہیں اگر ہمارے پیش نظر یہ امر نہ ہوتا کہ ان خاص اشعار سے جو بعض صاحب نے

اعجاز احمدی سے منتخب کر کے حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسبت لکھے ہیں نہ صرف حضرات امامیہ بلکہ اہلسنت والجماعت میں ہمارے عقائد کی نسبت غلط خیال پیدا ہو جائے گا تو ہم اس پر توجہ نہ کرتے لیکن محض پبلک کو غلط فہمی سے بچانے کیلئے ضرورت ہے کہ ان اشعار کی نسبت کچھ تشریح کی جائے۔

واقعہ یہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری علماء اہلحدیث و مولوی علی حائری صاحب مجتہد اہل تشیع نے جو حملے حضرت مرزا صاحب اور ان کے دعاوی پر کئے تھے انکی تردید و مقابلہ میں یہ قصیدہ لکھا گیا جو کتاب اعجاز احمدی میں طبع ہوا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ انکے حالات اور خیالات اور عقائد کے بموجب مخاطب کیا گیا۔ جہاں مولوی سید علی حائری صاحب مجتہد شیعہ کو مخاطب کیا ہے وہاں انکے عقائد دربارہ امام حسین علیہ السلام ظاہر کر کے انکی تردید کی ہے اور اسی سلسلہ میں اپنے آپ کو بالمقابل ان عقائد کے پیش کیا ہے۔

یہ وہ اشعار ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے اعلام الہی کے مطابق اہل تشیع کے خلاف اور انکی تردید میں لکھے ہیں۔ ان اشعار میں حضرت امام حسینؑ کے اس واقعی رتبہ و مرتبہ کے خلاف کوئی بات نہیں ہے جو اہلسنت والجماعت میں مسلم ہے اور محض اس وجہ سے کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ کلام حضرات شیعہ کے غلو اور مبالغہ آمیز عقائد کے خلاف ہے فی نفسہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی توہین اور منقصت نہیں ہوتی۔

جب ایک شخص کو اس کے مرتبہ سے محض از راہ افراط و غلو بڑھایا جائے گا تو ظاہر ہے کہ اس کے جواب میں ایسی چیز بیان کرنی پڑیگی جو افراط و غلو کے خلاف ہو اور اس سے فی نفسہٖ کسی کی توہین نہیں مقصود بلکہ جس درجہ کا وہ شخص ہے اسی درجہ پر اس کو قائم کیا جاتا ہے۔

علم کلام میں الزامی طرز جواب

جس طرح علمائے اسلام نے عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت مسیح کی نسبت جسکو عیسائی خدا کا بیٹا بلکہ خدا سمجھتے ہیں اس غلو کو مٹانے کے لئے سخت سے سخت لکھا ہے اسی طرح علماء اہلسنت والجماعت نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے افراط فی المحبت کے مسئلہ میں جو غالی شیعوں کی طرف سے ظاہر کی جاتی ہے۔ لکھا ہے کیا غالیوں کو ان کے غلو سے روکنا کوئی گناہ ہے؟ سنیئے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اپنی مشہور کتاب "ھدیۃ الشیعہ" صفحہ ۲۴۴، ۲۴۵ میں کیا فرماتے ہیں:۔

"اگر قدر شناسوں سے حد سے گذرنے والے بڑھ جایا کریں اور قدر شناس دشمن سمجھے جایا کریں تو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے محب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت حضرت کے دشمن ہونے چاہئیں۔

غور کر کے اگر دیکھیں فرط فی المحبت اس کا محب نہیں ہوتا جسکی محبت کا مدعی ہوتا ہے بلکہ اپنی خیالی تصویر کا محب ہوتا ہے نصاریٰ جو دعوئے محبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کرتے ہیں تو حقیقت میں

ان سے محبت نہیں کرتے کیونکہ دار و مدار انکی محبت کا خدا کا بیٹا ہونے پر ہے۔ سو یہ بات حضرت عیسٰی علیہ السلام میں تو معلوم۔ البتہ ان کے خیال میں بھی اپنی خیالی تصویر کو پوجتے ہیں اور اسی سے محبت رکھتے ہیں۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا و تد کریم نے انکی واسطہ داری سے برطرف رکھا ہے۔ ایسے ہی شیعہ بھی اپنی خیالی تصویر سے محبت کرتے ہیں آئمہ اہلبیت سے محبت نہیں کرتے اس محبت پر محبانِ قدر شناس کو دشمن اہل بیت سمجھنا ایسا ہی ہے۔ جیسا نصاریٰ بزعم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی امت کو دشمنِ عیسٰی سمجھتے ہیں۔"

کیا برنی صاحب۔ مولانا محمد قاسم صاحب کے اس بیان کے بعد بھی اہلِ بیت سے محبت کا ویسا ہی دعویٰ کریں گے جو غالی شیعوں کے لئے ہی موزون ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی عظمت شان اور ادب کا جو لحاظ حضرت مرزا صاحب ملحوظ رکھتے ہیں وہ ہمارے اوپر کے درج کردہ اعلان تبلیغ الحق سے بخوبی ظاہر ہے جو آپ نے اپنی جماعت کو مخاطب کرکے انکی ہدایت کے لئے لکھا ہے اور اس قصیدۂ اعجازیہ یعنی کتاب "اعجاز احمدی" کے شروع کرنے سے پہلے بھی آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"میں نے اس عقیدہ میں جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے۔ یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں

اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسینؓ جیسے یا حضرت عیسیٰ جیسے راستباز پر بدزبانی کرکے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور وعید من عادیٰ ولیاًلی دست بدست اس کو پکڑ لیتا ہے۔"

برنی صاحب نے اس عبارت کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اس صراحت کے بعد اب اشعار کو جن کا برنی صاحب نے حوالہ دیا ہے ملاحظہ فرمایئے پہلا شعر یہ ہے:- ۵

اعجاز احمدی کے اشعار کے مطلب و معنی

"شتّان ما بینی و بین حسینکم
اور مجھ میں اور تمہارے حسینؓ میں بہت فرق ہے
فانی اؤیّد کل آنٍ و اُنصرُ
کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے
و اما حسین فاذکروا دشت کربلا
مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو
الیٰ ھٰذہ الایام تبکون فانظروا"
اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو

اس کے اوپر چند اور اشعار ہیں جن کو نقل کرنے میں سوائے طوالت کے کچھ حاصل نہیں اس لئے ہم ان کے اس ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں جو کتاب مذکور میں موجود ہے۔

ترجمہ مذکورہ یہ ہے:-

"(۱) تم نے حسین کو تمام مخلوق سے بہتر سمجھ لیا ہے اور تمام ان لوگوں سے افضل سمجھا ہے جو خدا نے پیدا کئے"

(۲) "گویا لوگوں میں وہی ایک آدمی تھا، اور اسکو خدا نے پاک کیا اور غیر نایاب کیا ہیں"

(۳) "اور یہ تو وہی قول ہے جو حضرت عیسٰی کی نسبت نصاریٰ کہا کرتے ہیں اسے نصاریٰ سے مشابہ"

(۴) "پس تعجب ہے کہ کیونکر دل باہم متشابہ ہو گئے، پس نزدیک ہے کہ آسمان انکی باتوں سے پھٹ جائیں"

(۵) "کیا تو عیسٰی کی طرح ایک بندہ کی حد سے زیادہ تعریف کرتا ہے اور اس کے لئے انبیاء کا رتبہ قرار دیتا ہے"

(۶) "کاش تجھے سمجھ ہوتی کیا تو نے اس کا مقام دیکھ لیا ہے یا ساری عمارت ظن پہ ہے"

(۷) "کیا تو اس کو محض جھوٹ اور افترا کی راہ سے بلند کرتا ہے کیا تو اس کو وہ پیالہ پلاتا ہے جو خدا نے نہیں پلایا۔"

(۸) "قریب ہے کہ آسمان تمہارے کلام سے پھٹ جائیں اگر ان کے پھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو۔"

(۹) "کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا؟ کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے برگزیدہ تھا۔"

(۱۰) "خبردار رہو کہ خدائے غیور کی لعنت اس شخص پر ہے جو مبالغہ آمیز باتوں سے جھوٹ بولتا ہے اور نہیں دیکھتا۔"

ان اشعار کے بعد جن کا ترجمہ اوپر دیا گیا ہے وہ اشعار ہیں جو برنی صاحب نے کہیں سے لے کر نقل کر دیئے ہیں اوپر کے اشعار کے مطلب کو ذہن نشین رکھ کر یہ بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے غالی شیعوں کو خود انہیں کے مبالغہ آمیز عقائد

کی بنا پر الزام دے کر کہا ہے کہ خبردار رہو کہ خدائے غیور کی لعنت اس شخص پر ہے جو مبالغہ آمیز باتوں سے جھوٹ بولتا ہے اور نہیں دیکھتا" اس کے بعد فرماتے ہیں کہ مجھ میں اور تمہارے حسینؓ میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر حسین کے لئے دشت کربلا کو یاد کرلو کہ اب تک تم روتے ہو۔

پس سوچ لو۔

دو باتوں کی توضیح

اس توضیح سے دو باتیں صاف ہو جاتی ہیں

اوّل یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے ان اشعار میں غالی شیعوں کے عقائد پر اعتراض کیا ہے نہ کہ ذات پاک حضرت امام حسینؓ پر جنکی نسبت آپ کا وہ عقیدہ ہے جو ہم اوپر بحوالہ اعجاز احمدی صفحہ ۲۳ بیان کر چکے ہیں

دوم۔ یہ کہ حضرت جو کچھ لکھ رہے ہیں وہ اس حسین کی نسبت لکھ رہے ہیں جو غالی شیعوں کا مزعوم حسین ہے۔

برنی صاحب کا ظلم عظیم

اس کے بعد برنی صاحب نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۶۹ کا حوالہ دیکر ایک شعر یوں لکھا ہے:۔

و انی قتیل الحب لکن حسینکم
قتیل العدیٰ والفرق اجلیٰ واظہر

ترجمہ۔ اور میں عشق الٰہی کا کشتہ ہوں۔ اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔

یہ حوالہ غلط ہے لیکن یہ شعر صفحہ ۶۹ کی بجائے صفحہ ۸۱ پر ہے اس شعر کے

بعد پھر برنی صاحب نے ظلم عظیم سے کام لیا ہے اور بجائے عربی شعر لکھنے کے اعجاز احمدی کے حوالے سے جو خودساختہ نثر لکھی ہے:۔
"حسین رضی اللہ عنہ کے اہلبیت برباد ہو گئے۔ ان کا عجز وضعف کھل گیا تم ایسے سے نجات کے تو اہاں ہو جو نا امیدی کے ساتھ مارا گیا۔ خدا کی قسم حسین مجھ سے کسی بات میں بڑھ کر نہیں وہ دشمن کا مقتول اور میں محبوب کا۔ مجھ میں اس میں فرق نہایت روشن ہے" ۵۳
لیکن اس عبارت کا وہ ابتدائی حصہ جس کے نیچے ہم نے خط کھینچ کر نمبر لگایا ہے اور جس کو خود برنی صاحب نے بھی زیر خط کرکے اہمیت دے دی ہے اعجاز احمدی میں موجود نہیں ہے اور نہ یہ کسی شعر کا ترجمہ ہے نہ اس مطلب کا کوئی شعر پورے قصیدے میں ہے۔ بقیہ عبارت کسی قدر فرق کے ساتھ چند اشعار کے ترجموں میں مل سکتی ہے جسکو برنی صاحب نے خط کردیا ہے۔ اور اس میں اوپر کے شعر یعنی انی قتیل الحب لکن .... الخ کے ترجمہ کو اس طرح مخلوط کردیا ہے کہ گویا یہ کوئی علیحدہ شعر ہے۔ پس حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق جو کچھ حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے اس سے

(۱) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین مدنظر نہیں۔ صرف غالی شیعوں کو ان کے غلو اور مبالغہ کے متعلق ملزم قرار دیکر پرستش امام حسین رضؓ سے باز رکھنے کی کوشش کی ہے۔

(۲) اپنے مقام مسیحیت و مہدویت سے ان کو خبردار کیا ہے۔

مریدوں کی پیروں سے عقیدت کا نمونہ

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پر فضیلت کی بحث غیر ضروری ہے لیکن یہ کہنا ضروری ہے کہ یہ شعر حضرت مرزا صاحب کا نہیں۔ برنی صاحب نے کمال ایمانداری سے کام لیا جو کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ تا انکے "عزیزوں" کی پھیلائی ہوئی غلط فہمی مضبوط ہو چنانچہ مدرسہ نظامیہ کے ایک حبیب بادشاہ نامی طالب علم نے یہی شعر اپنی "تکذیب" کے صکا پر مرزا صاحب کا کلام ملاحظہ ہو لکھ کر نقل کیا تھا۔ اس میں سے برنی صاحب نے نقل در نقل کر لیا۔ یہ کلام ہرگز حضرت اقدس ؑ کا نہیں اور اگر کسی معتقد یا مرید نے اپنا اعتقاد ظاہر کیا ہے تو وہ قابل التفات نہیں۔

مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی جو شیخ الہند مشہور تھے اور غالباً برنی صاحب سے زیادہ پکے مسلمان اور ذیعلم ہونگے۔ وہ اپنے مرشد رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرثیہ میں لکھتے ہیں:۔ ؎

پھر رہے تھے کعبہ میں بھی ڈھونڈتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوقِ عرفانی
تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ادنیٰ میری دیکھی بھی نادانی

پھر کہتے ہیں:۔ ؎

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحا کو دیکھیں ذری ابن مریم

یہ کیا اس سے بھی زیادہ لوگ اپنے پیروں کی نسبت لکھتے ہیں اور

اگر حضرت مسیح موعود کو جو واقعی مستحق فضیلت ہیں کسی مرید نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر فضیلت دے دی تو کیا محلِ اعتراض ہے

کوئی اور عنوان قابل ذکر نہیں

اس کے بعد اس فصل کا کوئی اور عنوان قابلِ بحث نہیں۔ ایسا ہی اسمہٗ احمد کے مصداق پر بحث ضروری نہیں۔ یہ ایک پیشگوئی کی بحث ہے اس میں نہ کسی کی منقصت ہے نہ کسی کی فضیلت۔ اگر اس پر بحث کی جائے تو بجائے خود ایک کتاب ہو جائے گی جن احباب کو اس بحث کے دیکھنے کا شوق ہو وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر موسومہ "انوار خلافت" ص۱ تا ۲۵ ملاحظہ فرمائیں۔

فصل سوم پر تنقید

فصل سوم میں حضرت مرزا صاحب کے انکشافات کو بیان کیا ہے لیکن فصل کے آغاز کے ساتھ ہی جناب یرنی صاحب "شیطانی کھیل اور شیطانی الہام" میں پھنس گئے اور اس مشہور مثل کے مصداق ہو گئے کہ نیم مُلّا خطرۂ ایمان۔

اس فصل کا چوتھا عنوان ہے "قرآن میں قادیان"

اس میں ایک کشفی حالت کا بیان ہے اور ظاہر ہے کہ کشف یا خواب

اکثر تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ اس لئے خواب یا کشف کے الفاظ نہ قابل گرفت ہوتے ہیں نہ لائق بحث۔

قابل نفرت اتہام وافتراء

اس فصل میں سب سے اہم عنوان نمبر ۵ "قادیان کا حج" ہے۔ اس کا پہلا اور مختصر جواب تو یہ ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کا حوالہ اس عنوان کی تائید میں نہیں دیا گیا۔ صرف من دخلہٗ کان اٰمنا کے الہام کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن اس الہام میں یا حضرت مرزا صاحب کی تحریر میں یہ کہاں ہے کہ قادیان کا حج کیا جائے۔ دوسرا حوالہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک تقریر کا دیا ہے جو برکات خلافت کے نام سے طبع ہوئی۔ اس پوری تقریر میں سے ایک فقرہ لے لیا ہے اور اس میں بھی تحریف کی گئی ہے یعنی الفاظ "اب حج کا مقام قادیان ہے" اپنی طرف سے بڑھا دیئے ہیں۔ اصل کتاب میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ یہ تقریر جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر ہوئی تھی جہاں ہر سال ڈسمبر میں ایک بڑی تعداد جماعت کے اشخاص کی جمع ہوتی ہے اس جلسہ میں آپ نے جو تقریر فرمائی ہے اس کے ابتداء میں سورہ بقرہ کی آیت

الحج اشهرٌ معلومات فمن فرض فیهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج الآیۃ (سورۃ البقرۃ ع ۲۵)	حج معین مہینے ہیں جو کوئی ان میں حج کا ارادہ کرے تو اس کے لئے رفث فسوق۔ جدال جائز نہیں۔

تلاوت فرما کر اس طرح تقریر شروع فرمائی:۔

"دنیا میں انسان جو کام کرنے لگتا ہے۔ اس قسم کی دوسری

"مثالوں کو دیکھ کر اُن سے نتائج اخذ کر لیتا ہے۔ مثلاً نئی کمیٹی بنانے والے دوسری کمیٹیوں کے قواعد اور ضوابط منگوا کر دیکھتے ہیں ان سے اُنہیں معلوم ہوتا ہے کہ پریذیڈنٹ ہوتا ہے۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ ہاں ہماری انجمن کا بھی پریذیڈنٹ ہونا چاہیئے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ایک سکرٹری ہوتا ہے۔ وہ سکرٹری بنا لیتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ایک محاسب ہوتا ہے۔ وہ بھی محاسب بنا لیتے ہیں۔ اس طرح وہ تجارتی کمپنی جو نئی بنتی ہے وہ دوسری تجارتی کمپنیوں کے قواعد وضوابط منگواتی ہے۔ تعلیمی کمیٹی بنانے والے اور ایسی ہی کمیٹیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تو ہر ایک قسم کی کمیٹی بنانیوالے اپنے سے پہلی نظیروں سے فائدہ اُٹھا کر اُنکے قواعد پر عمل کرتے ہیں اور ایسا ہی ان کو کرنا بھی چاہیئے۔ کیونکہ بڑا بے وقوف ہے وہ انسان جو تجربہ شدہ بات کو چھوڑ کر خود بخود تجربہ شروع کر دے اور اگر ہر کوئی کام میں اسی طرح کرنے لگے تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اتنی تو کسی کی بھی عمر نہیں ہو سکتی کہ وہ سارے تجربے خود کر سکے وہ تو اس کوشش اور سعی میں ہی وفات پا جائے گا۔ تو تجربہ شدہ باتوں سے فائدہ اٹھانا عقلمندوں کا کام ہے۔"

ہمارے لئے بھی جلسہ ہر سال آنے والی چیز ہے۔ جس طرح وہ کمیٹیاں دوسری اپنی ایسی کمیٹیوں کے قواعد سے نتیجہ اخذ کرتی ہیں ہمیں بھی چاہیئے کہ اس جلسہ کے رنگ کی کسی چیز سے نتائج اخذ کر کے فائدہ اُٹھائیں۔ ہم اپنے جلسہ کو کسی کمیٹی یا جلسہ سے کسی طرح بھی مشابہت نہیں دے سکتے۔ انجمنیں اور کمیٹیاں تو دنیا

یں بہت ہیں۔ مگر اُن سے ہمارے جلسہ کو اس لئے مشابہت نہیں ہے کہ وہ انسانوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ مگر ہم جس کام کی نظیر چاہتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کا کام ہے اور اُس کا قایم کردہ ہے۔ لوگ کئی جگہ اکھٹے ہوتے ہیں۔ میلے لگتے ہیں جلسے ہوتے ہیں لیکن ہم کسی میلے کے لئے اکھٹے نہیں ہوتے۔ ہماری غرض تماشا دیکھنا نہیں ہوتی۔ دنیا میں لوگ تماشوں کے لئے اکھٹے ہوتے ہیں بڑے بڑے سامان لاتے ہیں۔ خرید و فروخت ہوتی ہے ہم اس کے لئے بھی جمع نہیں ہوتے۔ اب ہم جو قواعد بنائیں تو کس طرح بنائیں اور کس چیز سے اپنے اجتماع کو مشابہت دیں اس کے لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی چیز دنیا میں ایسی ہے جس سے ہمارے جلسہ کو مشابہت ہو سکتی ہے وہ حج ہے۔ حج کوئی میلہ نہیں نمائش نہیں کسی انجمن کا جلسہ نہیں وہ خدا کا کام ہے اور دین کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ خدا کے نبیوں کے ذریعہ قائم ہوا ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ حج کے لئے جو قواعد اور ضوابط ہیں اُن سے فائدہ اُٹھائیں۔ یہ آیت جو مَیں نے پڑھی ہے اس میں حج کے متعلق احکام ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ حج کچھ معلوم مہینے ہیں (محرم۔ ذی قعدہ۔ رجب۔ ذی الحج سارا مہینہ یا دس دن) پس جو کوئی ان میں حج کا قصد کرے اُس کو کیا کرنا چاہیئے وہ یہ کرے کہ حج میں رفث۔ فسوق اور جدال نہ کرے یہ اس کے لئے جائز نہیں ہر وہ شخص جو حج کے لئے جاتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حج میں رفث۔ فسوق اور جدال نہ کرے۔ رفث کیا ہے

جماع کو کہتے ہیں یہ بھی حج میں منع ہے۔ لیکن اس کے معنے اور بھی ہیں جو یہاں چسپاں ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ بد کلامی گالیاں دینا۔ گندی باتیں کرنا گندے قصے سنانا۔ لغو اور بیہودہ باتیں کرنا جسے پنجابی میں گپیں مارنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی حج کو جاتا ہے تو اُسے کسی قسم کی بد کلامی نہیں کرنی چاہیئے۔ گندے قصے نہ بیان کرنے چاہئیں۔ گپیں نہ مارنی چاہئیں۔ فسوق کے معنے ہیں اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نکل جانا۔ تو حاجیوں کا فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری سے باہر نہ نکلیں اور تمام احکام کو بجا لائیں۔ پھر جہاں لوگوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں لڑائیاں بھی ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ لوگوں کی مختلف طبائع ہوتی ہیں۔ اور بعض تو بالکل ضدی واقع ہوتی ہیں۔ اس لئے ان میں ذرا ذرا سی بات پر لڑائی ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہی کہ اس نے میری جگہ لے لی مجھے دھکا دے دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے فرمایا کہ لڑائی نہ کرنا۔ اس میں خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ جب تم حج کے لئے نکلو تو یہ تین باتیں یاد رکھو آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالےٰ نے مومنوں کی ترقی کے لئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کے لئے دین کے لحاظ سے تو حج مفید ہے مگر اس سے جو اصل غرض قوم کی ترقی تھی وہ اُنہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے۔ جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالےٰ

نے قادیان کو اِس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ ہمارے آدمیوں میں سے جنکو خدا تعالےٰ توفیق دیتا ہے حج کرتے ہیں "

اِس تقریر سے جو کچھ واضح ہوتا ہے وہ یہ ہے (۱) جلسہ سالانہ قادیان کوئی معمولی انجمنوں یا کمیٹیوں کا جلسہ نہیں نہ کھیل تماشا ہے بلکہ دین کے فرائض کے تحت جلسہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ قومی ترقی حاصل ہو۔ (۲) یہ جلسہ چونکہ دینی ہے اور دینی اغراض کے لئے ہے اس لئے **اسکو حج ہی سے مشابہت** ہو سکتی ہے جو دینی اغراض کے لئے ہے۔ (۳) حج دین کے لحاظ سے احمدیوں کے لئے مفید ہے مگر بوجہ اسکے کہ مقام حج ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے۔ جو احمدیوں کا قتل بھی جائز سمجھتے ہیں اس لئے وہ اصل غرض یعنی **قوم کی ترقی** اس سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس ترقی کی غرض کے لئے خدا تعالےٰ نے قادیان کو مقرر کیا ہے۔"

اِس واضح منشاء کو برنی صاحب نے غتر بود کر کے یہ الفاظ اپنی جانب سے بڑھا دیئے کہ "اب حج کا مقام قادیان" ہے۔ اس عنوان کو دیکھ کر ایک شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ گویا احمدی اب حج کعبۃ اللہ نہیں کرتے بلکہ قادیان کا حج کر لیتے ہیں۔ یہ ایسا **اتہام و افتراء** ہے جس سے بڑھ کر کوئی بہتان نہیں ہو سکتا۔

مسیح موعود کا ارشاد

برنی صاحب کو سمجھنا چاہیئے تھا کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ایک ایسے حاکم تھے جو اپنی جماعت کے لئے کوئی فرائض مقرر کر سکتے تھے وہ فرماتے ہیں :-

"اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض یا اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس **کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں** کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ **اور اسی پر مریں** اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جنکی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہلسنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں اُن سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان و زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے۔ اور قیامت میں ہمارا اُس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کرکے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے اِن اقوال کے مخالف ہیں۔ الا ان لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین"

(ایام الصلح صفحہ ۸۶)

برنی صاحب کو چیلنج

پس اس کے بعد یہ کہنا کہ احمدی قادیان کا حج کرتے ہیں ایک بڑا بھیانک افترا ہے ہم ان کو چیلنج کرتے

ہیں کہ وہ یہ ثابت کر دیں کہ احمدی حج کعبۃ اللہ کو چھوڑ کر قادیان کا حج فرض سمجھتے ہیں اور اس پر ان کا عمل ہے۔ اور حج سے مراد حضرت مرزا صاحب کی بھی یہی تھی کہ قادیان کا حج کر لیا جائے تو ہم برنی صاحب کو انکی ایک ماہ کی تنخواہ انعام دینگے۔ لیکن وہ یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔

تعلیم یافتہ پبلک کے حوالہ طلب کرے

برکات خلافت میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا مفاد صرف یہ ہے کہ جو لوگ جلسہ سالانہ پر قادیان آتے ہیں وہ کس طرح ان ایام کو بسر کریں۔ اور قادیان کے رہنے والے انکے ساتھ کیا سلوک کریں۔ اس سے زیادہ نہ تقریر کا منشاء ہے نہ فی الواقع اس سے زیادہ کچھ کہا گیا ہے لیکن قلوب میں کجی ہو تو سیدھی بات کو بھی آدمی ٹیڑھا کر لیتا ہے۔ کاش علیگڈہ کے گریجوئیٹ اور ندوہ کے پروفیسر و کالجیٹ برنی صاحب سے کہیں کہ برکات خلافت کے صفحہ ۶۰۵ پر "اب حج کا مقام قادیان ہے" دکھا دیا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی الآیۃ واضح ہو کہ اس کتاب کے صرف ۱۳۸ صفحات ہیں اور یہ فقرہ ٹکسالی اور صوفی برنی کا طبعزاد ہے۔

برنی صاحب معاندین اسلام کے نقش قدم پر

بقیہ عنوانات اس قابل تو نہیں ہیں کہ اُن پر کوئی توجہ کی جائے لیکن اس لئے کہ اُن سے ایک تعجب خیز مضحکہ سا پیدا ہوتا ہے اور برنی صاحب کی غرض بھی استہزاء ہی کی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ لوگ استہزاء سے بچیں اس لئے اُن عنوانات کی صراحت کی جاتی ہے۔ مثلاً ایک عنوان "اللہ تعالےٰ کی روشنائی کے دھبے ہیں" اور دوسرا "الہامی حمل" یہ ایسا ہی عنوان ہے جیسا کہ

معاندین اسلام قرآن پاک اور اسلام پر اعتراض کرتے وقت قائم کرتے ہیں کہ اللہ کا منہ اور ہاتھ بھی ہیں اور پنڈلی اور ران بھی ہے یہ اسلام کا خدا ہے۔ قرآن میں وجہ اللہ اور ید اللہ کا لفظ بھی ہے حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ دوزخ میں اپنا قدم ڈال دے گا تا وہ پوری طرح بھر جائے۔ لیکن کیا اس قسم کے اعتراضات سے مذہب کی صداقت چھپ جاتی ہے۔ یہی حال برنی صاحب کے اس عنوان کا ہے۔

خارق عادت امور کی مثالیں

برنی صاحب کیا شائد کل مسلمانان حیدر آباد جانتے ہونگے اور کم از کم سُنا تو ضرور ہوگا کہ حضرت ابو القاسم **بوصیری** رحمۃ اللہ علیہ صاحب قصیدہ بردہ کو اپنے دربار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ردائے مبارک "بردیمانی" بطور انعام عطا فرمائی تھی جو حالت بیداری میں صاحب قصیدہ کے جسم پر موجود پائی گئی۔ اور جسکی برکت سے انکا مرض جذام جاتا رہا۔

حضرت عبد اللہ بن جلاء رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ مشہور ہے جو ابن سیرین کے عربی رسالہ "منتخب الکلام فی تعبیر الاحلام" اور رسالہ قشیریہ میں موجود ہے اور حضرت شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں اس کو لکھا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

"حضرت عبد اللہ بن جلاء فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مدینۃ النبی میں گیا اور مجھے سخت بھوک لگ رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر میں گیا اور حضورؐ اور حضور کے دونوں ساتھیوں کو السلام علیکم کہا۔ اور عرض کیا کہ حضرت میں سخت بھوکا ہوں اور آپ ہی کا مہمان ہوں یہ کہہ کر میں روضہ مبارک سے پرے ہٹ کر سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

میری طرف تشریف لائے ہیں۔ میں بغرض تسلیم کھڑا ہو گیا ہوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک نان دیا میں نے اُس میں سے آدھا کھا لیا۔ جب بیدار ہُوا نان کا باقی حصہ میرے ہاتھ میں تھا۔" تذکرۃ الاولیاء ذکر عبداللہ بن جلاد ص۴۹

پھر دوسرا قصہ اسی کتاب تذکرۃ الاولیاء کے ص۴۲ پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں حسب ذیل ہے:۔

کہ آپ کا ہمسایہ شمعون نامی آتش پرست تھا۔ حسن بصری نے سُنا کہ وہ سخت بیمار اور قریب المرگ ہے آپ نے اُسے تبلیغ کی اور اس شرط پر مسلمان ہُوا کہ حضرت حسنؒ اُسے جنت کا پروانہ لکھ دیں اسپر اپنے اور بزرگانِ بصرہ کے دستخط کر کے شمعون کی قبر میں جب وہ مرجائے تو اُس کے ہاتھ میں دے دیں تاکہ اگلے جہان میں گواہ رہے۔ چنانچہ بصریؒ نے ایسا ہی کیا مگر بعد میں خیال آیا کہ میں نے یہ کیا کیا؟ اس کو جنّت کا پروانہ کیونکر لکھ دیا۔ لکھا ہے "وہ اسی خیال میں سو گئے شمعون کو دیکھا کہ شمع کی طرح تاج سرپر اور مکلف لباس بدن میں پہنے ہوئے بہشت کے باغوں میں ٹہل رہا ہے۔ . . . . اس نے حسنؒ سے کہا۔ حق تعالےٰ نے اپنے فضل سے مجھے اپنے محل میں اُتارا ہے اور اپنے کرم سے اپنا دیدار دکھایا . . . . . اب آپ کے ذمہ کچھ بوجھ نہیں رہا۔ اور آپ سبکدوش ہو گئے لیجئے یہ اپنا اقرار نامہ کیونکہ اب اسکی ضرورت نہیں۔ جب حسنؒ خواب سے بیدار ہوئے تو اس خط کو اپنے ہاتھ میں دیکھا۔"

کیا برقی صاحب ان حضرات کے واقعات کی نسبت بھی استہزاء و مضحکہ کی ہمت کر سکتے ہیں۔ یا صرف حضرت مرزا صاحب کے خلاف ہی طبع آزمائی کی جاتی ہے۔ اگر متذکرہ بالا واقعات صحیح ہو سکتے ہیں تو پھر روشنائی کے

دھیوں کا خارج میں نظر آنا کیوں مستبعد ہے۔

استعارہ حمل

"الہامی حمل" عنوان میں قاضی یار محمد کے ایک رسالہ "اسلامی قربانی" کا حوالہ ہے جو ہم پر قابل پابندی نہیں وہ ایک مجنون شخص تھا۔ جو چاہے لکھ دے اسکی کوئی اصلیت نہیں۔

اسی الہامی حمل کے متعلق جو آخری حوالہ کشتی نوح کا دیا ہے اس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ "استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا" کیا برقی صاحب استعارات پر کوئی گرفت کرنی چاہتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ آپ کا علم و فضل اور اثر طریقہ قادریہ و چشتیہ کدھر گیا؟ اگر کوئی ذوق تصوف اور مادہ سخن فہمی باقی رہ گیا ہے تو سنیئے اور اپنا سر دھنیئے کہ حضرت مرزا صاحب اس استعارہ حمل کو کس طرح بیان کرتے ہیں۔ ے

مدتے بودم برنگ مریمی	دست نادادہ بہ پیران زمی
ہمچو بکرے یافتم نشو و نما	از رفیق راہ حق نا آشنا
بعد ازاں آں قادر و رب مجید	روح عیسیٰ اندراں مریم دمید
پس بہ نفخش رنگ شد دیگر عیاں	زاد آں مریم مسیح ایں زماں
زیں سبب شد ایں مریم نام من	زانکہ مریم بود اول گام من
بعد ازاں از نفخ حق عیسیٰ شدم	شد ز جائے مریمی برتر قدم

(حقیقۃ الوحی ص ۳۴۳)

نیز صوفیا اسلام نے روحانی و معنوی حمل کی نسبت جو لکھا ہے اس کیلئے دیکھو شرح التعرف ص ۵۰ و عوارف المعارف جلد ۱ ص ۴۵

فصل چہارم

اہل تصوف کا خاص رنگ

اس کے بعد فصل چہارم میں برقی صاحب نے مرزا صاحب کے

حاشیہ ۱: خوف مذکر امید مونث ہے دونوں کے ملنے سے حقائق ایمان تولد ہوتے ہیں۔
۲: مرید کو پیر سے معنوی طور پر بیٹے اور باپ کی طبعی ولادت سے مشابہت دیجئی ہے۔ (امام الطائفہ حضرت جنید بغدادی)

ارشادات کے اقتباسات دیئے ہیں جن پر ہم کوئی بحث ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔ ہم نے کافی طور پر برنی صاحب کی خیانت اور تحریف کو فصل اول تا سوم کی تنقید میں ثابت کر دیا ہے۔ اب اس فصل کے ذیلی عنوانات جو کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتے ان پر تنقید غیر ضروری اور موجب طوالت ہوگی اس لئے کہ ان تمام حوالہ جات سے جو اس فصل کے عنوان نمبر ۱ کے تحت حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کے دیئے ہیں کوئی قابل اعتراض بات پیدا نہیں ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ آپ اپنے تئیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ظاہر کرتے ہیں گویا ظہور خود ذات پاک آنحضرت صلعم ہی کا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہم فصل دوم کے عنوان نمبر ۵ کی تنقید میں تفصیل سے بیان کر آئے ہیں یہاں حضرت معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر درج کر دیتے ہیں شاید برنی صاحب اس سے کچھ ہدایت پا سکیں۔

دمبدم روح القدس اندر معینے مے دمد
من نمے گویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

ایک عربی قطعہ بھی سن لیجئے :۔

رق الزجاج ورقت الخمر فتشابھا فتشاکل الامر
فکانھا خمر ولا قدح فکانھا قدح ولا خمر

حاصل مطلب۔ شیشہ اور شراب بوجہ رقیق ہونے کے ایسے متشابہ ہو گئے کہ یہ حکم لگانا مشکل ہو گیا کہ آیا یہ شیشہ ہی ہے یا شراب ہی ہے کبھی یہ خیال ہوتا کہ شاید صرف شراب ہے اور کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید صرف شیشہ ہی ہے اور اس میں شراب نہیں ہے۔

اے کاش کوئی سمجھتا! ؎

بیا وریدگر اینجا بود زباندانی غریب شہر سخنہائے گفتنی دارد

انبیائے سابقہ کے معجزات پر ہمارا ایمان

اس کے بعد اس فصل چہارم کے عنوان نمبر ۲-۳-۴ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی نسبت حضرت مرزا صاحب کی بعض کتابوں کے نامکمل اور تشنۂ صراحت فقرات دے دیئے ہیں اور یہ اسی قسم کی ناجائز کوشش ہے جو برنی صاحب نے اپنے ہر ایک عنوان کو ثابت کرنے میں کی ہے اور جس کو ہم تفصیل کے ساتھ گذشتہ فصول کی تنقید میں ثابت کر چکے ہیں حضرت مرزا صاحب اور انکی جماعت کا مذہب انبیاء علیہم السلام کے معجزات کی نسبت یہ ہے:۔ ؎

"معجزات انبیاء سابقین آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
برہمہ از جان و دل ایمان ماست ہر کہ انکارے کند از اشقیاست"

(سراج منیر صفحہ ۹۷)

خلق طیور کی حقیقت اور برنی صاحب کی بعید از دیانت حرکت؟

اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم عنوان نمبر ۲ فصل چہارم کے ہر ایک حوالہ کی تنقید کر کے بتا دیتے کہ برنی صاحب نے کس حد تک بددیانتداری سے کام لیا ہے اس سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ خلق طیور پر جناب برنی صاحب نے بہت زور دیا ہے۔ اس لئے ہم اس مسئلہ کو صاف کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس کے متعلق پہلے علماء مستند اہلسنت والجماعت

کی رائے سن لیجئے:۔

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:۔

"اُن کے لئے چمگادڑ خلق کیا کیونکہ یہ ایک کھلی پرندہ ہے جو نظروں کے سامنے اڑتا تھا۔ اور جہاں نظروں سے غائب ہُوا گر پڑتا تھا۔" (ترجمہ ملخصاً جلالین ص۴۹)

علامہ ابن جہان فرماتے ہیں:۔

"مفسرین سے متواتر نقل ہے جو پرندہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بناتے تھے وہ جب تک نظروں کے سامنے رہتا تھا اڑتا تھا جہاں نظر سے غائب ہُوا مرکر گر پڑتا تھا۔ (البحر المحیط ص۴۶۶)

ناظرین نے ملاحظہ فرمایا کہ اکابر مفسرین خلق طیور کی حقیقت صرف اسی قدر بیان کرتے ہیں کہ وہ نظروں کے سامنے پرواز کرتے تھے نظر سے اوجھل ہوکر مرکر گر پڑتے تھے گویا عارضی شکل طیران کی تھی نہ کہ حقیقی "حیات" تھی

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"مخالف لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص حضرت مسیح علیہ السلام کے خالق طیور اور محی اموات کا منکر ہے اور اس کو نہیں مانتا مگر میرا جواب یہ ہے کہ میں حضرت مسیح کے اعجازی احیاء اور اعجازی خلق کو مانتا ہوں۔ ہاں اس بات کو نہیں مانتا کہ خدا تعالٰی کی طرح حقیقی طور پر کسی پرند کو پیدا کیا ہو یا حقیقی طور پر کسی مردہ کو زندہ کیا ہو۔ اگر حقیقی طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے مردے زندے کرنے اور پرندے پیدا کرنے کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سے

خدا تعالیٰ کی خلق اور اس کا احیاء مشتبہ ہو جائے گا۔ مسیح علیہ السلام کے پرندوں کا حال عصائے موسیٰ کی طرح ہے۔ جیسے وہ سانپ کی طرح دوڑتا تھا مگر ہمیشہ کے لئے اس نے اپنی حالت کو نہ چھوڑا تھا ایسا ہی محققین نے لکھا ہے کہ مسیح کے پرندے لوگوں کے نظر آنے تک اُڑتے تھے۔ لیکن جب نظر سے اوجھل ہو جاتے تو زمین پر گر پڑتے اور اپنی پہلی حالت پر آجاتے تھے۔" حمامۃ البشریٰ ص۹۰

اب اس معجزہ خلق طیور کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا وہ بیان ملاحظہ فرمائیے جو اُنکی کتاب ازالہ اوہام میں تفصیلاً درج ہے جس کے درمیانی فقرات اِدھر اُدھر سے لے کر جناب برنی صاحب نے ایک اقتباس کی شکل میں بنا دیا ہے درحقیقت یہ **اقتباس کتاب مذکور کا کوئی جملہ نہیں ہے۔**

بلکہ چند الفاظ اِدھر اُدھر سے لے کر برنی صاحب نے خود ایک عبارت بنائی ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"سو واضح ہو کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ محض سماوی امور ہوتے ہیں جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے شق القمر۔ جو ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اُس کو دکھایا تھا۔ (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اُس خارق عادت عقل کے ذریعہ ظہور پذیر

ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے۔ جیسے حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِّن قَوَارِيرَ ہے جس کو دیکھ کر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اب جاننا چاہیئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اُن دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے۔ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے اُن کو زندہ جانور کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے اُن کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے جیسا کہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہے ....

.... اور جیسے انسان میں قوی موجود ہوں اُنہیں کے موافق اعجاز کے طور پر مدد ملتی ہے جیسے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی قویٰ جو دقائق اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز اور قوی تھے۔ سو اُنہیں کے موافق

قرآن کریم کا معجزہ دیا گیا جو جامع جمیع دقائق اور معارف الہیہ ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اُس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہُوا ہے۔ اس لئے ان آیات کے روحانی طور پر یہ معنے بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مُراد وہ اُمّی اور نادان لوگ ہیں جنکو حضرت عیسٰی نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی رُوح اُن میں پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی رُوح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر اُن چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔

انسان کی رُوح میں کچھ ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر جو بالکل بے جان ہے ڈال سکتی ہے تب جماد سے وہ بعض حرکات صادر ہوتی ہیں جو زندوں سے صادر ہُوا کرتی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوے اور عمل الترب سے اپنی

رُوح کی گرمی اُس کو پہنچا دی جاوے وہ درحقیقت زندہ نہیں بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے صرف عامل کی روح کی گرمی بارود کی طرح اس کو جنبش میں لاتی ہے......
اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ سلب امراض کرنا یا اپنی رُوح کی گرمی جماد میں ڈال دینا درحقیقت یہ سب عمل الترب کی شاخیں ہیں ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں۔ جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سلب امراض کرتے رہے ہیں۔ اور مفلوج مبروص مدقوق وغیرہ اُنکی توجہ سے اچھے ہوتے رہے ہیں۔ جن لوگوں کی معلومات وسیع ہیں وہ میرے اس بیان پر شہادت دے سکتے ہیں کہ بعض فقراء نقشبندی وسہروردی وغیرہ نے بھی ان مشقوں کیطرف بہت توجہ کی تھی۔ اور بعض ان میں سے یہاں تک مشاق گذرے ہیں کہ صدہا بیماروں کو اپنے یمین ویسار میں بیٹھا کر صرف نظر سے اچھا کر دیتے تھے اور محی الدین ابن عربی صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی اولیاء اور اہل سلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں.......... اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے.......... مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ امر ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس

اس کو خیال کرتے ہیں اگر یہ عاجز اِس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ اِن عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مارا ہے۔ حضرت مسیح نے بھی اِس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ جو اُنکی فطرت میں مرکوز تھے باذن و حکم الٰہی اختیار کیا تھا ورنہ دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اور یہ جو مَیں نے مسمریزی طریق کا عمل الترب نام رکھا جس میں حضرت مسیح بھی کس درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ یہ الہامی نام ہے اور خدا تعالےٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ عمل الترب ہے اور اس عمل کے عجائبات کی نسبت یہ بھی الہام ہُوا۔ ھذا ھو الترب الذی لا یعلمون۔ یعنے وہ عمل الترب ہے۔" جس کی اصل حقیقت زمانہ حال کے لوگوں کو کچھ خبر نہیں۔"

معجزات کی دو قسمیں

اِن اقتباسات سے بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب خلقِ طیور کے معجزہ کو مانتے ہیں۔ لیکن وہ معجزوں کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں۔ ایک وہ جو علوی اور سماوی طور پر ہوتے ہیں اور اُن میں انسانی تدبیر کا کوئی دخل نہیں ہوتا ہے جیسے ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ شق القمر تھا اور دوسری قسم معجزہ کی معجزہ عقلی ہے جو خارق عادت عقل کے ذریعہ جو الہام الٰہی سے ملتی ہے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام

کا معجزہ خلق طیور اس قسم کا تھا"

پھر اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ :-

"چونکہ قرآن استعارات سے بھرا ہوا ہے ان آیات سے روحانی طور پر یہ معنے کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ اُمّی اور نادان لوگ ہیں جنکو حضرت مسیح علیہ السلام نے ہدایت فرمائی"

گویا آپ اس معجزہ کو نہ صرف ظاہری معنوں پر حمل کرتے بلکہ اس سے باطنی اصلاح بھی مُراد لیتے ہیں۔ اس میں کیا بات قابل اعتراض ہے ؟

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ " ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنے مسمریزم کے ذریعہ ظہور میں آگئیں لیکن اس عمل الترب کی نسبت فرماتے ہیں کہ "اسکو باذن وحکم الہٰی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اختیار کیا تھا اور مجھے الہامی طور پر اس سے اطلاع دی گئی" بہر حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو حضرت مرزا صاحب نے معجزہ ہی تسلیم کیا ہے۔ یہ امر کہ وہ معجزہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر نظر کر کے کس قسم کا تھا؟ دوسری بات ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی اس رائے پر کوئی علمی یا عقلی اعتراض نہیں پیدا ہو سکتا ہے چونکہ نفس معجزہ بطور معجزہ تسلیم ہے تو یہ ادعا کہ " اگر میں چاہتا تو میں بھی بفضل و توفیق الہٰی ایسا کر سکتا تھا۔" ایک ایسے شخص کے لئے جو مدعی ماموریت ہے قابل اعتراض نہیں ہے خصوصاً اس لئے کہ اسپر یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ جب تم مسیح موعود ہونیکے دعویدار ہو تو جو معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظہور میں آئے وہی کر کے

دکھا دو۔ اس لئے اس کے جواب میں ضرورت پڑی کہ ان معجزات کی حقیقت کو واضح کیا جائے۔

معجزات حالات زمانہ کے مطابق ہوتے ہیں

علماء اہلسنت والجماعت نے اس امر کی توضیح کی ہے کہ انبیاء کے معجزات اپنے زمانہ کے حالات اور ضروریات کے مطابق ہؤا کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ تفتازانی اپنی کتاب تلویح میں لکھتے ہیں:۔

"علم کلام کی کتابوں میں بالتفصیل بتایا گیا ہے کہ ہر نبی کو اسی رنگ کا معجزہ دیا گیا جس پر اسکی قوم کو فخر تھا اور اُسی کیفیت و کمیّت کی صورت میں دیا گیا جس پر زیادتی ناممکن تھی۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سحر اور جادو تھا اور حضرت مسیح کے وقت میں طب تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور پر بلاغت تھی۔"

(تلویح شرح توضیح مطبوعہ مصر جلد اول ص۵)

اور مولوی محمد حسین بٹالوی (حضرت مرزا صاحب وسلسلہ احمدیہ کے قدیمی معاند) لکھتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالےٰ کی قدیم سے عادت ہے کہ ہر زمانہ میں اسی قسم کے معجزات وخوارق منکرین کو دکھاتا ہے جو اُس زمانہ کے موزون ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں سحر کا بڑا زور تھا اس لئے ان کو ایسا معجزہ دیا جو سحر کا ہم جنس یا ہم صورت تھا اور وہ سحر پر غالب آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا بڑا چرچا تھا اس لئے اُن کو ایسا معجزہ دیا گیا جس نے طبیبوں کو مغلوب کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین وقت کو فصاحت کا ایسا دعویٰ تھا کہ وہ اپنے سوا کسی کو اہل سخن نہ جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بلاد غیر کے لوگوں کا عجم (گونگے) نام رکھتے تھے" الخ

(رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۱۰ صفحہ ۲۸۹)

حضرت مولانا اسمٰعیل شہید نے تو خاصکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی نسبت یہی صراحت کی ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

"لازم نیست کہ ہر خارق عادت خارج از مطلق طاقت بشری باشد بلکہ ہمی قدر لازم است کہ بہ نسبت صاحب خارقہ صدور آں خلاف عادت باشد بجہت فقدان ادوات و آلات پس بسیار چیز است کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرق شمردہ مے شود۔ حالانکہ امثال ہمہ افعال بلکہ اقوی و اکمل ازاں از ارباب سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد پس وقتیکہ بر حاضران واقعہ ایں قدر ثابت باشد کہ صاحب خارق مہارت در فن سحر و طلسم نمے دارد پس لابد صدور خارق مذکور علامت صدق او تواند بود۔ لہذا نزول مائدہ از معجزات حضرت مسیح شمردہ می شود بخلاف آنچہ اہل سحر بسیار سے لذائذ اطعمہ از جنس میوہ یا شیرینی باستعانت شیاطین حاضر مے آرند۔"

(رسالہ منصب امامت صفحہ ۱۷-۱۸ بحوالہ تفہیمات ربانیہ صفحہ ۲۵۴)

حضرت یحییٰ کے معجزات پر علماء کی تنقید

مولانا سید آل حسن صاحب مشہور مناظر اسلام اپنی لاجواب کتاب استفسار میں فرماتے ہیں:۔

"اور سب عقلاء جانتے ہیں

کہ بہت اقسام سحر کے مشابہ ہیں معجزات سے خصوصاً معجزات موسویہ اور عیسویہ سے" ص۳۳۶ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ احیاء میت کا بعضے بہان منی کرتے پھرتے ہیں کہ ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا بعد اس کے سب کے سامنے دھڑ سے ملا کر کہا اُٹھ کھڑا ہو وہ اُٹھ کھڑا ہُوا" ص۳۳۶

معجزات موسویہ عیسویہ کہ بسبب مشاہدہ کارخانہ سحر اور نجوم وغیرہ کے کسی کی نظر میں ان کا اعجاز ثابت نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ معجزات موسویہ اور عیسویہ کی سی حرکات بہتوں نے کر دکھائیں" ص۳۳۷

اب جناب برنی صاحب ان علماء کی نسبت کیا فتویٰ دیتے ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی ایسی عجیب حقیقت بیان کرتے ہیں۔ جو شاید برنی صاحب کے حاشیۂ خیال میں بھی نہ ہوگی۔ اس سلسلہ میں برنی صاحب نے کمال عیاری سے کام لیکر ایک حوالہ ضمیمہ انجام آتھم کے حاشیہ ص۶ کا دے دیا ہے وہ اقتباس یہ ہے:-

"عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہُوا۔"

حضرت مرزا صاحب کے اس چھوٹے سے فقرہ کے مقابلہ میں جو برنی صاحب نے اُس کے محل وقوع سے علیحدہ کر کے درج کیا ہے۔ اور جس سے اُن کا پورا منشاء بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کی کتاب ازالہ اوہام کے ص۳۹ کا یہ فقرہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

"ازیں صاف ظاہر شود کہ مسیح را قدرت اظہار معجزہ نہ بود۔"

اور مولانا سید آل حسن صاحب اپنی کتاب الاستفسار ص۳۶۹ میں فرماتے

ہیں: "پس معلوم ہوا کہ حضرت عیسٰی کا سب بیان معاذ اللہ جھوٹ ہے اور کرامتیں اگر بالفرض ہوئی بھی ہوں تو وہ ویسی ہونگی۔ جیسی مسیح الدجال سے ہونے والی ہیں"

حضرت مرزا صاحب پر تو یہ الزام تھا کہ آپ نے لکھا تھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا اور مولٰنا رحمت اللہ صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ اُن میں اظہار معجزہ کی قوت ہی نہ تھی مولٰنا آل حسن صاحب اس کو بھان متی اور مسیح الدجال کے کرشمے فرماتے ہیں سبحان اللہ اب فرمائیے جناب برنی صاحب کیا فتوٰی ہے؟

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما

مناظرین اسلام کا خاص انداز

اللہ اللہ بغض وعناد اور حق کی مخالفت کس طرح عقل وعلم کو خیرباد کر جاتی ہے یہ کیا عجیب نظارہ ہے کہ برنی صاحب جو کچھ کہتے ہیں وہ سراسر تمام کے مسلمہ علماء کی رائے کے خلاف ہوتا ہے۔ کیا برنی صاحب باوجود ادعائے علم اتنی ذرا سی بات سے واقف نہیں ہیں کہ بعض اوقات مناظرین اسلام کو مخالفین کے مسلمات کی بناء پر اُن کو ملزم کرنا پڑتا ہے اس لئے خصم کے مسلمات کی بناء پر اُس کے معتقد علیہ کا جو ہیولٰی بنتا ہے وہ فی نفسہٖ مناظر کے معتقدات کے مطابق نہیں ہوتا۔ مولٰنا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں کہ "اگر قدر شناسوں سے حد سے گذرنے والے بڑھ جایا کریں اور قدر شناس دشمن سمجھے جایا کریں تو نصارٰی حضرت عیسٰی کے محب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت حضرت کے دشمن

ہونے چاہئیں۔ غور کرکے اگر دیکھیں بمفرط فی المحبت اس کا محب نہیں ہوتا۔ نصاریٰ جو دعویٰ محبت عیسیٰ علیہ السلام کرتے ہیں تو حقیقت میں اُن سے محبت نہیں کرتے کیونکہ دار و مدار انکی محبت کا خدا کا بیٹا ہونے پر ہے سو یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں تو معلوم۔ البتہ اُنکے خیال میں تھی اپنی خیالی تصویر کو پوجتے ہیں اور اُس سے محبت رکھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کو خداوند کریم ان کی واسطہ داری سے بر طرف رکھتا ہے۔"

قرآن کے عیسیٰ اور انجیل کے یسوع

اب اس حوالہ کی کیفیت ملاحظہ فرمایئے۔ جو برقی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کتاب ضمیمہ انجام آتھم کے حاشیہ صـ سے دیا ہے یہ حاشیہ صـ۳ سے شروع ہو کر صـ۱ پہ ختم ہوتا ہے اور اسی حاشیہ سے جناب برقی صاحب نے ایک فقرہ عنوان نمبر۲ کے تحت دے دیا ہے اور دو حوالے عنوان نمبر۱ عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کے تحت صـ۵۔ ۶ کے اور ایک حوالہ تتمہ فصل چہارم کے عنوان نمبر۱ کے تحت دیا ہے۔ اسی طرح پر **اس عبارت کو چار مرتبہ استعمال کیا ہے** لیکن کبھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ یہ عبارت کس مضمون کی ہے اور مضمون کا مقصد و منشاء کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک پادری فتح مسیح نامی نے ایک نہایت سخت اور دشنام آمیز تحریر حضرت مرزا صاحب کے پاس بھیجی تھی جس میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی زبان درازی کی تھی یہاں تک کہ اُس کم بخت نے (نعوذ باللہ من ذالک نقل کفر کفر نباشد) آپؐ کو زانی بھی لکھ دیا تھا۔ یہ چیز حضرت مرزا صاحب کے واسطے ناقابل برداشت تھی۔ آپ نے اس تحریر کا جواب ازا جیل موجود

اور عیسائیوں کے مسلمات کے مطابق بطور الزام دیا ہے۔ اور جو کچھ لکھا ہے اُس یسوع کی نسبت لکھا ہے جسکو عیسائی خدا مانتے ہیں چنانچہ اس حاشیہ کے ابتداء میں فتح مسیح کی تمہید کا ذکر موجود ہے اور آخر جواب میں آپ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اور "مسلمانوں کو واضح رہے کہ اللہ تعالےٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا اور آنے والے مقدس نبی (مراد آنحضرت صلعم) کے وجود سے انکار کیا اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئینگے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اُس کو نبی قرار دیں نادان پادریوں کو چاہیئے کہ بدزبانی اور گالیوں کا طریق چھوڑ دیں" اس عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جسکو ہم مسلمان خدا کا برگزیدہ نبی تسلیم کرتے ہیں متعلق نہیں ہے بلکہ اس فرضی شخص کے متعلق ہے جسکو پادری یسوع کہتے ہیں اور اُس کے ایسے صفات اور حالات بیان کرتے ہیں جو واقعی قابل اعتراض ہیں۔

اس عبارت کو سامنے رکھ کر سوال غور طلب یہ ہو جاتا ہے کہ (۱) کیا برنی صاحب نے اس عبارت حاشیہ کو ملاحظہ نہیں فرمایا (۲) اگر ملاحظہ فرمایا تو کیا آپکی غیرت نے یہ برداشت کر لیا کہ ایک ظالم ترین شخص کے دل آزار کلمات کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ کے لئے استعمال کئے تھے کوئی الزامی جواب نہ دیا جاتا۔ یہ عجیب غیرت ہوگی اور شاید جناب

بر نبی صاحب کے لئے ہی خاص ہو۔ العجب۔

حضرت مولنا رحمت اللہ کا کلام

مولنا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی کی تحریرت ملاحظہ فرمائیے وہ تحریر فرماتے ہیں :-

"جناب مسیح اقرار می فرمایند کہ یحیٰی نہ نان می خورند نہ شراب می آشامیدند۔ آنجناب (حضرت مسیح) شراب می نوشیدند و یحیٰی در بیابان مے ماندند و ہمراہ جناب مسیح بسیار زنان گمراہ می گشتند و مال خود می خورانیدند و زنانِ فاحشہ پائے ہا آنجناب می بوسیدند و آنجناب مرتا و مریم را دوست می داشتند و خود شراب برائے نوشیدن دیگر کساں عطا فرمودند"

(ازالۃ الاوہام مصنفہ حضرت مولنا رحمت اللہ مہاجر صفحہ ۳۷)

صرف اس لئے کہ یہ شبہ باقی نہ رہے کہ حضرت مرزا صاحب کا فی الواقع اس قسم کی تحریرات سے کیا منشاء ہے۔ اب مزید دو حوالے حضرت مرزا صاحب کی دیگر تحریرات کے دے دیتے ہیں جن سے یہ واضح ہو جائے گا کہ حضرت مرزا صاحب کی مُراد یسوع سے کیا ہے۔

آپ اپنے ایک اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۷ء میں جو تبلیغ رسالت جلد ششم وصفحہ ۳ پر شائع ہُوا ہے فرماتے ہیں :-

"ہمارا جھگڑا اُس یسوع کے ساتھ ہے جو خدائی کا دعوی کرتا تھا نہ اُس برگزیدہ نبی کے ساتھ جس کا ذکر قرآن کی وحی نے معہ تمام لوازم کے کیا ہے"

البلاغ کے حاشیہ صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں۔

"ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ اناجیل سے بطور الزامی جواب کے

لکھا ہے۔ ورنہ ہم تو حضرت مسیح کی عزت کرتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ آپ متقی اور معزز انبیاء میں سے تھے۔"

پس جہاں تک ممکن تھا ہم نے اس امر کو واضح کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات مبارک یا آپ کے معجزات کی نسبت حضرت مرزا صاحب کا وہی عقیدہ ہے جو اہل سنت والجماعت کا ہے اور بحیثیت مناظر اسلام ہونیکے جو آپ نے "یسوع" نامی شخص کے متعلق لکھا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق نہیں ہے اور اس میں بھی آپ منفرد نہیں ہیں۔

سید مریم بتول

اب فصل چہارم کے عنوان نمبر ۱۔ "حلول و اتحاد کی حقیقت" فی نفسہ بروز کا بیان ہے۔ جسکو ہم فصل دوم کے عنوان نمبر ۵ میں بالتفصیل بیان کر چکے ہیں۔ اب اسکے بعد فصل چہارم کے عنوان نمبر ۵ پر توجہ کی جاتی ہے اور افسوس ہے کہ یہ عنوان محض شرارت آمیز اور اشتعال انگیز ہے اور ایک ناقص حوالہ دینا کافی سمجھا گیا اور پھر اسی حوالہ کا دوسرا جزو تتمہ فصل چہارم کے عنوان نمبر ۶ میں دے دیا ہے۔ یہ دونو ایک ہی کتاب کے حوالے ہیں۔ لیکن اس مقام پر کتاب کا نام کشتی نوح لکھا ہے اور ص۱۶ کا حوالہ دیا ہے۔ اور تتمہ میں کتاب کا نام تقویۃ الایمان اور ص۱۶ کا حوالہ دیا ہے۔ تقویۃ الایمان اور کشتی نوح ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں اور دونوں جگہ کے اقتباسات ایک ہی عبارت سے لئے گئے ہیں جو ص۱۶ مذکور پر حسب ذیل ہے

"اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔ لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ میں روحانیت

کی رو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفاء تھا۔ موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں مَیں مسیح موعود ہوں سو میں اُس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔

نہ صرف اس قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگانِ قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا۔ باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔"

اس عبارت میں بزرگ مریم بتول کے الفاظ ہی اس عصمت و عظمت کا اظہار کرتے ہیں جو حضرت صدیقہ کے شایان شان ہے۔ صرف اس میں تاریخی واقعہ کا اظہار ہے اس میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کا نکاح یوسف نجار سے ہوا۔ لیکن یہ نکاح بعد القاء روح الٰہی یعنی حمل مقدس کے بعد

ہوا۔ اگرچہ منگنی پہلے ہو چکی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسن صاحب امروہی اپنے مقدمہ تفسیر غایتہ البرہان کے صفحہ ۱۰۶ میں لکھتے ہیں کہ "مطابق انجیل کے کنواری مریم پارسا بذریعہ روح قدس حاملہ ہوئیں۔ اور بعد کو مریم پارسا کا نکاح یوسف نسل یہودا سے ہوا۔" اور اس نکاح سے اولاد ہونے کا واقعہ تاریخی اور عیسائیوں کا بھی مسلمہ ہے۔ دیکھئے کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گائلز مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶۔ اور اس میں حضرت مریم علیہا السلام کی عظمت اور مسلمہ عصمت کے خلاف کوئی ذرا سا بھی خیال پیدا نہیں ہوتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب اور انکی جماعت کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ پیدا ہونے کی نسبت یہ ہے:۔

"اللہ نے ارادہ کیا کہ یہود کی جڑ کاٹ دے۔ اور انکی ذلت اور رسوائی کو پختہ کرے۔ سو اس نے اس کے لئے پہلی بات یہ کی کہ حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ محض قدرت سے پیدا کیا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلعم کے لئے ارہاص تھے۔"

مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۲

آگے آپ فرماتے ہیں۔ وکذالک تولد عیسیٰ من دون الاب۔[۵] مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۲

ان عقاید کی موجودگی میں محض اس وجہ سے ایک تاریخی واقعہ کو پیش نظر رکھ کر حضرت مرزا صاحب نے حضرت مریم صدیقہ کے نکاح اور اولاد کا ذکر کر کے اپنی جانب سے انکی نسبت عزت و عظمت کا اظہار کیا ہے۔ برقی صاحب

[۵] ترجمہ:۔ اس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے ہوئی۔

کی یہ کوشش کہ جماعت احمدیہ حضرت صدیقہ کی عصمت کے خلاف کوئی خیال دل میں رکھتی ہے۔ سوائے وسوسہ شیطانی کے اور کچھ نہیں ہے۔

پاکوں کی زبان

اس فصل کا ساتواں عنوان۔ "مرزا صاحب کی زبان" ہے۔ اس کے تحت اور تتمہ میں بھی جسقدر حوالجات توڑ مروڑ کے پیش کر دیئے ہیں جن کا محل وموقع استعمال ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ لیکن ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ الفاظ عیسائیوں اور دیگر مخالفین کے مقابلہ میں استعمال ہوئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم حوالجات کی تنقید میں وقت صرف کریں دوسری پاک زبانوں کو برنی صاحب کے سامنے پیش کر کے عرض کر دیں کہ ؎

تو چہ دانی زبان مرغاں را چوں نہ دیدی گہے سلیماں را

اے جناب برنی صاحب! یہ طائران قدس کی زبان ہے دنیا کے کیڑے اس زبان کو کیا جانیں۔ ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

حق کی مرارت آپ یا آپ جیسے ظاہرداروں کو ضرور ناگوار ہوگی لیکن کیا کیجئے کہ حق سے مرارت کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ خوب یاد رکھیئے مخالفت کی موم اور ایمان کی حرارت ایک جا جمع نہیں ہو سکتے۔ واقعہ کا اظہار خبث باطنی کے لئے سازگار نہیں ہو سکتا۔ مداہنت کا شیشہ سندان صداقت کے قریب نہیں لایا جا سکتا۔ کلوخ انداز کی پاداش سوائے سنگ کے اور کچھ نہیں ہے۔ نسوانی بے معنی طراری کا کوئی عمدہ جواب سوائے مردانہ چشم نمائی کے نہیں ہو سکتا۔ ان نکتوں کو ذہن شریف میں رکھئے اور منافقت کو صداقت سے جرات ایمان کو خباثت نفس سے

صبر و اخلاق کو بے عزتی اور مداہنت سے الگ الگ کر کے اپنے اپنے مقام پر رکھئے۔ تب آپ مردانِ خدا کے کلام کو سمجھ سکیں گے۔

۵ چو بشنوی سخن اہلِ دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

اب پاک زبان۔ پاکوں کی زبان۔ پاکوں کے پاک کرنے والے کی زبان سنئے اور یاد رکھئے کہ "یزکون انفسھم"[1] کا مصداق بننے کی کوشش نہ کیجئے بلکہ "بل اللہ یزکی من یشاء" کے منتظر رہئے۔

قرآن مجید کی زبان

سنئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (المنافقون)	اللہ انہیں قتل کرے کہاں پھرے جاتے ہیں۔
قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ (المائدہ ع ۹)	کہ کیا خبر دوں میں اس سے بُرے بدلہ کی اللہ کے پاس۔ جس پر اللہ نے لعنت کی اور غصہ ہوا۔ اور اُن میں سے بندر اور سُور بنائے اور بندگی کی شیطان کی۔ یہ بدتر درجے کے ہیں اور سیدھی راہ سے بہت بھٹکے ہوئے۔
غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا (المائدہ ع ۹)	ان کے ہاتھ باندھے گئے اور لعنت پڑی بہ سبب قول کے۔

[1] یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ (نساء ع ۸) ترجمہ۔ کیا تو نے انکی طرف نظر نہیں کی جو اپنے آپ کو پاک ظاہر کرتے ہیں بلکہ اللہ جسکو چاہتا ہے پاک کرتا ہے

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِّیْۤ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ کہہ کیا اللہ کے غیر کو عبادت کرنے کا حکم دیتے ہو اے جاہلو۔

وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ (المنافقون) اگر وہ کہیں تو تو انکی سنتا ہے گویا کہ وہ ستون ہیں سہارے کے۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝ (القلم ع ۱) اور نہ پیروی کر ہر ایک سنگدل قسم کھانے والے ذلیل کی۔ جو عیب جو اور چغل خور، نیکی سے روکنے والا سرکش۔ گنہگار سنگدل اور ساتھ اسکے حرامی بھی ہے۔

سُنا جناب برنی صاحب! یہ اللہ میاں کی زبان ہے۔ کیا آپ اس سے زیادہ یا اس کے برابر ہی کسی دوسری زبان کو شیریں اور نفیس و مطابق واقعہ بتا سکیں گے؟

اب اور سُنئے یا کون کی زبان سُناتا ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی زبان۔

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ نوح نے کہا اے میرے رب۔ کفار میں سے کسی ایک کو بھی زمین پر نہ چھوڑ۔ اگر تو باقی رکھے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور نہیں جنیں گے مگر فاجرہ کافر ہی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان۔

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (یونس ع) اے ہمارے رب اِتباہ کردے انکے مالوں کو اور سخت کردے ان کے دلوں کو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان۔ اے سانپو اور سانپ کے بچو!

اے بدکارو میرے پاس سے دُور ہو۔ اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو۔ تم پر افسوس ہے کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو باہر سے بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ پر بھیتر مردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی ناپاکی سے بھری ہیں۔" (متی کی انجیل)

خطبات جمعہ کی زبان:۔

اللّٰھم شتت شملھم۔ اے اللہ پراگندہ کر ان کے اجتماع کو

اللّٰھم دمر دیارھم اے اللہ تباہ کر اُن کی بستیوں کو

عُلماء کی زبان سنی علماء کی شیعوں کے مقابلہ میں:۔

.... ہے شیعوں کی عقل پر کہ اُن کو خوبیاں بھی برائیاں نظر آتی ہیں طرفہ تماشہ یہ ہے کہ بے دین و بندارو پر بے دینی کی تہمت لگائیں اور مخلصانِ خدا شناس کو مقتدایانِ عبداللہ بن سبا یہودی دشمن اہلبیت بنائیں۔ (ہدیۃ الشیعہ ص۲۴۲ مصنفہ مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند)

علماء شیعہ کی زبان ..... طاغوت سے مُراد ابوبکر و عمر ہیں (مولوی مقبول احمد شیعی کا ترجمہ قرآن کا حاشیہ ص۳۶ آیۃ الکرسی یخرجونھم من النور سے مراد ابوبکر و عمر ہیں۔ ایضاً ص۶۶ حاشیہ نمبر۶۔ قوم فاسقین سے مُراد عام اصحاب رسول ہیں (ترجمہ مذکور حاشیہ ص۱۷۷) حدیث میں آیا ہے کہ ہم انسان ہیں اور شیعہ ہمارے صورت انسان سباقی سب خناس ہیں۔ (ترجمہ مذکور حاشیہ نمبر ا ص۱۳۷) یہ تو مقابلہ کی باتیں ہیں اس کے بعد اور سنیئے۔

(۱) اگر نمونہ یہود خواہی کہ ببینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشند۔
(الفوز الکبیر شاہ ولی اللہ صاحب صنا)

(۲) افسوس ہے ان مولویوں پر جنکو ہم ہادی رہبر ورثۃ الانبیاء سمجھتے ہیں۔ ان میں یہ نفسانیت شیطنت بھری ہوئی ہے تو پھر شیطان کو کس لئے برا بھلا کہنا چاہیئے۔
(مولوی ثناء اللہ اہلحدیث ۱۷ر نومبر ۱۹۱۱ء)

(۳) آجکل کے تھرڈ کلاس کے مولوی جو ذرہ ذرہ پر عدم جواز اقتدار کا فتویٰ دے دیا کرتے ہیں سو انکی بابت بہت عرصہ ہوا فیصلہ ہوچکا ہے ھل افسد الناس الا الملوك وعلماء سوء واقبالهم۔
(مولوی ثناء اللہ اہلحدیث ۷ر جون ۱۹۱۲ء)

(۴) علماء اس امت کے بدتر اُن کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں۔ اُن میں سے فتنے نکلتے ہیں اور انہیں کے اندر پھر کر جاتے ہیں (اقترب الساعۃ ۱۲) یہ ترجمہ حدیث شریف کا ہے۔

اب آپ اپنی منقولہ ہی زبان سُن لیجئے۔ جو آپ نے بڑے مزے لیکر اپنی کتاب کے صنا میں درج فرمائی ہے۔ اور جو حضرت مرزا صاحب کے حق میں ہے۔ وہو ہذا۔

مرزا جی کا کچا چٹھا یہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ "مرزا غلام احمد دین و دنیا میں جھوٹا۔ مکار۔ غدار۔ افترار کار۔ خائن۔ ملحد۔ مشرک۔ کافر۔ زندیق ہے ۔ ۔ ۔ ۔ دجال"۔

ثناء اللہ کا منہ مانگا فیصلہ

اسکے بعد اس فصل کا دسواں اور آخری عنوان "مرزا جی کا آخری فیصلہ" ہے۔ اور اسپر مدنی صاحب

کی دیانت وصداقت کا فیصلہ ہے۔ اس کے تحت آپ نے حضرت مرزا صاحب کے ایک اعلان کو کچھ ابتدائی اور آخری سطور چھوڑ کر درج کر دیا ہے۔ اور اُس کے ساتھ اپنا ایک نوٹ بھی بطور شرح کے بڑھا دیا ہے۔ یہ اعلان تبلیغ رسالت جلد دہم ص۱۱۹ تا ۱۲۰ پر طبع ہو چکا ہے یہ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کا ہے۔ یہ اشتہار جن حالات میں شائع ہوا ہے اور جو اس اشتہار کے محرکات ہیں۔ انکو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اواخر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب اور احمدیوں کے درمیان موضع مد ضلع امرتسر میں ایک مباحثہ ہوا۔ ختم مباحثہ کے فوراً بعد ہی اوائل نومبر میں حضرت مرزا صاحب نے ایک اعجازیہ قصیدہ عربی لکھ کر شائع کیا ہے۔ جو اعجاز احمدی ص۳۹ سے ۸۷ تک شائع ہوا اس قصیدہ کے شائع کرتے وقت آپ نے اعجاز احمدی کے ص۱۴ میں تحریر فرمایا ہے کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ ثناء اللہ امرتسری یہ چاہتے ہیں کہ میں اور وہ یہ دُعا کریں کہ جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں مر جائے" اس لئے آپ نے اسی کتاب کے ص۳۷ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ "واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان ظاہر ہوں گے۔

(۱) وہ قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔ اور سچی پیشگوئیوں کی اپنے

قلم سے تصدیق کرنا اُن کے لئے موت ہوگی

(۲) اگر اس چیلنج پر وہ (ثناء اللہ) رضامند ہوئے کہ کاذب صادق سے

پہلے مر جائے تو وہ ضرور پہلے مرینگے۔
(۳) اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر انکی روسیاہی ثابت ہو جائے گی۔"
(اعجاز احمدی ص۳۷)

ناظرین اس عبارت کی زیر خط حصہ عبارت کو جو حضرت مرزا صاحب نے اپنا نشان دوم بتایا ہے ذہن نشین رکھیں۔ یہ کتاب نومبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی ایک اعلان کیا جو انکی کتاب الہامات مرزا طبع سوم میں صفحہ ۱۰۲ پر اس طرح ہے۔

"چونکہ یہ خاکسار نہ واقع میں اور نہ آپکی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے۔ اس لئے ایسے مقابلہ کی جراءت نہیں کر سکتا میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے ایسی باتوں پر جراءت نہیں۔"

لیکن پھر لوگوں کے اُکسانے پر اخبار اہلحدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء میں ص۱۰ مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ شائع کیا۔

"مرزائیو سچے ہو تو آؤ اور اپنے گورو کو ساتھ لاؤ وہی میدان عیدگاہ امرت سر تیار ہے جہاں تم پہلے صوفی عبد الحق غزنوی سے مباہلہ کر کے آسمانی ذلت اٹھا چکے ہو اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہے کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔"

اس مباہلہ طلبی کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے وہ اشتہار شائع

کیا جسکی آخری سطور چھوڑ کر برنی صاحب نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے
جن ضروری سطور کو برنی صاحب نے ترک کر دیا ہے وہ یہ ہیں :-
"بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون
کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔"
اس کے جواب میں انہوں نے اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء میں یہ شائع کیا کہ
(۱) "اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اسکو شائع کر دیا
(۲) "اس مضمون کو بطور الہام شائع نہیں کیا۔"
(۳) "میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر
کیا حجت ہو سکتی ہے؟"
(۴) "ان دنوں طاعون کی شدت ہے۔ مردوں کا اٹھانا مشکل ہو رہا ہے
ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے ایسے وقت میں طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی
دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے"
(۵) "تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب
حدیث شریف ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں پھر کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانیں گے۔"
(۶) "خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص
ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں۔"
(۷) "آپ اس دعویٰ میں (کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی) قرآن شریف کے صریح خلاف
کر رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا ایک طرف سے مہلت ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ جھوٹے
دغا باز، مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تا کہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کریں۔"
(۸) "آپکو معلوم نہیں کہ مسیلمہ کذاب کی زندگی میں آنحضرت فداہ روحی کا انتقال ہوا اور وہ زندہ رہا۔ آنحضرت
باوجود سچے نبی ہونیکے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے اور مسیلمہ باوجود کاذب ہونیکے صادق سے پیچھے مرا۔"
(۹) "کوئی ایسی نشانی دکھاؤ جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں مر گئے تو کیا دیکھیں گے؟"

(۱۰) مختصر یہ کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔" (اہلحدیث و مرقع قادیانی وغیرہ)

ان تحریرات کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی وفات اپنے ادعا کے مطابق فریق ثانی کی تائید میں ہوئی۔ جس کے مقابلہ اور تصفیہ کے لئے دعا کی گئی تھی وہ اسکو قبول نہیں کرتا۔ بلکہ بذریعہ اخبار اعلان کرتا ہے کہ "خدا جھوٹے اور دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں۔" اس اعلان کے بعد اگر مولوی ثناءاللہ صاحب مر جاتے اور حضرت مسیح موعودؑ زندہ رہتے تو یہ شور مچا دیا جاتا کہ ہم نے مضمون کو شائع کرتے وقت یہ نوٹ کر دیا تھا کہ سچے جھوٹوں کی زندگی میں ہی مر جاتے ہیں۔ اس لئے ویسا ہی ہوا۔ اور مرزا صاحب خود اپنی تحریر کے مطابق جھوٹے قرار پاتے۔ اس لئے کہ وہ مولوی ثناءاللہ کے بعد زندہ رہے اور اب جبکہ مولوی ثناءاللہ صاحب کے مشتہرہ عندیہ کے مطابق ایک واقعہ ہو گیا اور خدا نے خود انہیں کے اعتقاد کے محک پر کہ **دغاباز اور مفسد کی عمر دراز ہوتی ہے** کھوٹا کھرا پرکھ کر بتا دیا تو زیغ قلب کا مرض ابھر آیا اور اس طرح ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ (سورہ آل عمران ع۱) کی صداقت ثابت ہوئی۔

خدا کی قدرت اور مقام عبرت کہ ثناءاللہ اِنَّمَا نُمْلِی لَھُمْ لِیَزْدَادُوْا اِثْمًا (آل عمران ع۱۸) کی تصدیق ارذل العمر[1] یعنی کبرسنی تک پہنچکر "زندگی برگردن افتاد ست"

---

[1] قرآن میں آتا ہے۔ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰکُمْ وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا (نحل ع۹)۔ ترجمہ۔ اور اللہ نے تم کو پیدا کیا اور پھر وہ تمہاری روحوں کو قبض کرتا ہے اور تم میں سے وہ بھی ہوتا ہے جو کہ رذیل ترین عمر کیطرف پھیرا جاتا ہے تاکہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے۔ منہ

کے مصداق بنے ہوئے مسیلمہ کی طرح موجود ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور اپنی ناکامی و نامرادی دیکھ کر کڑھ رہے ہیں۔ لیکن جن کے قلوب مسخ ہو چکے ہیں وہ اس واقعہ سے عبرت پکڑنے کی بجائے اس میں تحریف کر کے وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ کہنے والے منکرین کے گروہ میں شامل ہو رہے ہیں ؎

چشم باز و گوش باز و ایں ذکا ۔۔۔ خیرہ ام در چشم بندی خدا

عبدالحکیم کی نامرادی

اسی سلسلہ میں ہم ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی کا بھی ذکر کر دینا مناسب سمجھتے ہیں جن کی نسبت برقی صاحب نے تتمہ کے صلا میں لکھا ہے کہ "خدا کی قدرت اور مقام عبرت کہ مرزا صاحب میعاد مقررہ کے اندر ہی ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے۔"

ظاہر ہے کہ نبی ہو یا ولی فوت ہونے سے تو محفوظ نہیں رہ سکتا ہے بحث صرف یہ ہے کہ آیا حضرت مرزا صاحب کی وفات باعث عبرت اور آپکی صداقت کو زائل کرنے والی ہے یا نہیں۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی خواہ کچھ بھی ہو لیکن کیا وہ پیشگوئی پوری ہوئی اور اگر پوری ہوئی تو کیا اس سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر کچھ اثر پڑتا ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ نے دسمبر ۱۹۰۵ء میں ایک وصیت تحریر فرمائی جو رسالہ الوصیت کے نام سے طبع ہو چکی ہے اس میں آپ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"خدائے عز و جل نے متواتر وحی سے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارے میں اسکی وحی اس تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔" الوصیت صلا

وحی الٰہی کے اس اعلان کے بعد شیطان اسْتَرَاق سمع[1] کرکے یُوْحُوْنَ اِلٰی اَوْلِیَآءِ ھِمْ[2] کی گھات میں لگ گیا اور ڈاکٹر عبدالحکیم کو اس کا اہل پاکر ان پر القا کردیا اور انہوں نے جھٹ یہ پیشگوئی کردی کہ "مرزا صاحب تین سال بعد فوت ہو جائیں گے" یہ پیشگوئی ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو شائع کی گئی۔

اس کے ایک سال بعد یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو ڈاکٹر مذکور نے لکھا کہ سہ سالہ میعاد میں سے دس مہینے گیارہ دن کم کرکے مجھے الہام ہوا ہے کہ "جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ ماہ تک مرزا مر جائے گا" اسی پر ہی ڈاکٹر عبدالحکیم قائم نہیں رہا بلکہ اعلان کیا کہ مجھے ۱۶ر فروری ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا ہے کہ "مرزا ۲۱ ساون ۱۹۶۵ مطابق ۴ر اگست تک ہلاک ہو جائیگا"

اس پیشگوئی کا تذکرہ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب چشمہ معرفت کے صفحہ ۳۲۲ پر کیا ہے جس کا اقتباس برنی صاحب نے دیا ہے۔

اس اقتباس کے یہ الفاظ کہ "**مَیں اس کے شر سے محفوظ رہونگا**" خاص طور پر قابل غور ہیں۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو حضرت مسیح موعود نے مطابق اعلام الٰہی ڈاکٹر کی اس پیشگوئی کے مقابلہ میں شائع کئے ہیں اور اُدھر ڈاکٹر نے اضطراب شوق میں اس پیشگوئی کو منسوخ کرکے ۱۵ر مئی ۱۹۰۸ء کو

---

[1] یہ اشارہ ہے اس آیت قرآن کی طرف اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ حجر ع۲۔ ترجمہ بجز اس (شیطان) کے جس نے چوری سے سُن لیا تو پیچھے لگا ہوا اسکے انگارہ دہکتا ہوا

[2] قرآن مجید میں آیا ہے کہ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ۔ ترجمہ بیشک شیطان البتہ وسوسہ ڈالتا ہے اپنے ڈھب کے لوگوں کو۔ (سورۃ انعام ع۱۴)

روزانہ پیسہ اخبار میں اپنی یہ جدید پیشگوئی شائع کرائی۔ "مرزا ۲۱ساون ۱۹۶۵ سنہ بکرمی مطابق ۴ راگست ۱۹۰۸ء کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔" سبحان اللہ۔ ۵

داغ کی شامت جو آئی اضطراب شوق میں
حال دل کمبخت نے سب اُن کے منہ پر رکھ دیا

کیا اللہ کی شان ہے کہ ادھر ڈاکٹر کا ۸ رمئی ۱۹۰۸ء کا خط اپنی پہلی پیشگوئی کو منسوخ کر کے روزانہ پیسہ اخبار میں مورخہ ۵ رمئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہؤا ادھر مسیح موعود ڈاکٹر کے اس اعلان کے خلاف ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو اپنے رفیق اعلےٰ سے جا ملے اور ڈاکٹر کی پیشگوئی یونہی رہ گئی۔ گویا حضرت مسیح موعود کے الہامی الفاظ کے مطابق "کمترین (ڈاکٹر) کا بیڑا غرق ہو گیا۔"

یہ تو حقیقت ہے ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی کی لیکن اگر فی الواقع ڈاکٹر عبدالحکیم کی کسی مقررہ میعاد کے اندر یا تاریخ خاص پر حضرت مرزا صاحب کا انتقال ہوتا تو کیا کوئی معقول پسند آدمی اس طرح کسی نجومی رمال یا صاحب کشف و الہام کی پیشگوئی پوری ہونے سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ مرزا صاحب (نعوذ باللہ) اپنے دعاوی میں جھوٹے تھے۔ آخر یہ نتیجہ کس منطق کے مطابق اخذ کیا جاتا! ہاں اگر اس قسم کی پیشگوئی بالمقابل بطور معیار صداقت کے فریقین تسلیم کرتے تب اس پر یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا۔

جو کچھ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے اور جس کا حوالہ برنی صاحب نے کچھ کتر و بیونت کر کے دیا ہے یہ ہے کہ "آخری دشمن ایک اور پیدا ہؤا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے

اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ میں اسکی زندگی ہی میں ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اسکو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اسکی مدد کرے گا۔"

بغیر اس کے کہ اس حوالہ کی کتر و بیونت کو ظاہر کیا جائے جو ہمارے جواب کے لئے ضروری نہیں۔ ہم اس عبارت کو پیش نظر رکھ کر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس تحریر کے یہ الفاظ کہ میں اس کے شر سے محفوظ رہونگا بالکل صاف ہیں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اس میعاد میں نہیں مروں گا جو عبد الحکیم نے اس تحریر کے وقت ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک کی مقرر کی تھی۔ بلکہ اعلام الٰہی کی بنا پر یہ فرمایا کہ "میں اسکے شر سے محفوظ رہونگا" اب دیکھیے کہ عبد الحکیم کا شر کیا تھا یہی نہ کہ اس نے حضرت مرزا صاحب کے خلاف ایک پیشگوئی انتقال کی تاریخ مقرر کر کے شائع کی تھی۔ اگر یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہو جاتی جس طرح کی گئی تھی تو ڈاکٹر اور اسکے ہوا خواہوں کو یہ کہنے کا موقع تھا کہ دیکھو مرزا بوجہ اپنی بے راہ روی کے میری دعا اور الہام کے مطابق فوت ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کے اس تصرف کو دیکھیے کہ اس نے ڈاکٹر عبد الحکیم کو اسیر قائم نہیں رہنے دیا اور اس پیشگوئی کو القاء شیطانی ثابت کرنے کے لئے اس میں اضطراب اور تردد ایسا پیدا کر دیا کہ اس نے اپنی سابقہ پیشگوئی اور اس ۴ اگست

۱۹۰۸ء تک والی پیشگوئی کو منسوخ کرکے ایک ایسی پیشگوئی کردی کہ جس میں ایک خاص تاریخ وفات مقرر و معین ہوگئی اور اس قادر و توانا نے اس القاءِ شیطانی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس مقررہ تاریخ سے بہت پہلے اُٹھا لیا اور اس طرح اعلام الٰہی کے یہ الفاظ کہ "مَیں تجھے ڈاکٹر کے شر سے محفوظ رکھوں گا" صفائی کے ساتھ پورے ہوگئے اور صداقت آشکار ہوگئی اور سلسلہ کے سب سے بڑے معاند مولوی ثناءاللہ کو اس واقعہ کا شاہد بنایا گیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"ہم خدا لگتی کہنے سے رُک نہیں سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسپر بس کرتے۔ یعنی ۱۴ ماہہ پیشگوئی کرکے مرزا صاحب کی موت کی تاریخ مقرر نہ کر دیتے جیسا کہ انہوں نے کیا۔ چنانچہ ۱۵ر مئی کے اہلحدیث میں ان کے الہامات درج ہیں کہ ۲۱ ساون یعنے ۴ر اگست ۱۹۰۸ء کو مرزا مر گیا تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا جو معزز ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ۲۷ کے روزانہ پیسہ اخبار میں ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر چھپا ہوا کیا ہے کہ ۲۱ ساون کی بجائے ۱۲ر ساون تک ہوتا تو خوب ہوتا۔ غرض سابقہ پیشگوئی سہ سالہ اور ۱۴ ماہہ کو اس اجمال پر چھوڑے رہتے اور ان کے بعد میعاد کے اندر تاریخ کا تقرر نہ کر دیتے تو آج یہ اعتراض پیدا نہ ہوتا۔"

(اہلحدیث ۱۲ر جون ۱۹۰۸ء ص)

اللہ اللہ یہ کیا کرشمہ قدرت ہے کہ سلسلہ کا سخت ترین معاند بھی تسلیم کرتا ہے کہ ڈاکٹر کی پیشگوئی کس طرح سے بے اثر گئی اور اس طرح

حضرت مرزا صاحب کا یہ اعلام پورا ہوا کہ "میں اسکے شر سے محفوظ رہونگا" اور بالآخر عبد الحکیم ایک عرصہ تک مسلول رہ کر دنیا سے ناکام گیا۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود کے اس الہام کا دوسرا حصّہ کہ "وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا۔" بھی پورا ہوگیا۔

برنی صاحب! یہ خدا کی قدرت اور مقام عبرت ہے بشرطیکہ آپ میں کچھ انصاف اور حق پسندی کا مادہ ہو۔

افسوس کہ آپ نے عجائبات قدرت سے آنکھیں بند کرلیں۔ وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا (سورہ اعراف ع ۲۲)

حضور کا وصال ہیضہ سے نہیں ہوا

اس موقعہ پر اس حقیقت کا ظاہر کرنا بے محل نہ ہوگا کہ حضور علیہ السلام کے وصال کا باعث ہیضہ قرار دینا صریح جھوٹ بلکہ قانونی جرم ہے جیساکہ پنجاب کے سب سے بڑے ڈاکٹر جناب کرنل سدرلینڈ پرنسپل میڈیکل کالج کے سرٹیفکیٹ سے ظاہر ہے جو نعش مبارک کو بذریعہ ریل قادیان لانے کے لئے حسب قواعد ریلوے حاصل کیا گیا تھا۔

فصل پنجم پر تنقید

خدا تعالےٰ کے فضل سے برنی صاحب کا چوفصلہ تو ختم ہوچکا اب صرف پانچویں فصل اور تتمہ باقی ہے۔ پانچویں فصل میں برنی صاحب کا خاتمہ ہے خدا بخیر کرے۔ تتمہ میں صرف سابقہ فصول اور ان کے ذیلی عنوانات کے

متعلق مزید حوالے اور اقتباسات ہیں۔ چونکہ ہم ضروری اور اہم جملہ فصول اور ان کے ذیلی عنوانات کی تنقید کر چکے ہیں جس میں کہیں کہیں تمتہ کے مندرجہ حوالجات کا بھی ذکر آگیا ہے اس لئے تمتہ پر کوئی علیحدہ تنقید ضروری نہیں ہے۔ البتہ اس تمتہ کی فصل سوم کے ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کو غلط لکھا گیا ہے۔ اس لئے ہم صرف اسکی اصلاح کر دیں گے اور بس۔

فصل پنجم میں "لاہوری" اور "قادیانی" فریق کا ذکر ہے۔ جو ہماری بحث سے خارج ہے۔ اس لئے ہم اس کو نظر انداز کر کے صرف اس "قرآنی تنبیہ" کی توضیح کر دیں گے جو برنی صاحب کو ہوئی ہے اور جس کا ایک خاص عنوان اس فصل میں قائم کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ ہماری اس تحریر کے ملاحظہ کے وقت بعض قارئین کے پاس برنی صاحب کی کتاب زیر تنقید موجود نہ ہو تو ہماری اس توضیح و تشریح کے سمجھنے اور اس سے پوری بصیرت حاصل کرنے سے قاصر رہیں گے اس لئے ضروری ہی کہ ہم فصل پنجم کا عنوان نمبر ۲ (۲۹۵) مع پورے مضمون کے بجنسہٖ ذیل میں نقل کر دیں۔ وہو ہذا۔

قرآنی تنبیہ	برنی صاحب کا شوق فال

"مرزائی صاحبان کو قرآن شریف میں اپنے لئے بہت سے مبشرات نظر آتے ہیں اور وہ بڑی شد و مد سے کتابوں میں درج کئے جاتے ہیں یہ دعاوی دیکھ کر ہم نے بھی ایک خاص وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیکر اس بارہ میں قرآن کریم سے حقیقت حال دریافت کی تو عجب پتہ کا جواب ملا۔ سبحان اللہ۔ یہ قرآن کریم کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے

ناظرین بھی اس تنبیہ کے محل و مصداق پر غور فرماویں۔ واللہ اعلم بالصواب وماعلینا الا البلاغ۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

(سورۃ توبہ ع ۱۳)

ترجمہ۔ کہدو کہ عمل کئے جاؤ پھر آگے دیکھیگا اللہ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول اور مسلمان اور جلد لوٹائے جاؤ گے ایسے کی جانب جو چھپے اور کھلے کا واقف ہے تو وہ تم کو جتادے گا جو تم کر رہے تھے اور کچھ وہ لوگ ہیں جن کا معاملہ ملتوی ہے اللہ کے حکم پر۔ یا ان کو عذاب دے یا انکی توبہ قبول فرمائے۔ اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے بنا کھڑی کی ہے ایک جدا مسجد ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور پناہ دینے کو اس شخص کو جو لڑ رہا ہے اللہ اور اسکے رسول سے پہلے سے۔ اور ایسے قسمیں کھانے لگیں گے کہ بجز بھلائی کے ہمیں کچھ مقصود نہ تھا اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل کاذب اور جھوٹے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (۱۰۸)"

قرآن سے فال برنی صاحب کے حسب حال

ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ ایک مرتبہ پھر برنی صاحب کی اس تمہید کو جو

انہوں نے آیات قرآنی کے اوپر تحریر فرمائی ہے غور سے ملاحظہ فرماویں خلاصہ مطلب اس تمہید کا یہ ہے کہ جناب برنی صاحب نے ایک خاص وقت میں رسول اللہ کا واسطہ دیکر قرآن کریم سے فال نکالی اور اس کا وہ جواب پایا جو آیات سے ظاہر ہے۔ اگرچہ ہم اس قسم کی فال کے قائل نہیں ہیں اور قرآن کریم سے فالنامہ کا کام لینے سے خدا تعالےٰ کی پناہ چاہتے ہیں یہ ایسے ہی لوگوں کا کام ہے جو قرآن سے دور اور مہجور اور اس کے انوار اور برکات سے محروم ہو چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے اشخاص جنکی بصیرت زائل اور اخذ انوار و برکات قرآنی کا مادہ سلب ہو چکا ہے قرآن سے بجز فالنامہ کے اور کیا کام لے سکتے ہیں لیکن جو جس راستہ سے طلب کرتا ہے اسکو حتی الامکان اسی راستہ سے حق و صداقت پہنچا دینے کی کوشش کرنا ہمارا کام ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ برنی صاحب کی اخذ کردہ فال کو سمجھا دیا جائے۔ بلاشبہ یہ ایک تنبیہ قرآنی ہے اور خدا کرے کہ ہمارے ذریعہ سے برنی صاحب کو اس کے سمجھنے کی توفیق بارگاہ رب العزت سے عطا ہو۔ آمین۔

استخارہ کے وقت برنی صاحب کی حالت

ناظرین کرام! اس فال کشی کے وقت برنی صاحب نے جو خاص الفاظ اس علیم بذات الصدور کے سامنے ادب و انکسار کے ساتھ سر جھکا کر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیکر عرض کئے ہونگے ان کا علم تو خود انہی کو ہو سکتا ہے۔ لیکن تمام حالات اور قرائن کو پیش نظر رکھ کر یہ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ اس استخارہ کے وقت برنی صاحب کے ذہن میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ اور ان کی جماعت کے عقائد و اعمال ضرور ہونگے۔ اس خیال بلکہ حتم اور جزم کے ساتھ کہ یہ اعمال و عقائد قطعاً

غلط و گمراہ کن ہیں جنکی میں تردید کر چکا ہوں اس لئے اے میرے رب
رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور اپنے کلام پاک کے ذریعہ
سے اسکی حقیقت مجھ پر واضح فرمادے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ کیا ہمارا
رب ہے اور کیا اسکی قدرت ہے کہ جس ذریعہ سے انکشاف حقیقت
کی استدعا کی گئی اسی ذریعہ سے جواب ملتا ہے۔ کیا جواب ملتا ہے ؟
وہ جو آیات مبارکہ منقولہ بالا میں ہے۔ ان آیات شریف کی ابتدا لفظ
"قل" سے ہے۔ ظاہر ہے کہ بوقت نزول آیات مطہرہ یہ لفظ
فی نفسہ حضرت رسالتمآب کو مخاطب کر کے اللہ تعالےٰ نے استعمال فرمایا
ہے لیکن اب اس موقعہ پر چونکہ سائل فال نکالنے والا قرآن سے یا قرآن کے
ذریعہ سے جواب پانے کا مستدعی ہے اس لئے یہ لفظ "قل" گویا
اللہ تعالےٰ کی طرف سے کلام پاک کی مخاطبت کے لئے ہوگیا۔ یعنی
اللہ تعالےٰ کلام پاک کو مخاطب کر کے حکم دیتا ہے کہ سائل یعنی بر نیصاحب
کو "کہدو" کہ اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون۔ الخ
ترجمہ (جو کرنا چاہتے ہو کرو۔ پس اللہ تعالےٰ اور اس کا رسولؐ اور مومنین
اس کو قریب میں دیکھیں گے (لیکن یاد رکھو کہ) تم اس (ذات پاک)
کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو حاضر و غیب سب سے واقف ہے (وہ)
تم کو (آخرت میں) تمہارے کئے کی حقیقت سے آگاہ کرے گا (یعنی
پرسش کرے گا)۔ ناظرین۔ یہ صرف پہلی آیت کا مطلب ہے۔ اگر کسی
کے دل میں خدا تعالےٰ کا خوف ہو اور وہ قرآن کریم کو صرف فالنامہ
نہیں بلکہ ہدایت نامہ سمجھے تو یہ آیت ہی اسکی تنبیہہ کے اور ان اعمال
سے باز رکھنے کے لئے کافی ہے جسکی حقیقت حال وہ دریافت کرتا

چاہتا تھا۔ گویا آیات قرآنی نے برقی صاحب کے معنویات کو پیش نظر رکھ کر جواب کا آغاز اس طرح کیا کہ اچھا تم جو کرنا چاہتے ہو کر کے دیکھ لو یعنی احمدیوں کے خلاف جو منصوبہ افترا پردازیوں کا باندھا ہے اس پر عمل کر کے دیکھ لو اور رسول* اور مومنین بھی دیکھیں گے۔
اس کے بعد زجر و توبیخ کی گئی کہ یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری یہ منصوبہ بازی یہیں ختم و فنا ہو جائے گی۔ نہیں بلکہ اسکی باز پرس ہوگی اور یروز حشر تمہارے یہ اعمال تمہارے سامنے آئیں گے اور اس وقت تمہارے اعمال کی حقیقت تم پر ظاہر ہو جائے گی

کاش نیت صاف ہوتی

اگر نیت صاف ہوتی اور دل میں خوف الٰہی ہوتا تو برقی صاحب جو کچھ کرنا چاہتے تھے جسکی حقیقت واضح ہونے کے لئے یہ استخبارہ کیا تھا اس سے رک جاتے اور ولمن خاف مقام ربہ جنتان[1] کے امیدوار ہوتے۔ لیکن نہیں ان آیات قرآنی اور ارشادات الٰہی نے یضل بہ کثیرًا[2] کی شان دکھائی اور برقی صاحب جو مدعی رسالت

* آیت کے الفاظ رسول اللہ والمومنون دراصل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق ہیں لیکن چونکہ اس وقت سائل برقی صاحب ہیں اور جواب کا روئے سخن برقی صاحب کی جانب ہی جنکے ذہن میں بوقت سوال حضرت مرزا صاحب کی رسالت و نبوت اور آپکے متبعین کا تصور قائم تھا اس لئے ان خاص الفاظ کی لطافت موقع اور محل اور وقتی ضرورت کے مدنظر بہت بڑھ جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی قدرت پر ایمان رکھنے والے اس سے خاص حظ حاصل کرتے ہیں۔ منہ

[1] (ترجمہ۔ اللہ سے ڈرنیوالوں کیلئے دو جنت ہیں۔ رحمٰن ع ۳) [2] (اسکے ذریعہ سے بہتوں کو گمراہ ٹھہراتا ہے

اور اس کے مومنین کو خاطر میں نہیں لاتے ان آیات سے ہدایت اور فائدہ حاصل نہ کر سکے۔ مگر خدا ترس اور منصف مزاج لوگ غور فرماویں کہ برنی صاحب کس طرح ایک مدعی رسالت اور اس کے مومنین کے خلاف استخبارہ کرتے ہیں اور کیا جواب پاتے ہیں؟ ھل فیکم رجل رشید؟ سبحان ربی الاعلیٰ۔

سورۃ توبہ۔ توبہ کی طرف توجہ دلاتی ہے

اللہ اللہ! کیا عجائبات قدرت ہیں۔ ایک شخص اپنے مزعومات پیش نظر رکھ کر ایک خاص طریقہ پر انکشاف حقیقت کا طالب ہوتا ہے اس کو اسی طریقہ پر صاف جواب ملتا ہے۔ اس جواب کے لئے سب سے پہلے اسکی توجہ اسی سورۃ مبارکہ کی جانب پھیری جاتی ہے جس کا نام ہی "توبہ" ہے۔ اللہ اکبر کیا ایک فال دیکھنے والے کے لئے اس سورۃ کے مبارک نام میں کچھ ہدایت نہ تھی؟ پھر اس کے بعد اسکی نظر ایسی آیات مبارکہ پر قائم کی جاتی ہے جن میں منافقین کو مخاطب کیا گیا ہے۔ کیا یہ بھی ایک فال کے شوقین کے لئے کافی تنبیہ نہ تھی؟

اگر برنی صاحب کے دل میں للہیت اور دماغ میں انوار فہم ہوتے تو اس وقت سجدہ میں گر جاتے اور جدّ انسانیت حضرت آدم علیہ السلام کی طرح گریہ وزاری کر کے کہتے کہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین (اعراف ۲ ع)[1] لیکن معلوم ہوتا ہے

[1] ترجمہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اگر تو ہمیں بخشے گا نہیں اور نہ ہم پر رحم کرے گا تو واللہ ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہونگے)

کہ ان میں طینت آدمؑ کا کافی حصہ نہ تھا اس لئے فبما اغویتنی* کہنے والے کی طرح اور بھی گمراہی میں پڑ گئے۔

اس پہلی آیت کے بعد ایک آیت والذین اتخذوا مسجداً ضراراً سے شروع ہوتی ہے۔ اس آیت اور آیات مابعد پر حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب دہلوی کا ایک حاشیہ ہے جس میں حضرت موصوف مسجد ضرار کا۔ جو منافقین نے قائم کی تھی تاریخی واقعہ تحریر فرما کر بطور نتیجہ آیات فرماتے ہیں کہ "آدمی خبردار رہے کہ ظاہر بعض عبادت ہے اور نیت اس میں نفسانیت ہے۔ اس کا یہ حال ہے" اس حاشیہ میں جناب شاہ صاحب موصوف نے بیان فرمایا ہے کہ بعض منافقین نے مسجد قبا کے مقابلہ میں دوسری مسجد طیار کر کے چاہا تھا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں نماز پڑھا کر افتتاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کروائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف آوری کا وعدہ بھی فرما لیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی منافقین کی بدنیتی کی اطلاع دے دی اور آپؐ اس سے رک گئے۔ سبحان اللہ۔ اس حاشیہ نے بات اور بھی صاف کر دی۔ گویا برنی صاحب کو مسجد ضرار اور منافقین کا حال سنا کر صاف طور پر کہہ دیا گیا کہ تم جو "قادیانی مذہب" نامی کتاب لکھ رہے ہو یا لکھنا چاہتے ہو اور اس طرح ایک دینی خدمت کی نمائش کر رہے ہو اس میں تمہاری نفسانیت کا دخل ہے اور یہ علامت منافقین کی ہے

---

* یہ اس طرف اشارہ ہے قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم۔ اعراف ع۲ ترجمہ۔ کہا (شیطان نے)، تو تیرے مجھے گمراہ قرار دینے کی وجہ سے ضرور میں تیرے سیدھے راستہ پر ان کے لئے بیٹھوں گا۔ منہ

ظاہر ہیں کام اچھا اور ایسا اچھا جیسے مسجد کی بناء۔ مگر خبردار ہو جاؤ کہ
در اصل اس کام میں تمہاری نفسانیت کو دخل ہے اور یہ خاص منافقت ہے۔

برنی صاحب کی قرآنی انتباہ سے لاپروائی

اب ناظرین خود ملاحظہ فرماویں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک کے ذریعہ سے کس کس طریقے سے برنی صاحب کو ان کے اس ارادہ اور نیت اور عمل سے باز رکھنے کے لئے تنبیہہ فرمائی ہے۔

۱۔ سورۃ توبہ پر متوجہ کیا کہ اپنے خیالات سے باز آؤ اور توبہ کرو۔
۲۔ پھر ان آیات کو پیش نظر رکھو جن میں منافقین مخاطب ہیں۔
۳۔ پھر ان اعمال کی پرسش کا خوف دلایا جو برنی صاحب کرنا چاہتے تھے۔ اور بالآخر ان آیات مبارکہ کو۔
۴۔ "تنبیہہ قرآنی" خود برنی صاحب کے قلم سے لکھوا دیا تاکہ یہ عذر باقی نہ رہے کہ میں نے صرف فال سمجھ کر ظواہر آیات پر نظر رکھی لیکن ان تمام تنبیہات پر ذرا بھی توجہ نہ ہوئی لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (۵ ج ع ۶) ایسے ہی لوگ ہونگے جو حشر میں اندھے اٹھائے جائیں گے تو تعجب و حسرت سے پکار اٹھیں گے کہ رب لم حشرتنی اعمی وکنت بصیرا (۵ ط ع ۷) اور یہ سکت جواب پاکر دانت پیستے رہ جائیں قال کذالک اتتک ایتنا فنسیتہا۔۔۔

---

۵ ترجمہ۔ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ولیکن دل اندھے ہوتے ہیں جو کہ سینوں میں ہوتے ہیں۔
۵ ترجمہ۔ اے میرے رب تونے مجھے اندھا کیوں اٹھایا ہے حالانکہ میں تو آنکھوں والا تھا۔
۵ ترجمہ۔ وہ (اللہ) کہے گا تیرے پاس ہماری آیتیں آتی تھیں تو تو انکو بھلا دیتا تھا سو آج دن تو بھی اسی طرح بے خبر چھوڑا جائے گا۔ فاعتبروا یا اولی الالباب

اے کاش۔ جناب پروفیسر الیاس برنی صاحب ایک مرتبہ اس "قرآنی تنبیہہ" پر خدا تعالےٰ کے خوف کے ساتھ ہماری دوستی و دشمنی سے خالی الذہن ہو کر غور کرتے اور یہ ہم صرف اس لئے آرزو کرتے ہیں کہ برنی صاحب سے گو ہماری کوئی خاص شناسائی سوائے صورت شناسی کے نہیں ہے لیکن ان کے بعض واقف کار احباب نے ہم کو انکی سنجیدگی اور معقولیت کا یقین دلایا ہے۔ لیکن اگر انکی معقولیت اور سنجیدگی کا یہی عالم ہے جو انکی کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبارت صاف شستہ اور متانت آمیز۔ لیکن پُر از حرفت وفن تو ہم کو مجبورًا یہ شعر پڑھ کر کہ

س ۵ کیا کیا ہیں گُن جناب کے دل میں بھرے ہوئے
صورت جو دیکھئے تو بڑے پارسا کی ہے

خاموش ہونا پڑے گا۔ والامر بید اللہ تعالیٰ

الہامات کے متعلق نصیحت

اس کے بعد تتمہ کتاب میں سے ہم صرف فصل سوم کے عنوان نمبر ۳ یعنی "برنی صاحب کے شیطانی الہام" کے متعلق چند باتیں عرض کر دینا مناسب خیال کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فمن[۱] اظلم ممن کذب علی اللہ وکذّب بالصدق اذ جاءہٗ۔ (زمر ع ۴) دوسری جگہ ایک مومن آل فرعون کی زبان سے یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ ان یّك کاذبًا فعلیہ کذبہ وان یّك صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم (مومن ع ۴)

---

۱ ترجمہ۔ اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا سچائی کے آنے کے بعد اسکی تکذیب کرے۔ ۲ ترجمہ اور اگر جھوٹا ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہو تو وہ جو تم کو وعدہ دے رہا ہے اس میں کچھ حصہ تم کو پہنچے گا۔

یعنی اگر وہ (مدعی الہام) جھوٹا ہو تو اُس کا جھوٹ اُس کے ذمہ ہے لیکن اگر وہ سچا ہے تو اس کے بعض وعدے تم کو پہنچیں گے۔

ان آیات کے ملاحظہ کے بعد یہ امر خود برنی صاحب کے تصفیہ کے قابل ہے کہ کونسی بات زیادہ قریب عقل و امن ہے۔ آیا یہ کہ الہامات کی تکذیب کی جائے یا یہ کہ خاموشی اختیار کی جائے۔ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ۔[۱]

اس تمہید کے بعد ہم الہامات کے بارے میں کچھ لکھنا ضروری نہیں سمجھتے سوائے اس کے جو الہامات غلط طور پر درج کر دیئے گئے ہیں انکی صحت کر دی جائے۔

بعض الہامات کی تشریح

برنی صاحب نے اپنے "شیطانی الہام" کے عنوان کے ذیل میں دو الہامات حضرت مسیح موعود کے غلط درج کئے ہیں۔ ان میں سے پہلا الہام برنی صاحب نے اس طرح پر لکھا ہے غنشم عشم عنشم۔ پہلے غ ش م۔ پھر ع ش م۔ اور اس پر کوئی اعراب بھی نہیں ہیں اور نہ اس کے ساتھ کچھ معنی و مطلب لکھا ہے اور نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے اور جو الفاظ برنی صاحب نے لکھے ہیں وہ مہمل اور بے معنی ہیں۔ اصل الہام یوں ہے۔ "غُثِمَ غُثِمَ غُثِمَ لَهٗ دُفِعَ اِلَیْهِ مَالُهٗ دَفْعَةً" (البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۵) غُثِمَ۔ فُعِلَ کے وزن پر بصیغہ مجہول ہے (یعنی غ مضموم۔ ث مکسور اور م مفتوح) معنے اس الہام کے اُردو میں یہ ہوئے کہ دیا گیا اس کو مال اس کا دفعۃً اور لغت کی

[۱] ہر دو میں سے کونسا فریق زیادہ امن والا ہے۔

مشہور کتاب منجد میں غُشِمَ کے یہی معنی درج ہیں۔

دوسرا الہام "اسمع ولدی" لکھا گیا ہے اور اسکے معنی "سُن بیٹا" بھی درج کئے گئے ہیں۔ یہ مطلقاً غلط ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی الہام "اسمع ولدی" نہیں ہے۔ آپ کا الہام اَسْمَعُ وَاَرٰی ہے جسکے معنے ہیں کہ میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ (مکتوبات احمدیہ جلد اول ص۱۳۲)

اس کے بعد ایک الہام تتمہ کے ص۹۷ میں "کانّ اللہ نزل من السماء" کے الفاظ کے ساتھ درج ہے۔ یہ الہام صحیح ہے لیکن ان الفاظ کے اس منشاء کو جو صاحب الہام نے شائع کیا ہے برقی صاحب نے نظر انداز کر دیا ہے حضرت مرزا صاحب ان معنوں کو جلال الٰہی کے ظہور کے معنوں میں لیتے ہیں (آئینہ کمالات اسلام ص۱۳۵) اور یہ معنی قرآن کریم اور حدیث کے محاورات کے مطابق ہیں۔ قرآن پاک میں آتا ہے جاء ربک "آیا تیرا رب" اور مراد اس سے جاء امر ربک "آیا تیرے رب کا امر" ہے۔ تلخیص المفتاح ص۹۶ حدیث میں آیا ہے فینزل ربنا الی السماء الدنیا (پس نازل ہوتا ہے رب ہمارا نچلے آسمان پر) اور مراد اس سے نزول رحمت اور قرب الٰہی ہے (حاشیہ مشکوٰۃ مجتبائی ص۱۰۹)

پس قائل کے منشاء اور محاورات قرآن و حدیث کو چھوڑ کر کسی کلام کے ایسے معنے کرنا جو شایان نہ ہوں سوائے ضد و مکابرہ کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

آخر میں ہم اتنا کہدینا بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ الہامات سے جو خدا تعالےٰ کی جانب نسبت دیکر اور اس کا کلام لکھ کر شائع کئے گئے ہیں۔ استہزاء وہی شخص کر سکتا ہے جسکے دل میں خدا تعالےٰ کا خوف نہ ہو۔ مولنا۔ ایں دُمِ شیر است بازی مگیر۔ اللہ بس باقی ہوس۔ ما نقول الا الحق۔ والحق احق ان یتبع۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خاتمہ

برنی صاحب احادیث نبوی اور تواتر کے منکر ہیں

محقق برنی نے اپنے "قادیانی مذہب" میں اگر کچھ نہیں لکھا تو صرف 'قادیانی مذہب' کے متعلق نہیں لکھا اور مسئلہ مسیح موعود کو جو احمدی و غیر احمدی میں تمیز کرتا ہے بالکل نہیں چھوا۔ یہ اس لئے کہ 'وفات مسیح مانتے ہیں تو وہ خود 'قادیانی' ہیں۔ باقی رہا مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کی آمد اس کے متعلق فرماتے ہیں "یہ مسئلہ خود فتنہ کی جڑ ہے" رسالہ برنی صاحب خاتمہ ص۳۷۔ گویا آپ کا نہ احادیث نبوی پر ایمان ہے نہ امت محمدیہ کے تواتر پر ایقان ہو اب یہ مسلمانوں کا عام رجحان ہے کہ وہ دیکھیں کہ ایک منکر احادیث و تواتر کہاں تک مسلمان ہو اور اس کا "دین اسلام سے کیا تعلق ہو"

احمدی جماعت کی خدمات اسلام

جناب برنی صاحب غیر مبائع احمدیوں پہ قدرے مہربان ہیں اور فرماتے ہیں "یورپ و امریکہ میں یہ فرقہ خاصا کام کر رہا ہو .... قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ بھی کیا ہو" خاتمہ ص۴۳ لیکن قادیانی مذہب کے علمی محاسب صاحب کو علم نہیں کہ لنڈن کی مسجد اور بلاد امریکہ کے تبلیغی مشن خالص قادیانی ہیں۔ اور انگریزی ترجمۃ القرآن بھی مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت کے زمانہ میں قادیان ہی میں کیا تھا۔

ہماری خدمات اسلام کی نسبت جناب برنی صاحب سے بڑھ کر دشمن اور بہتر

محقق ریونڈ بیون جونز اپنی کتاب "اہل مسجد" کے صفحات ۲۹۴ و ۲۹۵ پر لکھتے ہیں:
"قادیانی مبلغین جس وسیع پیمانہ پر اپنی تبلیغ کر رہے ہیں وہ اس جماعت کی امتیاز خصوصی ہے (قادیانی) ہندوستان کے بہت سے حصوں اور برما۔ لنکا۔ افغانستان (بلاد) عرب۔ مصر (ممالک) افریقہ۔ مارشیس۔ آسٹریلیا۔ چین۔ انگلستان۔ فرانس جرمنی (ڈچ انڈیز) اور (بلاد) امریکہ میں پائے جاتے ہیں۔ یہ سارا کام مع تعلیمی لائحہ عمل کے ایک وسیع تنظیم کے ساتھ چلایا جا رہا ہے کہ جس کا صدر مقام قادیان ہے"
برنی صاحب کو اسکو ہماری "بلند آہنگی" فرمائیں اور "اصلیت" کا انکار کریں۔
مگر حکیم برہم مرحوم اڈیٹر مشرق گورکھپور نے اپنے اخبار مشرق میں لکھا تھا:۔
"صرف ایک احمدی جماعت ہے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کیطرح کسی سے مرعوب نہیں ہوئی اور خالص اسلامی کام سرانجام دے رہی ہے" مشرق ۲۲ ستمبر ۲۷ء
اور "احمدی جماعت کی اسلامی خدمات کا اعتراف نہ کرنا پرلے درجہ کی بے حیائی ہے" اکتوبر ۲۷ء

احمدیوں کی حیرت انگیز ترقی

برنی صاحب اپنی تتمہ کے خاتمہ میں ۲۰ اپریل دنیا کو بتانا چاہتے ہیں کہ احمدی جماعت تنزل پر ہے اور حضرت مرزا صاحب کے تمام "سمجھدار معتقدین الگ ہوگئے ہیں" مگر نقاد صاحب کے برادر بزرگ نقاش رئیس الاعداد ایڈیٹر زمیندار فرماتے ہیں:۔
"آج میری حیرت زدہ نگاہیں یہ حسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجوایٹ اور وکیل اور پروفیسر جو یورپین فلاسفروں اور فلسفہ کو خاطر میں نہ لاتے تھے ایمان لے آئے ہیں" زمیندار ۹ اکتوبر ۳۲ء
"یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے اسکی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں" ۹ اکتوبر ۳۳ء

اور ملاحظہ ہو کہ غیر مسلم تجربہ کار آنکھ کیا دیکھ رہی ہے :-

"بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے اس کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے (جو) کسی وقت موقعہ پاکر ہمیں بالکل جھلس دیگی" تیج دہلی ۲۵ جولائی ۲۸ء

برقی صاحب کی مسیحی پادریوں سے مشابہت

خاتمہ کتاب پر ہمارا جی چاہتا ہے کہ جس خصوصیت پر برقی صاحب کو ناز ہے اور جس تحقیق عالیہ کے باعث آپکی "تالیف بہت کامیاب ثابت ہوئی" "مسلمانوں میں اسکی دھوم مچ گئی" اور آپ کا گمان ہے کہ "قادیانیوں میں ہلچل پڑ گئی" وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے **دو دوروں** کا سوال ہے جس پر ہم تو کافی لکھ چکے ہیں لیکن یہ بتا دینا چاہئے ہیں اس میں برقی صاحب کو کامل مشابہت مسیحی پادریوں سے حاصل ہوگئی ہے جسے ذیل کی مثال واضح کر رہی ہے۔ ریورنڈ ڈاکٹر ایم ٹی ٹائٹس اپنی کتاب اختصار الاسلام ص۱۷ و ص۲۹ پر لکھتے ہیں :-

دور اوّل ص۱۷

محمد صاحب مکہ میں ایک ہی بیوی کے وفادار شوہر رہے۔

ص۲۹

مکی سورتیں چھوٹی اور مدنی سورتوں سے بہتر ہیں۔ محمد صاحب کی ابتدائی منادی سیدھی سادی اور اچھی تھی۔ ایک حصہ عقائد سے اور دوسرا عملیات سے تعلق رکھتا تھا۔

دور دوم ص۱۷

مدینہ جاکر محمد صاحب نے اور گیارہ شادیاں کیں مگر مدینہ میں آپ نبی کے علاوہ بادشاہ بھی ہوگئے اور بہ حیثیت نبی بادشاہ کے **آپ نے اپنا پیغام بھی بدل ڈالا۔** مدنی سورتیں لمبی ہیں (ان میں) قانون و شرعی احکام پائے جاتے ہیں۔ سرگرم و پُرجوش نصائح کم ہیں۔ محمد صاحب کے سیاسی و مذہبی

پیشوا ہونے پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

ص۲۹

مدنی سورتیں زیادہ لمبی ہیں اور اُن کے
مضامین میں کوئی ترتیب نہیں پائی جاتی۔

خدا ترس لوگو! اللہ کے سامنے حاضر ہونے کا خیال کرو اور غور کرو
برنی و ٹاشٹس میں ابتداء و انتہا۔ دور اول اور دور دوم کے اعتراض
میں کس قدر مشابہت ہے؟

آخری دُعا اے خدا! اے دلوں کی گہرائیوں کا علم رکھنے والے خدا!
تو جانتا ہے کہ برنی صاحب نے اپنی اخلاقی و علمی و دینی
کمزوری سے تیرے بندوں کو غلط فہمی میں مبتلا کیا ہے۔ اے قادر و
رہنما ان کو توفیق بخش کہ وہ تجھ سے روشنی پا کر اس گناہ سے توبہ اور
نقصان کی تلافی کریں اور تکبر و نخوت کی کرسی پر بیٹھ کر وعظ کرنا چھوڑ
دیں بلکہ مسیح موعود کے خدام میں شامل ہو کر قلب منیب کے ساتھ
ہماری طرح ع منہ کرسی برائے ما کہ ماموریم خدمت را
کہتے ہوئے خدمت اسلام کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اور جانی و
مالی قربانی کا سبق پڑھ کر فلاح دارین حاصل کریں۔

الہی! تو برنی صاحب کو نار مخالفت میں جلنے سے بچا۔ اُن کو نور
ایمان عطا فرما۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق و انت
خیر الفاتحین۔ آمین ثم آمین یارب العلمین۔ وآخر
دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ضروری التماس

سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں قائم ہوئے چالیس سال سے اُوپر کا عرصہ ہُوا ہے۔ اور اس زمانہ میں ہماری جماعت کو بہت سی دقتوں اور مشکلات میں سے گذرنا پڑا ہے۔ مگر جماعت احمدیہ نے بفضلہ تعالیٰ ہر وقت کامل استقلال سے کام لیا۔ ہر حملہ کا فوری جواب دیا۔ مخالفین نے ہم کو جس قدر زور سے مٹانا چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی قدر ہمیں عرُوج بخشا۔

گذشتہ سال شاہی عاشور خانہ میں پروفیسر الیاس برنی صاحب کی تقریر سے جو غلط فہمیاں پیدا ہوئیں۔ اُن کا پہلے تو نہایت متانت سے ازالہ کیا گیا۔ پھر وہ جن بھر رسائل (جن میں بعض آریوں کی ضبط شدہ کتابوں کا نمونہ تھے) اور اخباری مضامین (جن میں الاعظم نے بعینہ زمیندار لاہور کا رنگ اختیار کر لیا) شائع ہوئے۔ ان سب کو ہم نے تحمل اور بُردباری سے پڑھا۔ گندہ حصّہ نظرانداز کر کے نفس مضمون پر "ختم نبوّت کی حقیقت" نامی کتاب ذمہ وار حکام کو مسودہ دکھا کر شائع کر دی۔ اس طرح امن پسندی اور مفاد ملک و مالک کے مدنظر کُل معاملہ خوش اسلوبی سے ختم کر دیا۔

لیکن ایک "خاص گروہ" ہے جو احمدی طاقت سے واقف ہے۔ اور سات سال سے متواتر کوشاں تھا۔ کہ احمدیوں کے راستہ میں رُکاوٹ ڈالے۔ تا وہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کامیابی سے نہ کر سکیں۔ اُس کا داؤ چل گیا۔ اور جناب پروفیسر الیاس برنی صاحب کے ذریعہ یہ لوگ اپنے مقصد میں جہاں تک ہمارے لئے مشکلات پیدا کرنے اور قومی نقصان پہنچانے کا سوال تھا۔ کامیاب ہو گئے۔ پروفیسر صاحب نے اپنی کتاب "قادیانی مذہب" لکھکر اس فتنہ کو جسے ہمارے تحمل و بردباری نے سُلا دیا تھا۔ پھر سے جگا دیا۔

اور حیدر آباد کی تاریخ میں ایک نیا باب کھولا۔ ہم نے اس پر بھی صبر سے کام لیا۔ مگر جب دیکھا۔ کہ ایک شخص نے محض غلط بیانیوں اور مغالطہ دہی سے نیک دل لوگوں کے قلوب میں وساوس پیدا کئے ہیں۔ تو ہم اظہار حقیقت کیلئے بغرض اصلاح اپنی جوابی کتاب الموسوم بہ "تصدیق احمدیت" پیش کرتے ہیں۔ اور حق پسند ناظرین سے ملتمس ہیں کہ وہ :۔

(۱) اصل کتب دیکھکر ہمارے جواب کی تصدیق فرماویں۔ اس غرض کے لئے ہمارا دار المطالعہ واقعہ جوبلی ہال افضل گنج ۳ سے ۸ بجے تک کھلا رہتا ہے۔ نیز ہم ہر طالب حق کے دروازے پر اس خدمت کیلئے حاضر ہونے کو تیار ہیں۔

(۲) برنی صاحب کو دیانت۔ امانت۔ صداقت۔ علم اور عثمانیہ یونیورسٹی کی عزت کے نام پر مجبور کریں۔ کہ وہ یا تو ہمارے چیلنج کو قبول کریں۔ اور اپنی علمی تحقیقات اور محاسبہ کو اصل کتب سے حوالہ جات دکھا کر ثابت کریں۔ ورنہ مسلمان قوم کی مایہ ناز درسگاہ علی گڑھ کی روایات۔ علی گڑھ کی تربیت پر دھبہ لگانے کے جرم کا ازالہ اپنے رجوع اور اعتراف غلطی کے اعلان سے کر دیں:

بالآخر ہم یقین دلاتے ہیں کہ باوجود ایسی تکلیف محسوس کرنے کے جو مسلمانوں کو "رنگیلا رسول" جیسی کتابیں شائع کئے جانے سے پہنچی تھی۔ ہم مفاد قومی اور ملی کے مدنظر ملک و مالک، اسلام اور مسلمانوں کی خدمت حسب سابق کرتے رہیں گے۔ اور حیدر آباد کے دشمنوں کو انشاء اللہ خوشی کا موقعہ نہ دیں گے۔ وباللہ التوفیق۔

خادم:۔ **سید بشارت احمد جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ**

نوٹ:۔ کتاب ہذا اور دیگر جملہ کتب سلسلہ احمدیہ مفصلہ ذیل مقامات سے طلب کریں:۔
احمدیہ کتاب گھر جوبلی ہال افضل گنج حیدر آباد۔ سیٹھ عبد اللہ الہ دین علاؤ الدین بلڈنگ سکندر آباد۔ سیٹھ حسن احمدی کارخانہ بیڑی چاند مارک یادگیر۔ میر اسحاق علی وکیل ہائی کورٹ محبوب نگر۔